UNIVERSAL
LIBRARY

OU_232674

UNIVERSAL
LIBRARY

فاعتبروا یا اولی الابصار

جلد سوم ۱۰۸۰ھ

خلافت اندلس

یعنی

ملک اسپین میں مسلمانوں کی حکومت صدارت

مرتبہ عیسیٰ جناب سید امداد علی خان بہادر جنگ بہادر ایم اے بیرسٹر ایٹ لا
ناظم اوقاف حیدرآباد و فرخندہ بنیاد سابق مدیر رسالہ دلگداز و مصنف کتب علمی و ادبی

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں زیور طبع سے آراستہ ہوئی

فہرست مضامین خلافت اندلس حصہ سوم

باب اول

بنی حمود علی بن حمود کی تخت نشینی۔ اس کا ظلم۔ خیران کی بغاوت۔ علی کا قتل ہونا۔ القاسم کی تخت نشینی۔ المرتضیٰ اور اوس کا قتل۔ یحییٰ ابن علی کی بغاوت۔ المستظہر کی تخت نشینی اور اوس کا قتل۔ محمد ثالث المستقفی۔ ہشام المعتمد یحییٰ کا قتل۔ ۱ تا ۱۸

باب دوم

خانہ جنگی کا نتیجہ۔ سلطنت اندلس کا چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں تقسیم ہوجانا۔ دیگر حالات۔ ۱۹ تا ۳۷

باب سوم

عیسائیوں کی ترقی۔ طلیطلہ پر ادفونش چہارم کا قبضہ۔ شانجہ اول کی فتوحات۔ عیسائیوں کی ظلم و زیادتی۔ ادفونش کی گستاخانہ درخواستیں۔ ادفونش کا اشبیلیہ پر حملہ۔ المعتمد اور یوسف کا اشبیلیہ میں داخل ہونا۔ ادفونش کی تیاریاں۔ فوج عرب کا روانہ ہونا۔ ادفونش کی دغابازی۔ عیسائیوں کی شکست۔ ادفونش کا انتقال۔ یوسف کا افریقہ واپس ہونا۔ ۳۸ تا ۶۱

باب چہارم

خاندان المرابطین والموحدین وبنی ہود کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونا۔ یوسف ابن تاشفین کا دوبارہ اندلس آنا۔ اس کی فتوحات۔ المعتمد اور ادفونش۔ المعتمد کی گرفتاری ۶۲ تا ۱۱۰

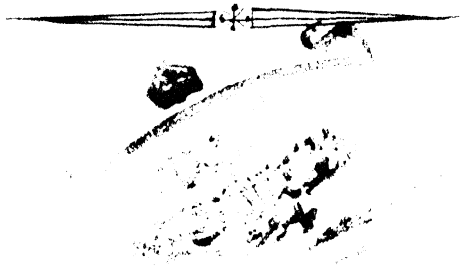
عبد الجبار بن المعتمد - یوسف ابن تاشفین کا انتقال - علی کی تخت نشینی - اس کی فتوحات - اس کا انتقال - تاشفین ابن علی کی تخت نشینی - عیسائیون کی ترقی - ادفونش ثانی عبد المومن کا اندلس مین داخل ہونا - یوسف اول کی تخت نشینی - طلیطلہ کا محاصرہ - یوسف کا انتقال - یعقوب المنصور - عیسائیون کی شکست - محمد الناصر جنگ العقاب عربونکی شکست - اس جنگ کا نتیجہ - یوسف ثانی - ابن ہود - خلافت بغداد - فردلند ثالث کا قرطبہ پر قبضہ	
باب پنجم	
بنی نصر کا عروج - محمد ابن الاحمر اسکی فتوحات - عیسائیون کی شکست - محمد ثانی - شانجہ کی شکست اور اوس کا قتل ہونا - محمد ثانی کا انتقال - محمد ثالث - نصر کی بغاوت - فردلند بادشاہ قسطلہ - ابو سعید ابو الولید اسمٰعیل ابن ابو سعید - جنگ البیرہ - محمد چہارم - جبل الطارق پر عربون کا قبضہ اور عیسائیون کی شکست یوسف - جنگ طریفہ - یوسف کا قتل محمد پنجم - اسمٰعیل کی بغاوت - محمد ششم - محمد پنجم کا دور ثانی -	۱۱۱ تا ۱۳۴
باب ششم	
محمد پنجم کا انتقال - یوسف ثانی - محمد ہفتم - اس کا اشبیلیہ جانا - محمد کی بادشاہ قسطلہ سے ملاقات - محمد ہفتم کا انتقال - یوسف ثالث - صلح کل - طرز حکومت - محمد ہشتم - محمد الصغیر کی بغاوت اور تخت نشینی - الصغیر محمد نہم کا انتقال - یوسف ابن الاحمر کی بغاوت - یوسف کا انتقال - عیسائیون کے ساتھ جنگ - محمد ابن عثمان کی بغاوت - ابن اسمٰعیل -	۱۳۵ تا ۱۶۳

باب ہفتم

ابوالحسن کی تخت نشینی - صحرہ پر عربوں کا قبضہ - جنگ الحمہ - عربوں کی شکست - الزغل کی بغاوت - لوشہ کا محاصرہ - عیسائیوں کی شکست - انقلاب غرناطہ - ابوعبداللہ فرڈلنڈ - ملاقہ اور المیریہ اور باجہ پر عیسائیوں کا قبضہ - خانہ جنگی - عربوں کی شکست جنگ غرناطہ - عیسائیوں کی عہد شکنی - عربوں کا ملک اندلس سے اخراج - ۱۶۴ تا ۱۹۶

باب ہشتم

اسلامی اندلس کے مجمل حالات - طرز ریاست صنعت و حرفت - علوم و فنون - تعلیم نسوان - شجاعت - عربوں کا اثر یورپ پر - ۱۹۷ تا ۲۴۳



غلطنامہ جلد سوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۳ عنوان کی	المعتداد	المعتمد
۵	۱۱	لکین	×
۷	۱۲	سپاہون	سپاہیون
۱۶	۶	المستفی	المستفی
۲۲	۱۲	ابن جاہوس	ابن جہوس
۲۳	۱۱	جاہوس	جہوس
۲۶	۳ نوٹ کی	عالم	حاکم
۳۴	۳	بغد	بعد
۳۰	۵	روسائی	رؤسائے
۴۳	۹	تقریر	تحریر
ایضاً	انوٹ کی	ابن الطول	ابن الطویل
۴۵	۸	اوقولش[1]	اوفرنش
۴۷	۱۴	بطیموس	بطلیموس
۴۹	۱۵	جاہوس	جہوس
۵۰	۷	تاشقین[2]	تاشفین
۵۵	۴	دریای کوہ	دنہای کوہ
۷۱	۱۲	دارلطنت	دارالسلطنت
۷۲	۴	لبشونہ	لشبونہ
۷۳	(۱) نوٹ	طلیطلہ	طلیطلہ
۷۴	۲	ابن رومیر	ابن رومیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۱	۳	طریق	طریقہ
۸۲	۸	شہرت	شروت
۸۹	۹	سوارنگ	ارنگ
۹۴	۹	دسینے	مدد دینے
۱۰۱	۱۱	لبون	لیون
۱۰۳	۷	امرای	امراء
۱۱۵	۱۴	مغیرہ	مقبرہ
۱۲۴	(۱) نوٹ کی	نہ	سنہ
۱۲۷	(۱) نوٹ کی	الملق البدیہ	اللمعۃ البدریہ
۱۳۵	(۳) عنوان کی	محمد الصغر	محمد الصغیر
۱۳۷	۱۲	ہمارا	تمہارا
۱۳۸	۱۴	شلوبانیہ	شلوبانیہ
۱۳۹	۹	بعض معاہدہ	انقض معاہدہ کی بابت
۱۴۰	۱	۰	کو
۱۴۱	۸	ہفتم	ہفتم نے
۱۴۲	(۱) نوٹ کی	شلوبانیہ	شلوبانیہ
۱۴۳	۱	طرف کے	طرف سے
۱۵۰	۶	کرچکا	ہوچکا
ایضاً	۱۰	اسکی	اس کو

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۱	۸	باہمی	x	۲۰۶	۱	داخ	داغ
ایضاً	۱۲	کہین	لیکن	ایضاً	(۲) نوٹ کی	اسّی ہزار	اسّی
ایضاً	۱۴	مدد کریگا	مدد نہ کریگا	۲۱۳	۳	کتاب	کشاب
۱۵۲	(۲) نوٹ کی	یعنی	x	۲۱۴	۴	شام افریقہ	شام اور افریقہ
۱۵۶	۱۱	ہوگئے	ہوئے	۲۱۶	۲	الیوفرہ	البوفرہ
۱۶۷	۱	اس غرض سے	اس عرصہ میں	۲۲۰	۱۲	مورخ	مورخ تہیں
ایضاً	۱۳	شہر پر	شہر اور	۲۲۲	۱	معلوم کرین گے	معلوم کرنیکے
۱۷۶	۱۰	مگر اور	مگر اہل	۲۲۳	۷	ابن زور	اون زور
۱۸۴	(۱) نوٹ کی	الیکراس	الیکساس	۲۲۸	۲	مسیولیون	مسیولبون
۱۸۷	۱۱	پہریہ	بہتریہ	۲۳۴	۱۳	ایکان کو	ایمان کی
۱۹۵	۱۳	مزا	مرنا	۲۳۹	۲	آبنائی قطن	آبنائی وطن
۱۹۸	۳	الوزراتین	الوزارتین	ایضاً	۵	تعصب آمیز	تاسف آمیز
۲۰۰	۱	تنزل کے	تنزل سے	۲۴۲	۱۴	فنون	فتون

فَاعْتَبِرُوا يَا أُولِي الْأَبْصَارِ

جلد سوم

خلافت اندلس

یعنی

[illegible]

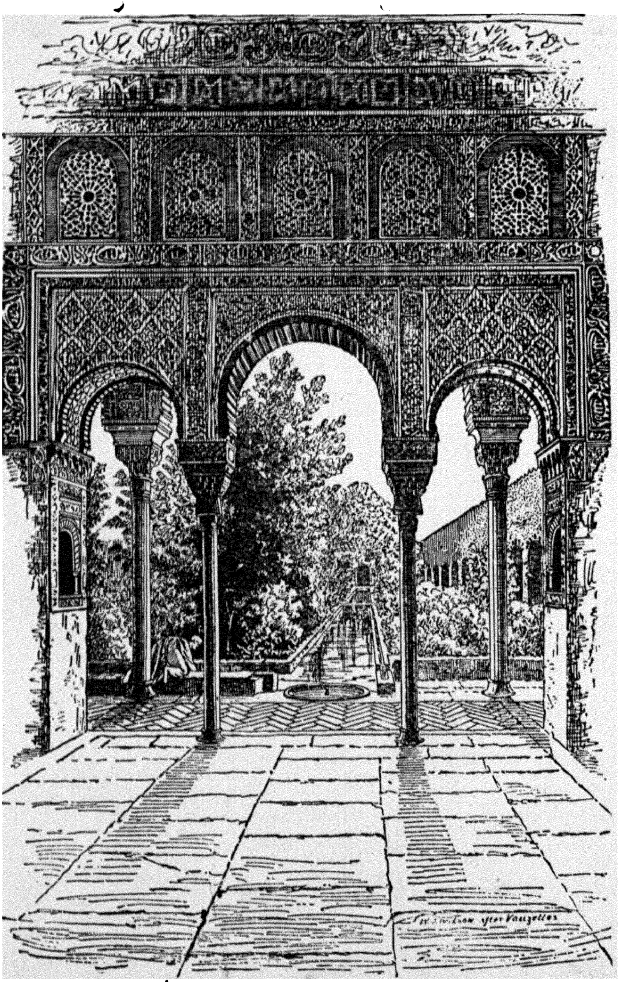
[illegible]

[illegible]

[illegible]

باہتمام محمد قاسم

قاسم پریس حیدرآباد دکن میں رونق طبع پائی



غرناطہ کا جنت العارف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حصہ سوم

باب اوّل

بنی حمود۔ علی بن حمود کی تخت نشینی ۔ اس کا ظلم۔ خیران کی بغاوت۔ علی کا قتل ہونا۔ القاسم کی تخت نشینی۔ المرتضیٰ اور اوس کا قتل۔ یحییٰ ابن علی کی بغاوت۔ المستظہر کی تخت نشینی اور اوس کا قتل۔ محمد ثالث المستکفی۔ ہشام المعتداد۔ یحییٰ کا قتل۔

علی نے تخت پر بیٹھنے کے بعد الناصر لدین اللہ کا لقب اختیار کیا اور اپنی حکومت کے مضبوط کرنے کی غرض سے اہل بربر کو جو بالکل مطلق العنان اور بیخوف ہو گئے تھے اپنے قبضے مین لانے کی کوشش شروع کی پہلے پہل اس کے انصاف اور رعایا پروری نے خاطر خواہ اپنا اثر کیا چنانچہ رعایا جو بربرون کے ہاتھ سے تباہ ہو رہی تھی بادشاہ کو اپنا حامی اور مددگار سمجھکر بربر اور بدمعاشون کے استیصال مین مدد دینے پر آمادہ ہوئے اور چند روز مین ایک حد تک امن ملک و رعایا کو نصیب ہوا علی ابن حمود روزانہ قصر شاہی کے

دروازے پر عام دربار کیا کرتا تہا جہان ہر شخص کو بلا تکلف عرض معروض کرنے کی عام اجازت تہی۔ جب کبہی کوئی بربر کسی جرم کی علت مین گرفتار ہوتا تہا اوس کو مجمع عام مین قتل کرتا تہا علی نے اس دل دہی اور جفاکشی سے ملک کا انتظام کیا کہ اس کے انصاف اور دادرسی کی لوگ مثال دیا کرتے تہے۔ ایک روز کا واقعہ ہے کہ جب یہ باب عام سے گزر رہا تہا اس نے ایک بربر کو دیکہا کہ گہوڑے پر سوار ایک بہت بڑا بار انگور کا لیے جاتا ہے علی نے اس سوار کو روک کر اوس سے پوچہا کہ یہ انگور کہان سے لایا۔ بربر نے جواب دیا کہ ان کو مین نے اپنی جوانمردی سے حاصل کیا ہے یہہ گستاخانہ جواب سن کر علی نے اس کو قتل کیا اور اوس کا سر انگورون پر رکہکر تمام شہر مین پہرایا تاکہ اس کے ہمقوم کو عبرت ہو۔ اٹہارہ مہینے تک سلطان نے یہی اپنا طرز جاری رکہا یہ ممکن تہا کہ اگر اہل اُندلوسیہ المرتضی المروانی کی تائید نہ کرتے تو یہ شاہراہ انصاف و عدل سے کبہی منحرف نہ ہوتا۔ ان لوگون نے خاندان امیہ کے قایم کرنے کی نیت سے بغاوت کے علم کو بلند کیا علی ابن حمود کو تخت پر بیٹہے ہوئے چند ماہ کا عرصہ ہوا تہا۔ اس کے دل مین یہ خیال پیدا ہوا کہ جس معدلت گستری اور رحم دلی سے مین نے کام لیا ہے اس کو لوگون نے میری پست ہمتی اور بزدلی پر محمول کیا ہے۔ اس لئے فوراً اپنی طرز حکومت کو بدل دیا اور بربرون کے ساتہہ جو سختی کہ اس نے شروع کی تہی

وہ کم کردی - اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بربر مثل سابق پر شور بن گئے اور رعایا پر ظلم و ستم کا مینہ برسادیا اور دار الخلافہ کی عجوبہ روزگار عمارات کو منہدم اور شہر کے متمول اور خوشحال لوگون کو اس قدر لوٹا کہ یہ لوگ نان شبینہ کو محتاج ہو گئے - بربرون کی اس ظلم و زیادتی مین سلطان نے بھی بہت کچھ مدد دی اور اس قدر جدید محصول اور ٹیکس رعایا پر لگائے کہ جس کی وہ متحمل نہ ہو سکی اور ترک وطن اختیار کیا اور باقی ماندہ بوجہ عدم ادائی زر محصول محبوس ہوئے اور اُن کی جائدادین سرکار مین ضبط کر لی گئین - ان آفت زدہ لوگون مین ایک شخص **ابو الخرم**[1] نامی بھی شریک تہا اس جابرانہ طرز حکومت سے **علی ابن حمود** جس قدر کہ پہلے ہر دل عزیز تہا اوس سے زیادہ خلق اللہ اوس سے نفرت کرنے لگی اور ایسی سخت بغاوت کا سلسلہ شروع ہوا کہ بجز گوشہ قبر کوئی مامن اس کو نہ ملا **خیران عقلبی** حاکم **المیرۃ** باوجود انقلاب زمانہ بنی امیہ کا طرفدار بنا رہا اہل قرطبہ کو **علی ابن حمود** اور بربرون سے بددل و متنفر پاکر اس نے اپنے صوبے مین بغاوت اور مخالفت کی بنیاد ڈالی اور خاندان بنی امیہ کے ایک رکن **عبد الرحمن ابن محمد المرتضی** کو بادشاہ مشہور کیا اور مع اپنے ہمخیال و ہمراز مقتدر امرا کے با فوج کثیر دار الخلافہ کی طرف روانہ ہوا **علی** جب امرائی مذکور کی بغاوت سے مطلع ہوا حتی الامکان اپنے خیر خواہون کو مقابلے کے لیئے فراہم اور آمادہ کرنے کی کوشش کی لیکن اس کے ظلم نے اس کے گرد

[1] یہ شخص آیندہ چل کر قرطبہ کا بادشاہ بن بیٹہا تہا -

دشمنون کا وہ جال بچھایا تہا کہ کشت وخون کے قبل ہی گہر ہی کے لوگون نے اس کا کام تمام کر دیا۔ چنانچہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۴۱۲ھ مطابق سنہ ۱۰۲۱ع مین یہہ ایک روز حمام مین مصروف تہا کہ چند صقلبی ملازمون نے جو بظاہر خیر خواہ ومطیع بنے ہوئے تہے حمام مین جا کر اس کو قتل کیا۔ جس وقت دار الخلافہ مین علی ابن حمود کے قتل کی خبر معلوم ہوئی امیر وغریب سب نے خوشیان منائین۔

جس وقت ہم علی ابن حمود کے تقریباً دو سالہ زمانہ حکومت پر نظر ڈالتے ہین اور اس کے ذاتی حالات کو بنظر انصاف جانچتے ہین تو معلوم ہوتا ہے کہ بالذات یہ شخص لائق اور رحم دل تہا چنانچہ اوائل زمانہ مین جس متانت وسنجیدگی سے اس نے حکومت کی تہی وہ اس امر کی خود گواہی دیتی ہے کہ اگر اوس وقت خاص کی بغاوتین اور سازشین اس کو مجبور نہ کرتین تو یہ کبہی ایسی مذموم باتون کو اختیار نہ کرتا جن کی وجہ سے یہ بدنام ہی نہین ہوا بلکہ اپنی جان عزیز کو کہو بیٹہا۔ اس کی لیاقت وقدر دانی کا اندازہ ہم اس کے مصاحبین کی لیاقت سے کر سکتے ہین چنانچہ اس کے زمرہ مصاحبین مین ایسے مشہور علما وشعرا مثل ابن الخیاط القرطبی اور عبادہ ابن ماء السما اور ابن دُرّاج القسطلی شریک تہے عُبادہ مذہب امامیہ رکہتا تہا۔ شعر وسخن مین مشہور زمانہ تہا۔

ابن حمود کے انتقال کے بعد القاسم حاکم اشبیلیہ تخت نشین ہوا باوجودیکہ علی

کے دو بیٹے ایک یحییٰ حاکم افریقہ اور دوسرا ادریس حاکم صوبہ ملاقہ موجود تھے
اور نیز علی نے اپنے حین حیات یحییٰ کو اپنا ولیعہد و جانشین مقرر کیا تھا لیکن بربرونکی
جماعت کثیر نے القاسم کا اس وجہ سے ساتھ دیا کہ اولاً بہ نسبت یحییٰ کے
سن رسیدہ اور زیادہ تجربہ رکھتا تھا ثانیاً یہ کہ القاسم علی کے قتل کے وقت
دار الخلافہ کے قریب مقیم تھا جس وقت القاسم کو اپنے بھائی کے قتل کی خبر
پہونچی اور فوج نے اوس سے تخت پر بیٹھنے کی درخواست کی تو پہلے یہ ڈرا۔ اور یہ
خدشہ اس کے دل مین پیدا ہوا کہ یہہ خبر مشہور کرکے علی کہین میری خیر خواہی اور محبت
کو آزماتا نہ ہو دو چار روز تک یہ اپنے مقام سے نہ ہلا لیکن جب اس کو یقین کامل ہوگیا
کہ یہ واقعہ فی الحقیقت صحیح ہے اس نے فوراً قرطبہ پہونچکر شہر پر قبضہ کیا۔

القاسم کی طبیعت شر و فساد سے بالکل نا فرحلم اور انصاف کی طرف مائل تھی
اور اگر بربر اس کا پورا ساتھ دیتے تو ممکن تھا کہ اس کا زمانہ بغیر کشت وخون گزر جاتا لیکن
اگرچہ چند وجوہ خاص سے یہ تخت پر بٹھایا گیا تھا مگر دلی خواہش ان بربرون کی یہ تھی
کہ یحییٰ ابن علی بادشاہ بنایا جائے اور یہہ راز القاسم پر منکشف ہوچکا تھا اس نے
محض اپنے تحفظ کی نیت سے صقلبی غلامون کی فوج اپنے گرد جمع کی اور فوج اور صوبجات
کی حکومت بھی انہین لوگون کے سپرد کردی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بربر کشیدہ خاطر ہوکر اس سے

بالکل الگ ہو گئے اور ہر تو یہ حال تہا اور اود ہر عامہ خلائق بنی حمود سے اس لیئے
نفرت کرتی تہی کہ اس خاندان کا قیام و استحکام محض بربرون کی قوت پر منحصر تہا
جو فی الحقیقت بادشاہت کر رہے تہے پس یہ لوگ بدل عبد الرحمن[1] بن محمد کی مدد
پر تیار و مستعد ہو گئے جس طرف امیر خیران[2] عبد الرحمن کو لیئے نکل جاتا تہا اوسطرف
کے چہوٹے بڑے رئیس و امیر اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر کے شریک ہو جاتے تہے۔
نامی امراین سے علاوہ خیران عامری کے منذر الطجیبی حاکم سرقسطہ اور ایک دو
عیسائی قومس بہی اس کے شریک ہوئے غرض جب القاسم کو ان لوگون کے
آنے کی خبر پہونچی یہ بہی فوج بربر لیکر ان کے مقابلے کے لیئے آگے بڑہا اس اثنار
مین جبکہ عبد الرحمن کو اپنے موروثی تخت و تاج کے ملنے کا یقین کامل ہو گیا تہا فلک ناہنجار
نے اس کے روشن ستارے کو اپنے عکس نیلگون سے دہندلا کر دیا چنانچہ کسی خاص
وجہ سے وہی لوگ جو اس کے معاون و مددگار بنے تہے اس کے خلاف مین سازشین
کرنے لگے منذر اور خیران نے آپس مین یہ مشورہ کیا کہ گو ابہی عبد الرحمن کو
حکومت و ثروت نصیب نہین ہوئی ہے لیکن ابہی سے اس کے تیور بدلتے جاتے

[1] عبد الرحمن بن محمد الملقب بہ المرواني کا سلسلہ خلیفہ الناصر لدین اللہ سے ملتا ہے۔ یہ خاندان امیہ کا ایک رکن تہا

[2] خیران العامری جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے صوبہ المیریہ کا حاکم تہا

ہین معلوم نہین کہ آگے چل کر یہہ ہمارے ساتھہ کیا سلوک کریگا ایسے خود غرض و
وخود پسند کا ساتھہ دینا گویا اپنے ہاتھون سے تباہ ہونا ہے۔ اس مشورہ کے بعد
خیران نے ابن زیری امیر غرناطہ کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ہم لوگ
بنی مروان کے ہمیشہ مخالف رہے ہین ہم نہین چاہتے کہ عبد الرحمن اس ملک
کا بادشاہ بنایا جائے اگر تم اس پر حملہ کرنے کا وعدہ کرو تو ہم یہ وعدہ کرتے ہین کہ ہم
بوقت جنگ عبد الرحمن سے علیحدہ ہو جائین گے چونکہ ابن زیری خود قوم بربر سے
تہا اس نے اس درخواست کو منظور کر لیا عبد الرحمن ان واقعات سے بالکل
بے خبر اور اپنی خوش قسمتی پر نازان منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا قلعہ غرناطہ کے سامنے
پہونچا اور ابن زیری کو لکھا کہ تم میری اطاعت و فرمان برداری قبول کرو جس وقت
یہ خط ابن زیری کے سامنے پڑہا گیا اس نے اپنے معتمد کو حکم دیا
کہ وہ اس کی پشت پر سورۃ الکفرون لکھکر واپس کردے عبد الرحمن نے
یہہ جواب دیا کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین بہادر ترین سپاہیون کو اپنے ساتھہ لیے ہوئے موجود
ہون اور اس فقرے کے آخر مین یہہ شعر لکھا۔

اِنْ کُنْتَ مِنَّا اَبْشِرْ بِخَیْرٍ	اَوْلَا فَاَیْقِنْ بِکُلِّ شَرٍّ

اگر تو ہم مین سے ہے تو تجھے خیر و خوبی کی بشارت دی جاتی ہے ورنہ ہر مصیبت کے لیے تیار ہو جا اور یقین کر لے

اسی خط کی پشت پر ابن زیری نے پھر قرآن شریف کی ایک آیت لکھی کہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے مال و اولاد کے فراہم اور زیادہ کرنے کی ہوس تم کو مشغول رکھتی ہے تا انیکہ تم قبر مین جاؤ۔ ان گستاخانہ جوابون سے عبد الرحمن ایسا مغلوب الغضب ہوا کہ اس نے قرطبہ کے ارادون کو ترک کر کے پہلے اس امیر کی تنبیہ کا ارادہ کیا زیری نے خیران اور منذر کے اعتماد و بھروسے پر اپنے سوارون کے ساتھ عبد الرحمن پر حملہ کیا۔ عبد الرحمن نے نہایت جوانمردی کے ساتھ اس حملے کا جواب دیا لیکن عین وقت کارزار پر عبد الرحمن نے دیکھا کہ منذر اور خیران مع اپنی فوج کے میدان سے بھاگے جاتے ہین باوجود اس حادثہ عظیم کے یہہ کچھہ دیر تک اپنی تھوڑی سی فوج لیئے مردانہ وار دشمن کا مقابلہ کرتا رہا بالآخر حالت یاس و نومیدی مین فوج کو پسپا دیکھکر میدان جنگ سے بھاگ نکلا چند روز تک یہہ قرب و جوار غرناطہ مین پوشیدہ رہا لیکن انجام کار گرفتار اور قتل ہوا۔ اس جنگ کے اور عبد الرحمن المرتضیٰ کی شکست کے بعد بربر ملک اندلس پر پورے طور سے قابض اور مسلط ہو گئے القاسم نے بھی مصلحتاً اس آفت ناگہانی کو دفع کرنیکی غرض سے بربرون کی دل جوئی کرنے مین کمی نہین کی لیکن جب عبد الرحمن کی شکست اور قتل سے عامہ خلائق کی نومیدہ امیدون پر پانی پھر گیا القاسم نے پھر

بربرون کی قوت توڑنے کی کوشش کی مگر اس سے بہت بڑی غلطی خلاف
مصلحت یہ ہوئی کہ اس نے رعایا کو راضی وخوش رکھنے مین توجہ نہین کی اگر ایسے
نازک وقت پر القاسم اہل اندلس کا ساتھہ دیجاتا اور اگر یہ اپنی آیندہ کامیابی کو
رعایا کی کامیابی پر چھوڑ دیتا تو پھر بربرون کا استیصال کوئی مشکل امر نہ تہا رعایا تو
بربرون کی سخت مخالف تہی اور یہہ بہی باطن مین ان کا دوست نہ تہا لیکن ظاہرا
محبت اور دوستی کا دم بہرتا تہا اگر یہ عامہ خلایق پر اپنا راز دلی کسی طرح ظاہر کر دیتا
تو رعایا کو پوری قوت اور جرات حاصل ہوجاتی اور بہ آسانی تمام یہ بربرون کی قید سے
رہائی پاجاتا ادہر تو رعایا بادشاہ کو اپنا مخالف اور بربرون کا معاون سمجہی تہی ادہر
بربر اس کے طرز عمل سے ناخوش تہے اس مذبذب اور ڈانواڈول طرز حکومت کا
آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ القاسم سلطنت کہو بیٹہا یحییٰ ابن علی نے القاسم کی یہ حالت
دیکہکر علانیہ سلطنت کا دعوی کیا اور ایک تحریر اس مضمون کی بربر افسرون کے پاس
بہیجی کہ صحیح وارث تخت کا مین ہون میرے چچا نے جبراً میرا حق غصب کر لیا ہے اور
صرف اس ہی پر اوس نے اکتفا نہین کیا بلکہ تمہارے ساتہہ بہی وہ بہت ناانصافی
کے ساتہہ پیش آیا چنانچہ اوس کے برتاؤ سے صاف ظاہر ہے کہ رفتہ رفتہ وہ تمکو
تمام منصب اور عہدون سے علیحدہ اور بجائے تمہارے اپنے حبشی غلامون کو مامور کیا

چاہتا ہے حالانکہ تمہاری مدد سے اوس کو یہ رتبہ اور ثروت حاصل ہوئی ہین اپنے
حقوق کے تصفیہ اور انتزاع سلطنت کے لیئے آیا ہون اگر مین کامیاب ہوا تو جن
عہدون پر تم پہلے مامور تھے اور جن جاگیرون پر تم پہلے حکومت کرتے تھے ان پر پھر مقرر
کیئے جاؤگے اور ان نو دولتون کا معقول بندوبست کرون گا۔ بربرون کو راضی
پاکر یحییٰ نے جہازون کا بندوبست کیا اور سامان جنگ وغیرہ مین اس کے بھائی
ادریس حاکم مالقہ نے بھی بہت مدد کی اس نے اپنے بھائی کو اپنی جگہ پہ سوطا
اور افریقہ کا حاکم مقرر کیا اور مع فوج جرار اندلس مین داخل ہوا خیران حاکم المیرہ
نے سابق کی خیر خواہی اور دوستی جتاکر درخواست کی کہ اگر حکم ہو تو مین بھی فوج وغیرہ
سے تمہاری مدد کو حاضر ہون ادریس نے اپنے بھائی کو ہوشیار کیا کہ یہ شخص نہایت
بد باطن اور خود غرض ہے ہرگز ہرگز اس کے وعدون پر بھروسا نہ کرنا یحییٰ نے جواب
دیا کہ اس وقت ہوشیار اور لائق آدمی کو اپنے دوست اور دشمن دونون سے کام نکالنا
چاہیئے بعد تصفیہ جیسا مناسب ہوگا ان کے حق مین کیا جائے گا یحییٰ اندلس مین
داخل ہوتے ہی فوراً قرطبہ کی طرف روانہ ہوا القاسم مین اتنی بھی عقل و تمیز نہ تھی
کہ یہ اپنے دوست اور دشمن کو پہچانتا۔ حالت تذبذب اور پریشانی مین عقل و ہوش
نے بھی اس سے کنارہ کشی اختیار کی اور بغیر میدان جنگ مین قسمت آزمائے رات

کے وقت اپنے پانچ خاص ملازمین کو لیکر بتاریخ ۲۰ ربیع الاخری ۴۰۰ھ مطابق ۱۰۱۹ء قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلیہ مین قاضی ابن عباد کے گھر مین پناہ گزین ہوا۔ اور اس کا بہتیجہ علی بلا تعرض بتاریخ یکم جمادی الاخری ایک مہینہ کے بعد دار الخلافہ مین داخل اور سریر خلافت پر متمکن ہوا اور المتعالی کا لقب اختیار کیا۔

یحییٰ ابن علی گو قرطبہ پر قابض و متصرف ہو گیا تھا لیکن ابھی اس کی حکومت صرف دار الخلافہ کی چار دیواری تک محدود تھی کیونکہ ہنوز صوبہ دار اور بعض چھوٹے بڑے رئیس بپاس نمک بنی امیہ کے طرفدار بنے ہوئے تھے یحییٰ نے ان لوگون کو ہموار کرنے کی مطلق کوشش نہین کی بلکہ اپنی کوتہ اندیشی و پست ہمتی سے صرف قرطبہ پر قابض ہوتے ہی اپنے تئین تمام ملک کا بادشاہ سمجھنے لگا اور لہو و لعب مین مشغول ہو گیا اس کو اپنی عالی خاندانی پر کہ جس کا سلسلہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا تھا اس قدر ناز و تفاخر تھا کہ بڑے بڑے خاندانی امرائی عرب کو بنظر حقارت دیکھتا تھا لیکن سب سے بڑی غلطی اس سے یہ ہوئی کہ جن شرائط پر بربرون نے اس کی مدد کی تھی انکو پورا نہین کیا اور بربرون کے اصرار پر صرف اتنا کیا کہ نو دولتون کو ملازمت سے برطرف کر دیا۔ سب بد دل ہو کر القاسم کے پاس بھاگ آئے۔ چند روز کے بعد بربرون نے بھی بحالت نا امیدی ان مفروون کی تقلید شروع کر دی۔ چونکہ القاسم بطور خود

اپنے خیرخواہون کے بلا اطلاع بھاگ آیا تھا اپنی حرکت پر کمال نادم ہوا اور ان لوگون کو اپنا سچا خیرخواہ سمجھنے لگا۔ باشندگان صوبہ **ملاقہ**[1] بھی اپنے حاکم **ادریس** کو اپنے سے دور اور غافل سمجھکر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور **خیران** سے درخواست کی کہ وہ اس صوبہ کو بھی اپنے صوبہ مین شریک کرلے۔ اس خبر وحشت اثر سے **یحییٰ** کے رہے سہے ہوش بھی جاتے رہے اور یہ بلا سوچے سمجھے بوقت شب چند خاص مصاحبین کے ہمراہ **قرطبہ** سے بطرف ملاقہ روانہ ہوا۔

جس وقت **القاسم** نے سنا کہ **یحییٰ** **قرطبہ** سے چلا گیا ہے یہہ **اشبیلیہ** سے روانہ ہوا اور اخیر ذیقعدہ ۴۱۳ھ مطابق ۱۰۲۳ء مین بروز سہ شنبہ دارالخلافہ مین داخل ہوا پھر چند ہی روز مین وہی مخالفتین اور سازشین پیدا ہوگئین اہل بربر مین سے بعض نے اس کی طرفداری اختیار کی اور بعض نے اس کے بھتیجے کا ساتھہ دیا باقی خاندان امیہ کے خیرخواہ بنے رہے۔ ان تینون فرقون مین روزانہ جھگڑے اور فساد ہوتے تھے اور **القاسم** مین اتنی قوت نہ تھی کہ ان پر وہ کسی قسم کا اثر ڈال سکے ان مین سے سب سے کمزور بنی امیہ کا گروہ تھا جس کے ساتھہ **القاسم** نہایت سختی سے پیش آیا یہ لوگ اپنی جانون کو بچاکر **قرطبہ** سے دور دور روپوش ہوگئے۔ پھر **یحییٰ** نے **ملاقہ**[1] اور صوبہ **الجزایر** پر قبضہ کرلیا۔ **ادریس** اپنے بھائی کو مخالف پاکر شہر **طنجہ** اور

[1] اس کو مالقہ بھی کہتے ہین۔

اوس کے مضافات پر مسلط ہوگیا۔ القاسم کو خانگی جھگڑون سے اتنی فرصت کہان تہی کہ ان صوبجات کا بندوبست کرتا دار الخلافہ مین بربر اور عامۂ خلایق مین نزاع اس قدر بڑہی کہ بالآخر شارع عام پر روزانہ کشت وخون ہونے لگا۔ رعایا نے بہت روز بربرون کے ظلم وستم کو برداشت کیا۔ جب تکلیف انتہا کو پہونچ گئی تو تمام رعایا ایک دفعہ ان پر حملہ آور ہوئی اول تو تعداد مین اہل قرطبہ بربرون سے کہین زیادہ تہے اور دوسرے یہ کہ جان پر کھیل کر یورش کی تہی آن واحد مین بربرونکو مع القاسم کے شہر کے باہر کر دیا اور فوراً شہر پناہ کے دروازون کو بند اور اُن کو چونے اور پتہر سے چن کر مستحکم کر دیا اور تقریباً دو مہینے تک بربرون کے حملون کا جواب دیتے رہے۔ جب اہل شہر پر خورد ونوش کی تکلیف ہونے لگی تو شہر کے سربرآوردہ لوگون نے باہم مشورہ کیا اور یہ رائے قرار پائی کہ فاقہ کشی سے میدان مین ایک بار قسمت آزمائی کر کے جان دینا بہتر ہوگا۔ چنانچہ آخر ماہ شعبان ۱۴۱ھ مطابق ۲۳ ۱۰ء بروز پنجشنبہ اہل بربر کو غافل پاکر دفعتاً ایسی سخت یورش کی کہ بربر بدحواس ہو کر مارقہ کی طرف بہاگے اور القاسم مع اپنے حبشی غلامون کے اشبیلیہ بہاگ آیا القاسم نے قرطبہ آنے کے قبل اپنے بیٹے محمد کو اشبیلیہ کا حاکم اور محمد ابن زیری اور محمد ابن عباد کو اس کا مشیر اور معاون مقرر کیا تہا۔ یہ دونون امیر اپنی اپنی قوم مین سربرآوردہ تہے

اور ان مین ہر ایک بجائی خود حکومت کا خواہان تہا چونکہ عہدہ اور قوت مین دونون مساوی تہے اس لیئے غلبہ کسی کو حاصل نہ ہوتا تہا جب **القاسم** شکست کہاکر **اشبیلیہ** آیا تو ان دونون امیرون نے شہر کے دروازون کو بند کر دیا اور **القاسم** کے ساتہہ مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوگئے۔ جب **القاسم** نے کشایش کار کی کوئی صورت نہ دیکہی تو اس نے امیرون کو کہلا بہیجا کہ اگر تم میرے بیٹے اور رشتہ دارون کو حوالہ کر دو تو مین تم سے متعرض نہ ہون گا۔ ان دونون نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور **القاسم** مع اپنے رشتہ دارون وغیرہ کے قلعہ سرلش مین اقامت پذیر ہوا۔ ۴۱۵ھ مطابق ۱۰۲۴ء مین یحییٰ نے اس قلعہ کو فتح کر کے **القاسم** کو گرفتار کر لیا **القاسم** چند سال کی قید سخت کے بعد ۴۲۷ھ مطابق ۱۰۳۵ء مین بحکم یحییٰ قتل کیا گیا

اب قرطبہ کا حال سنو کہ جب **القاسم** ہزیمت کہاکر **اشبیلیہ** پہونچا تو دار الخلافہ تقریباً دو مہینے تک بغیر کسی حاکم اور انتظام کے حالت نزاع مین پڑا رہا یہان کے باشندے حیران تہے کہ کس کو بادشاہ مقرر کرین اسی اثنار مین بتاریخ ۱۵ رمضان المبارک ۴۱۴ھ مطابق ۱۰۲۳ء خاندان امیہ کے تین شہزادے **عبد الرحمن بن ہشام** اور **سلیمان بن المرتضیٰ** اور ایک شخص تخت و تاج کے دعویدار شہر مین داخل ہوئے اور ان مین سے ایک کے انتخاب کے لیئے رعایا جمع ہوئی

اگرچہ سلیمان کے طرفداروں کی جماعت کم نہ تھی لیکن عبدالرحمن بن ہشام نے بھی خوش سلیقگی اور فراست سے عوام الناس کو پہلے ہی اپنا معاون بنالیا تھا پس بغلبہ آرا یہ اس منصب عظیمہ کے واسطے منتخب کیا گیا اور دیگر دعوی داران ریاست کو طوعاً وکرہاً اس کی اطاعت قبول کرنی پڑی۔

عبدالرحمن چہارم نے المستظہر کا لقب اختیار کیا اور تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس نے سلیمان اور محمد ابن عبدالرحمن کو فوراً قید اور اپنے خیرخواہوں اور متوسلین کو عہدہائی جلیلہ سے سرفراز کیا۔ ان نوسرفرازوں مین صرف ایک ابوعامر ابن شہید اعلیٰ درجہ کا فوجی افسر تھا باقی مثل ابومحمد ابن حزم اور عبدالوہاب ابن الحزم کا تقہ جنکی ناشایستہ حرکتون سے سب بیزار اور متنفر تھے اہل دربار کو سخت ناگوار گزرا عبدالرحمن کی یہ کوتہ اندیشی تھی کہ اوس نے امرا اور علما کو منحرف پاکر اہل بربر کے ساتھہ ناجائز رعایت شروع کردی اور اس قوم کے بہروسہ پر عنان حکومت کو اپنے خودغرض مشیرون کے سپرد کردیا اور خود اپنے چند خاص ذی علم مصاحبین کے ساتھہ مشاغل علمی مین مصروف ہوگیا رعایا ہنوز برگشتہ خاطر تھی امرا کے ورغلانے سے فوراً فساد پر آمادہ ہوگئی اور جلیقی نے بغاوت وفساد کی علت مین معمور ہونے لگے۔ ان باغی قیدیون مین ابوعمران بھی

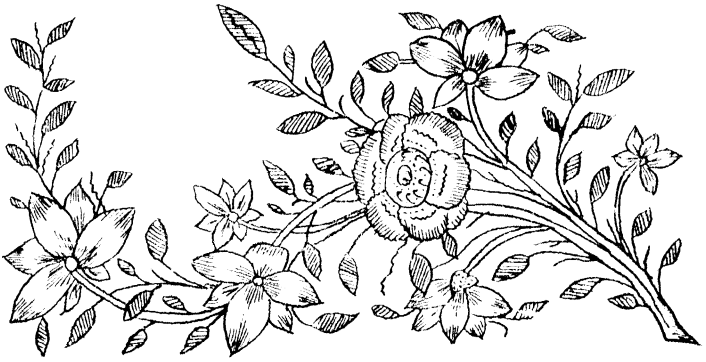
شریک تہا اس کو عبد الرحمن نے اپنے وزرا کی رائی کے خلاف قید سے رہا کیا یہی بالاخر سلطان کی تباہی کا باعث ہوا عبد الرحمن مہمات سلطنت سے بالکل غافل تہا اس کے ناعاقبت اندیش وزرا اہل بربر سے لڑ بیٹھے بربروں نے بتاریخ ۳ ذیقعدہ تخت نشینی کے سینتالیسوین روز تیس سال کی عمر مین عبد الرحمن کو قتل کر ڈالا اور اوسکی جگہہ اوس کے ایک رشتہ دار محمد نامی کو بادشاہ بنا دیا۔

محمد ابن عبد الرحمن ابن عبد اللہ۔ المستکفی باللہ کے لقب سے تخت پر بیٹہا اس کے باپ کو المنصور ابن ابی عامر نے قتل کیا تہا۔ ۴۱۶ھ ۱۰۲۵ء مین المتعالی یحیی ابن علی جو اپنے چچا القاسم کی گرفتاری کے بعد سرلیش اور ملاقہ اور الجزائر پر حکمران تہا مع فوج قرطبہ کی طرف روانہ ہوا سلطان محمد کو فوج کے فراہم کرنے مین کچہہ ایسی دشواریان پیش آئین کہ یہ بلا لڑے[1] شاغر کی طرف بہاگ آیا اور چند ہی روز بعد بتاریخ ۲۵ ربیع الاول ۴۱۶ھ انتقال کیا یحیی نے قرطبہ مین داخل ہوکر ایک افسر ابن عطاف کو یہان کی حکومت سپرد کی اور خود ملاقہ واپس چلا آیا اور ابو القاسم ابن عباد حاکم اشبیلیہ کی تسخیر کی غرض سے فوج کی درستی اور انتظام مین مصروف ہوا دار الخلافہ مین ۴۱۷ھ مطابق ۱۰۲۶ء مین اہل قرطبہ نے بغاوت کی اور بہت کچہہ کشت وخون کے بعد ابن عطاف کو مع

[1] سو بار غون کو شاغر بہی کہا کرتے تہے۔

فوج شہر سے باہر کردیا۔ ایک شخص **ابو محمد جہور ابن محمد** نامی کے جس کو بہت کچھ رسوخ حاصل تہا مشورہ سے رعایا نے **المرتضیٰ** کے بہائی **ہشام** کو جو خاندان امیہ سے تہا خلافت **اندلس** کے واسطے منتخب کیا **ہشام** اوس زمانہ مین **لریدۃ** مین مقیم اور وہان کی خانہ جنگیون کے فرو کرنے مین مصروف تہا۔ جب **ابن ہود** نے منجانب **ابو محمد** یہ خوش خبری سنائی **ہشام** نے فوراً **قرطبہ** آنے کا قصد کیا لیکن تنازعات مذکورہ نے تقریباً تین سال تک اس کو بدستور مصروف رکہا۔ بالآخر اس نے روسائی مخالف سے اس شرط پر صلح کرلی کہ اگر یہ لوگ **قرطبہ** کو **اندلس** کا پایۂ تخت تسلیم اور اس کے احکام سے انحراف نہ کرین گے تو یہ بہی ان کا مزاحم نہ ہوگا۔ سب نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ اور **ہشام** آخر ۴۲۰ھ م ۱۰۲۹ء مین **قرطبہ** آیا اور بلقب **المعتمد باللہ** تخت نشین ہوا۔ **ہشام** نہایت رحم دل اور بیدار مغز بادشاہ تہا جس نے تخت پر بیٹہتے ہی اپنے تئین ہر دل عزیز بنانے کی بہت کچہ کوشش کی لیکن پہر بہی رعایا نے اس کا ساتہ بہت وقت پر نہ دیا اور تخت نشینی کے دو ہی سال بعد ۴۲۲ھ مین فوج نے اس کو تخت سے اوتار دیا۔ یہ بہی کامیابی سے بالکل مایوس ہوگیا تہا دار الخلافہ پر کر قبضہ کرنے کی کوشش نہین کی اور سیدہا **لریدۃ** چلا آیا جہان اس نے ۴۲۸ھ م ۱۰۳۶ء

مین انتقال کیا ہشام آخر خلیفہ سلطنت اندلس کا تہا اور اب عبد الرحمن اول
کی تخت نشینی کے دو سو چوراسی برس بعد یہہ ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین منقسم
ہوگیا۔ گو یحییٰ ابن علی نے اس کے بعد سلطنت کے سنبہالنے کی کوشش کی
اور اہل قرطبہ نے بہی اسکو بادشاہ تسلیم کیا لیکن ۴۲۷ھ مطابق ۱۰۳۵ء مین جبکہ یہہ
القاسم ابن عباد کے تصفیہ کی غرض سے اشبیلیہ جارہا تہا شہر قرمونہ مین
اپنے ملازمین کے ہاتہہ سے قتل ہوا۔



باب دوم

خانہ جنگی کا نتیجہ۔ سلطنت اندلس کا چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوجانا۔ دیگر حالات

ہم بغاوت اور خانہ جنگی کی حالات جہان تک ہم کو مختلف تواریخ سے معلوم ہوئے ہین بالتفصیل اوپر تحریر کرچکے ہین جس محنت وجان فشانی سے **الداخل عبدالرحمان اعظم** نے اس عظیم الشان سلطنت **اندلس** کو قایم کیا جس کے ماتحت ایک بڑا حصۂ شمالی افریقہ کا بھی تھا اوس کے بعض جانشینون نے بوجہ کوتہ اندیشی اور آرام طلبی ملک کو ایسا برباد کیا کہ سلطنت چھوٹی چھوٹی خود مختار ریاستون مین بٹ گئی۔ ان کی کمزوری اور آپس کی نزاعون کی بدولت عیسائیون کو اس ملک پر دوبارہ قبضہ کرنے کا عمدہ موقع ملا **قرطبہ** اور صوبجات **غرناطہ۔ طلیطلہ۔ اشبیلیہ۔ مالقہ الجزائر۔ سرقسطہ۔ المیریہ۔ افریقہ** وغیرہ مین ہر امیر اور صوبہ دار نے کوس انا ولاغیری کی صدا بلند کی اور ایک دوسرے کی تباہی کے ایسے خواہان ہوئے کہ اپنے ہم مذہب اور ہم قوم کو اپنا دشمن اور اپنے اصلی دشمنون کو اپنا دوست سمجھنے لگے

چھوٹی خود مختار ریاستون کے قائم کرنے مین سب سے
پہلے بنی حمود نے پیش قدمی کی قرطبہ کی رعایا اور جو فوج کہ وہان باقی رہ گئی
تہی سب نے سلطنت کے سنبھالنے مین بڑی کوشش کی لیکن جن کا انہون
نے بادشاہت کے لیئے انتخاب کیا وہ سب ایسے خود غرض اور نفس پرست
نکلے کہ سلطنت کی حالت روز بروز اور تباہ ہوتی گئی۔ جو لوگ کہ ایک قرطبہ کا
انتظام نہ کر سکے وہ اس عظیم الشان سلطنت کو کیا قایم رکھہ سکتے تہے یہ نہ تہا
کہ لیاقت اس قوم سے مفقود ہو گئی ہو۔ اس زمانہ مین بہی نہایت لایق اور
بیدار مغز لوگ موجود تہے۔ لیکن حکم حاکم حقیقی بدین نہج ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا
ما بانفسہم نافذ ہو چکا تہا۔ عقل اور دور اندیشی نے اس قوم سے کنارہ کشی اختیار
کی اور ان کا بخت نگون سلب ان کو اعلی سے اسفل کی طرف لیجا رہا تہا۔ ان پر ایسی غفلت
طاری ہوئی تہی کہ ان مین اپنے بہلے اور برے کے پہچاننے کی قابلیت باقی
نہ رہی۔ اگرچہ زندہ تہے لیکن بدتر از مردہ تہے

آمدم برسر مطلب۔ المتعالی یحیی بن علی جب ۴۲۷ھ مین قتل ہوا تو
اہل قرطبہ نے فوج بی افسر اور ملک بے بادشاہ دیکھکر اس کے بہائی ادریس حاکم
افریقیہ کو سوطا سے بلا بہیجا ادریس ابن علی نے خواہ سرانا جا کی نگرانی مین اپنے

بیٹے حسن کو اپنا قایم مقام مقرر کیا اور خود فوراً قرطبہ آیا یہان آکر اس نے
سب سے پہلے اپنے بہائی یحییٰ کے قتل کا انتقام ابو القاسم اسمعیل
بن عباد سے لینے کا ارادہ کیا اور اسی غرض سے فوج اشبیلیہ روانہ کی۔
کئی سال کی متواتر لڑائیون کے بعد ابو القاسم ۴۳۱ھ مطابق ۱۰۳۹ء مین گرفتار
اور قتل ہوا ادریس کا پیمانہ عمر بھی لبریز ہو چکا تہا اس واقعہ کے دو ہی روز بعد اس نے
بہی انتقال کیا اور فوج نے ایک دوسرے بیٹے یحییٰ ابن ادریس کو تخت پر بٹہانا
چاہا۔ یہ خبر سُن کر ناجا حسن کو لیکر بتعجیل تمام ملاقہ پہونچا اور یہ اعلان کیا کہ صحیح وارث
سلطنت کا حسن ابن ادریس ہے یحییٰ ابن ادریس بغیر لڑے قلعہ قمارش
مین روپوش ہو گیا اور یہین ۴۳۴ھ مطابق ۱۰۴۲ء مین اس نے انتقال کیا اسی
سال یحییٰ ابن ادریس کی ایک بہن نے اپنے بہائی کے انتقام مین حسن کو
زہر دیکر مار ڈالا حسن کے انتقال کے بعد ناجا نے خود ملاقہ پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن
بربرون کے ہاتہہ سے یہہ بہی بالآخر قتل ہوا۔ اس واقعہ کے بعد بربرون نے
ادریس ابن یحییٰ المتعالی کو جو اوس وقت قید تہا رہا کر کے اخیر ماہ جمادی الثانی
۴۳۴ھ بلقب العالی باللہ تخت پر بٹہایا۔ سب سے پہلے صوبہ غرناطہ اور
قرمونہ نے ادریس کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ یہی ادریس ہے جس کی تعریف مین

ابو زید عبد الرحمن ساکن بشبونہ نے ایک قصیدہ لکھا تھا جو ابن بسام کے ذخیرہ مین موجود ہے۔

ادریس ۴۳۸ھ مطابق ۱۰۴۶ء مین تخت سے اوتار دیا گیا اور بجائی اوس کے اوس کا چچازاد بھائی محمد ابن ادریس ابن علی الملقب بالمہدی تخت نشین ہوا مگر یہ بھی چند ہی سال کے بعد ۴۴۲ھ مطابق ۱۰۵۰ء مین فوت ہوا اور ادریس ابن یحییٰ ابن ادریس الملقب بالموفق باللہ تخت پر بٹھایا گیا لیکن بخلاف خلفائے سابق اس کی تخت نشینی کا اعلان مساجد مین نہین کیا گیا چند مہینے کے بعد اسکا چچازاد بھائی ادریس المتعالی نے جو بعہد معزولی قلعہ قماریش مین پناہ گزین ہوا تھا موقع پاکر بغاوت کی اور مالقہ پر قابض ہوگیا اور اس صوبہ کے پایہ تخت کو اس قدر تباہ کیا کہ رعایا شہر چھوڑکر دوسری مقامات مین جابسی اس نے ۴۴۶ھ مطابق ۱۰۵۴ء مین انتقال کیا۔

الموفق باللہ کے بعد اس کا بیٹا محمد المتعالی باللہ تخت پر بیٹھا لیکن ۴۴۹ھ مطابق ۱۰۵۷ء مین بادیس ابن حابوس بادشاہ غرناطہ نے ملاقہ پر قبضہ کیا اور محمد المتعالی باللہ شکست کھاکر المیریہ چلا آیا۔ یہ خاندان حمود کا جس نے ملاقہ پر خود مختارانہ حکومت کی تھی اخیر بادشاہ تھا یہ روز کی خانہ جنگیون سے بہ تنگ آکر حکومت سے کنارہ کش ہوا اور ۴۵۶ھ مطابق ۱۰۶۳ء مین اہل ملیلا اور قلوع جارہ

کی درخواست پر افریقہ چلا آیا جہان یہ ۴۶۰ھ مطابق ۱۰۶۷ء تک حکومت کرتا رہا
ان ہی ایام مین الجزائر اور اوس کے مضافات پر محمد المعتصم باللہ رکن خاندان
حمود حکومت کر رہا تھا محمد نے ۴۴۰ھ تک بادشاہت کی اور اس کے بعد اس کا
بیٹا القاسم الواثق باللہ ۴۵۰ھ مطابق ۱۰۵۸ء تک بلا تعرض الجزایر پر
حاکم رہا۔ سال مذکور مین المعتضد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ نے الجزایر پر قبضہ
کر لیا اور بنی حمود حکومت سے محروم کر دئے گئے۔

جس زمانے مین بنی حمود نے ملاقہ مین اپنی حکومت قائم کی تھی ایک
بربر امیر زاوی ابن زیری غرناطہ کا بادشاہ بن بیٹھا تھا اس کا باپ زیری
المنصور کے زمانے مین افریقہ سے اندلس آیا تھا۔ جب اندلس مین
خانہ جنگی شروع ہوئی تو زاوی نے غرناطہ مین اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی ۴۱۰ھ
مین اپنے بھتیجے حابوس کے سپرد غرناطہ کیا اور خود بضرورت افریقہ چلا آیا حابوس
اپنے چچا کی عدم موجودگی مین موقع پاکر خود مختار ہو گیا اور چند سال حکومت کرتا رہا۔
۴۲۹ھ مطابق ۱۰۳۷ء مین حابوس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا بادیس
المظفر غرناطہ کے تخت پر بیٹھا مگر بنی حمود کے مقابلہ کی تاب نہ لا سکا اور بالآخر
اون کی اطاعت قبول کر لی لیکن خفیہ طور پر ایک قلیل عرصہ مین اس نے اپنی پیسی

قوت بڑہائی کہ ۴۴۹ھ مین ظہیر صقلبی بادشاہ المیریہ کو اور بعد محمد البرزالی بادشاہ
قرمونہ اور اوس کے معاون بادشاہ اشبیلیہ کو شکست دی اس کے بعد
اس ذی القادر ابن ذی النون بادشاہ طلیطلہ کے ساتھہ سلسلہ جنگ کا شروع
کیا اور پھر ۴۴۹ھ مین شاہ ملاقہ کو کم قوت پاکر ان پر حملہ کیا اور اوس ملک کو اپنی قبضہ مین لایا
بادیس پہلا بادشاہ تہا جس نے شہر غرناطہ کے گرد مستحکم فصیل کی بنیاد
ڈالی تہی۔ اس کا انتقال ۲۰ شوال ۴۶۹ھ مطابق ۱۰۷۷ء مین ہوا۔ اس کی
جگہہ اس کا پوتا عبد اللہ ابن بلکین المظفر تخت پر بیٹہا اور صوبہ مالقہ کا انتظام اپنے
بہائی تمیم کے سپرد کیا عبد اللہ ۴۸۳ھ مطابق ۱۰۹۰ء تک بلا تعرض بکمال
اطمینان غرناطہ اور اوس کے مضافات پر حکومت کرتا رہا سنہ مذکور مین یوسف
ابن تاشفین نے اس کو تخت سے اوتار دیا تہا جس کا ذکر آیندہ اپنے موقع پر
کیا جاوے گا۔ یہہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ اہل قرطبہ نے بنی حمود کو تخت سے
علیحدہ کر کے خاندان امیہ کے ایک شہزادے ابو بکر ہشام ابن محمد ابن عبد الرحمن
الناصر کو اپنا بادشاہ بنایا تہا۔ باوجودیکہ یہ ایک رحیم اور عدل گستر بادشاہ تہا۔
لیکن تین سال کی حکومت کے بعد اہل قرطبہ نے بسبب اپنی تلون مزاجی کے
اس بادشاہ کو بہی معزول کر دیا ہشام کے علیحدہ کر دینے کے بعد چونکہ اب اس

خاندان کا کوئی رکن باقی نہ رہا تھا امرائے شہر نے باستمزاج رعایا ابوالحزم جہور ابن محمد کو جو بلحاظ تجربہ ولیاقت شہر مین وقعت کی نگاہون سے دیکھا جاتا تھا اور بنی عامر کے زمانے مین عہدہ وزارت سے بھی ممتاز رہا تھا۔ شہر کی حکومت سپرد کی۔ اس دوراندیش امیر نے محض بغاوت فساد اور ملک کی چھوٹی چھوٹی ریاستون مین خیال عصبیت پیدا کرنے کی غرض سے یہہ مشہور کیا کہ امیرالمومنین المؤید باللہ[1] ہنوز زندہ ہے اسی کے نام کا خطبہ شہر کی مساجد مین پڑہا گیا بعدہ اس نے قاضی ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ اور المنذر بادشاہ سرقسطہ اور ابن ذی النون بادشاہ طلیطلہ کو فرمان شاہی حسب الحکم خلیفہ ہشام باین مضمون بھیجے کہ تم حلف نامے اطاعت و فرمان برداری کے روانہ کرو اور قرطبہ کو بدستور اس سلطنت کا دارالخلافہ سمجھو لیکن خلیفہ ہشام کے مرنے کے اس قدر زمانے کے بعد لوگون کا اس دہوکے مین آنا اگر غیر ممکن نہین تو دشوار تو ضرور تھا کسی نے اس فرمان پر بالکل التفات نہ کیا ابوالحزم نے جب دیکھا کہ یہ دہوکا اس کا کارگر نہین ہوا تو یہ خود قرطبہ اور اوس کے مضافات کا بادشاہ بن بیٹھا اور باوجودیکہ اس کی حکومت کا اثر قرطبہ کی چار دیواری کے باہر بالکل نہ تھا باین ہمہ یہ انصاف اور رحم دلی کے ساتھہ اپنے عہدہ جلیلہ کو انجام دیتا رہا۔ اس نے ماہ صفر ۴۳۵ھ مطابق ۱۰۴۳ء مین انتقال کیا اور اس کا

[1] یعنی ہشام ثانی جو قرطبہ کے قتل عام مین قتل ہوا تھا۔

بیٹا ابوالولید محمد اپنے باپ کی جگہہ تخت پر بیٹھا یہ بھی مثل اپنے باپ کی داد رسی اور معدلت گستری مین نام پیدا کرتا رہا۔ اخیر عمر مین جب انحطاط و کمزوری نے اس کو بالکل بیکار بنا دیا تو اس نے اپنے بیٹے **عبدالملک** کو تخت پر بٹھا کر خود دنیا سے کنارہ کشی اختیار کی **عبدالملک** چند روز کے بعد تخت سے علیحدہ کر دیا گیا جس کا ذکر ہم آگے چل کر تحریر کرین گے۔

اس زمانہ غدار اور طوائف الملوکی مین بنی عباد[1] شاہان اشبیلیہ اور الغرب نے بھی بہت کچھہ سرمایہ نیک نامی کا جمع کیا تھا۔ اس خاندان کا سب سے مشہور بادشاہ **المعتمد ابن عباد** تھا جس کا ذکر مورخین اور شعراء نے جابجا کیا ہے اس کی حالات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بغداد کے خلفائے بنی عباسیہ کا علم و لیاقت اور حلم و مروت مین ہمعصر تھا جس کی بہت کچھہ تعریف **ابوبکر عیسیٰ** ایک مشہور مورخ ساکن اشبیلیہ نے اپنی کتاب "الاعتماد فی اخبار بنی عباد" مین کی ہے بعض **افریقہ** کے شعراء نے اس خاندان کی بہت کچھہ ہجو اور مذمت مین بھی طبع آزمائی کی لیکن یہ لوگ معدودے چند ہین۔ زیادہ تر مصنفین جن کی کتابین ہماری نظر سے گزری ہین

[1] خاندان عباد کا پہلا شخص جس نے اندلس مین سکونت اختیار کی تھی عطاف تھا اور یہ ۳۴۳ھ م ۹۵۴ء مین امیر بلج ابن بشر کے ساتھ ہے اندلس آیا تھا بنی عباد کی ترقی کا بانی ابوالولید اسمٰعیل ابن قریش تھا جو زمانہ خلیفہ ہشام المویدباللہ صاحب الشرطہ یعنی کوتوال اور پھر اشبیلیہ کا عالم مقرر ہوا بعد ازان اشبیلیہ کی حکومت اس کے بیٹے محمد ابوالقاسم کے سپرد کی گئی جو زمانہ غدر مین خود مختار بن بیٹھا۔ المقری

وہ سب اس خاندان کی تعریف اور عظمت و شان مین ہمزبان ہین۔

اس کے قبل ہم تحریر کر چکے ہین کہ ۴۱۴ھ مین جب **القاسم ابن حمود** قرطبہ سے ہزیمت پاکر شہر **اشبیلیہ** آیا تو یہان کے باشندون نے دروازے بند کر دئے اور یہ صاف طور سے ظاہر کر دیا کہ اس خاندان کی حکومت ہم کو منظور نہین اور امرائی شہر مین سے تین امیرون کا انتخاب کر کے مساوی اختیارات کے ساتھ ان کو حاکم مقرر کیا۔ ان امیرون مین قاضی **ابن عباد** بھی شریک تھا۔ یہ شخص اپنے شرکاء سے کہین زیادہ لائق اور بندۂ حرص تھا ایک قلیل عرصہ مین اس نے اپنی چالاکی سے دیگر شرکاء کو معطل و بیکار کر دیا اور خود بلا شرکت غیرے حکومت کرنے لگا لیکن **یحییٰ ابن علی** کے تصفیہ کے بعد اس نے دیکھا کہ سلطنت اندلس پر قبضہ کرنیکے لیئے سب سے اہم ضرورت یہ ہے کہ کسی ترکیب سے خاندان امیہ کے باقی ماندگان کو اپنا معاون اور مددگار بنانا چاہیئے۔ پس اس نے بھی وہی طریقہ اور روش اختیار کی کہ جس کے ذریعہ سے **ابو الحزم** اور **واضح** نے ملک پر قبضہ کرنا چاہا تھا۔ ابن عباد نے بہ تشکل تمام **ہشام المؤید باللہ** کا مشکل اور ہم وضع ایک شخص پیدا کیا اور بحیثیت حاجب یہ حکم دیا کیا کہ امیر المومنین زندہ ہے لہذا بمقتضائے خیر خواہی و خیر اندیشی اہل اندلس کو چاہیئے کہ خلیفہ کی زندگی مین ان

اور خانہ جنگی کو موقوف کرین۔ چونکہ دروغ کو فروغ ممکن نہین یہ بھی مثل ابوالحزم وغیرہ ناکام رہا مگر طمع ملک ومال نے اس کو خاموش نہ رہنے دیا اوس وقت اس نے اپنے بیٹے اسمٰعیل کو محمد ابن عبداللہ البرزالی بادشاہ قرمونہ پر یورش کا حکم دیا محمد ابن عبداللہ نے بامداد بادشاہ غرناطہ اور مالقہ اسمٰعیل کو شکست کامل دیکر ۴۳۱ھ مطابق ۱۰۴۰ء مین قتل کر ڈالا۔ اس کے دو برس بعد اخیر جمادی الاول ۴۳۳ھ مین قاضی ابن عباد نے بھی انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوعمرو عباد فخرالدولہ المعتضد باللہ تخت نشین ہوا اس نے اپنی لیاقت و فراست سے وہ قوت وعظمت حاصل کی کہ دیگر شاہان اندلس اس کے رعب وداب سے متاثر ہونے لگے۔ اس نے علاوہ دیگر مقامات کے شہر قرطبہ پر بھی قبضہ کر لیا تھا اس کی عمر زیادہ تر میدان جنگ مین صرف ہوئی اور جو لوگ کہ اس کی خاص شمشیر خون آشام کے لقمہ ہوئے تھے اون کے سرون کو اس نے ایک خاص مکان مین جمع کیا تھا جن کو یہ روز جاکر بہت دیر تک بنظر عبرت دیکھا کرتا تھا اور بعض وقت اس ہولناک سماسے رحم کا دریا اس کے سینے مین ایسا جوش زن ہوتا تھا کہ بیساختہ اس کی آنکھون سے آنسو جاری ہوجاتے تھے اور اپنے مظالم پر آپ نادم ہوتا تھا لیکن یہ حالت اسپر صرف اس مکان مین طاری ہوئی تھی

اس مقام سے باہر آتے ہی مثل سابق سنگ دل ہو جاتا تھا۔ اس کو شعر و سخن سے بہت شوق تھا۔

المعتضد باللہ نے جمادی الآخر ۴۶۱ھ مطابق ۱۰۶۸ء مین اٹھائیس برس کی مستقلانہ حکومت کے بعد انتقال کیا اور اس کا بیٹا **المعتمد علی اللہ** انتیس سال کی عمر مین تخت نشین ہوا۔ یہہ نہایت منصف مزاج اور رحیم بادشاہ تھا اس کے زمانہ حکومت مین رعایا اور ملک امن اور چین مین رہا۔ ۴۷۵ھ مطابق ۱۰۸۲ء مین ایک یہودی **ابن شالب** نامی مع چند عیسائی امرا کے منجانب **اوقونش**[1] سالانہ روپیہ لینے کی غرض سے **اشبیلیہ** آیا۔ یہہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ **اندلس** چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہو جانے کے بعد ہر امیر اور بادشاہ عیسائیون کی خوشامد کرتا تھا اور عیسائی جن سے زیادہ فائدہ پہونچتا تھا اون کے معاون اور طرفدار بن جاتے تھے۔ شاہان **اشبیلیہ** نے بھی ایک کثیر التعداد رقم کی لالچ دیکر ان لوگون کو اپنا طرفدار بنا لیا تھا۔ غرض بادشاہ نے **ابن شالب** کے شہر مین داخل ہوتے ہی فوراً وہ رقم اس یہودی کو بھجوا دی لیکن اس نے روپیہ لینے سے انکار کر دیا اور یہ کہا کہ مین سوائے خالص سونے کے اور کچھہ نہ لون گا اور سال آیندہ سے اس ملک کا پورا محاصل ادا کیا کرو۔ جب یہ روپیہ **المعتمد** کے پاس واپس آیا اور اس

[1] انگریزی مین الفانزو کہتے ہین۔

یہودی کی گستاخانہ گفتگو سے اطلاع ہوئی تو اس نے اس یہودی کو سپاہیون کے ذریعہ سے بلایا اور حکم دیا کہ ایک تختے پر لٹاکر اس کے ہاتھون اور پیرون مین میخین ٹھونک دو۔ یہودی نے بالحاح وزاری عرض کیا کہ اگر تو مجھکو چھوڑ دے تو مین اپنے ہموزن سونا تجھکو تول دیتا ہون **المعتمد** نے اسی حالت غضب مین جواب دیا کہ اگر تو اپنی جان کی عوض تمام **افریقیہ** اور **اندلس** کی حکومت بھی مجھکو دے تب بھی تیرے قتل سے باز نہ آون گا **ابن شالب** قتل ہوا اور اس کے ہمراہ جس قدر عیسائی آئے تھے قید کر دئے گئے۔ جس وقت اس واقعہ کی اطلاع **الفونش**[1] کو ہوئی اس نے اپنے ملازمون کی رہائی کی درخواست کی۔ بادشاہ نے اون کو فوراً چھوڑ دیا۔ عیسائیون کی قوت روز بروز بڑھتی جاتی تھی اور اسی قسم کے موقعون کے یہ منتظر رہا کرتے تھے **ادفونش** نے اپنے ملازمین کی رہائی پر اکتفا نہین کیا اور قسم کھائی کہ جبتک مین **آبنائی طارق** تک نہ جا پہونچون گا کہین دم نہ لون گا جس وقت **المعتمد** کو یہ خبر ہوئی کہ **الفونش** فساد پر آمادہ ہے اور اپنے مین اس کے مقابلے کی طاقت نہ پائی اوسی وقت جہاز پر سوار ہوکر **افریقیہ** آیا اور **یوسف ابن تاشفین** سے جو اوس زمانے مین **سوطا** کا محاصرہ کیے ہوئے تھا مدد کا وعدہ لیا اور واپس آکر فراہمی فوج وغیرہ مین نہایت سرگرمی کے ساتھ مشغول ہوا اسی اثنا مین **یوسف** بھی

[1] الفانزو کو ادفونش اور الفونش دونون کہتے ہین۔

حسب وعدہ مع فوج اشبیلیہ پہونچا اور بمقام زلاقہ ایک جنگ عظیم واقع ہوئی۔
جس مین عیسائیون کو شکست فاش ہوئی اس جنگ کے بعد یوسف افریقہ واپس
چلا گیا لیکن اندلس کی زرخیزی اور کمزوری دیکھکر اس کے دل مین یہان کی حکمرانی
کی ہوس پیدا ہوئی۔ چنانچہ یہ دوبارہ اشبیلیہ آیا المعتمد کو بھی یوسف کی بلاوجہ
تحریک چلے آنے سے بقرائن اس کی نیت فاسد کا حال معلوم ہو گیا یوسف
صرف بغرض دریافت حالات آیا تھا چند روز کے بعد سوطا چلا آیا اور وہانسے
المعتمد کو لکھا کہ اگر جزیرۃ الخضرا مع شہر اور بندرگاہ میرے حوالے کر دیا جائے
تو مین بھی ہمیشہ تمہاری مدد پر آمادہ رہون گا المعتمد نے اس درخواست کے منظور
کرنے مین پہلوتہی کی یوسف دفعتاً سو جنگی جہاز لیکر اس جزیرے کے سامنے
نمودار ہوا یزید بن المعتمد نے اپنے باپ کو اس یورش کی خبر دی المعتمد نے
اپنے مین قوت مقاومت نہ پاکر یزید کو حکم دیا کہ جزیرہ یوسف کو دیدیا جائے۔ اس
خلاف امید کامیابی سے یوسف کی ہمت اور بڑھی اور اس نے اپنے فوجی
افسرون کو خاص شہر اشبیلیہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ یہان کی رعایا پہلے بنی عباد
کی حکومت سے راضی اور خوش تھی اب المعتمد کی شرابخواری اور زناکاری اور
نیز دیگر قبیح حرکات سے نہ صرف بادشاہ بلکہ اس کے تمام خاندان سے سخت متنفر

ہو گئی تہی المعتمد نے ایک حالت نا امیدی اور یاس مین عیسائیون سے مدد چاہی
یوسف کو جب اس امر کی خبر ہوئی تو اس نے اشبیلیہ مین عیسائیون کے داخل
ہونے سے قبل ہی فوراً آگے بڑہ کر عیسائیون کا مقابلہ کیا اور اون کو شکست دیکر
منتشر کر دیا۔ المعتمد نے اس زمانہ غدر و تباہی مین بہی عیش و آرام کو ترک نہ کیا۔
اس کے دوسرے بیٹے الرشید نے جب اپنے باپ کو یہ خبر وحشت اثر پہونچائی
کہ یوسف کی فوج نے شہر کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا ہے المعتمد بہت پریشان
ہوا اور چونکہ ایک صحیح النسب عرب تہا دریائی شجاعت نے جوش مارا شمشیر بکف
باب الفرج جدہر سے یوسف ابن تاشفین کی فوج داخل ہوئی تہی آیا اور
بلا خوف یکہ و تنہا دشمن پر جا پڑا اور نقارچی کو قتل کرتا ہوا قلب لشکر مین در آیا اوس کی
شجاعت اور جرأت سے دشمن ایسے متاثر ہوئے کہ حالت پریشانی مین کچہہ تو
دروازون کے باہر نکل آئے اور جو فصیلون پر چڑہ گئے تہے اونہون نے اپنے تئین
خندق مین گرا دیا المعتمد نے دروازہ اپنے سامنے بند کرا دیا اور پہر قلعہ کا معائنہ کرتا ہوا
باب السباغین پر آیا یہان اپنے بیٹے مالک کو مقتول پایا کچہہ دیر تک یہہ اپنے
بیٹے کی لاش پر خاموش کہڑا رہا لیکن یہہ وقت رنج و غم کا نہ تہا دشمن ہر طرف سے
متواتر حملے کر رہے تہے یہ قلعے کے اندرونی حصے مین چلا آیا یوسف کی فوج پہر قلعہ

کے اندر داخل ہوئی المعتمد نے محض اس وعدے پر کہ اس کو زندہ چلا
جانے دین گے شہر کو دشمن کے حوالے کر دیا یوسف نے شہر پر قبضہ
کرنے کے بعد المعتمد کو افریقہ روانہ کیا یہان یہ ۴۸۸ھ م ۱۰۹۵ء تک تا مرگ قید رہا
ایک دوسری خود مختار ریاست جو سلطنت اندلس کے کھنڈرون پر قایم
ہوئی تھی وہ ریاست طلیطلہ تھی جہان بنی ذوالنون نے اپنے خاندان کو
قائم کیا تھا اس خاندان کا پہلا بادشاہ جس نے شہر طلیطلہ پر حکومت کی اسمٰعیل
ابن عبدالرحمن ابن عمر ابن ذوالنون تھا اس خاندان کے مختصر واقعات یہ
ہین کہ یحییٰ اور الفتح اور مطرف ایک برابر افسر موسیٰ ابن ذوالنون حاکم شنت
بریہ کے بیٹے تھے موسیٰ کا سلسلہ خاندان السمح سابق والی اندلس سے ملتا ہے
ان کی ترقی مدارج کے اسباب یہ ہین کہ سلیمان موسیٰ کا باپ شنت بریہ
مین مقیم تھا کہ سلطان عبداللہ کا ایک خواجہ سرا کسی بیماری سے سخت علیل ہوا۔
سلطان اس سے بہت مانوس تھا۔ سرحد ارغون سے واپسی کے وقت اس
خواجہ سرا نے شنت بریہ مین مقام کیا۔ یہان سلیمان نے اس کو اپنے گھر مین
اوتارا اور اس کی تیمارداری مین بہت محنت اور مشقت کی۔ اس کے صلے مین
اس خواجہ سرا نے سلطان سے سفارش کر کے سلیمان کو اوس کے وطن کا حاکم

مقرر کرادیا سلیمان باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کی بغاوت و شرارت کے اپنے
بادشاہ کا تادم مرگ خیرخواہ بنا رہا۔ ۳۷۴ھ مطابق ۸۸۸ء مین اس کے انتقال
کے بعد موسیٰ اس کی جگہہ حاکم ہوا لیکن چند ہی روز بعد بالزام بغاوت قتل کیا گیا
اس جرم بغاوت مین ملک ضبط ہوا صرف برعایت سلیمان ایک قلیل حصہ
ملک سلیمان کے دوسرے بیٹے یحییٰ کو عطا ہوا۔ یحییٰ نے اپنے اوایل زمانہ
مین نہایت خیرخواہی اور دیانت سے اپنے کام کو انجام دیا اور جب محمد ابن
عبداللہ البکری نے باغیون مین شریک ہوکر قلعہ ملقون پر قبضہ کیا تو اوس وقت
یحییٰ نے ربیع الثانی ۳۰۲ھ مطابق ۹۱۴ء مین محمد ابن عبداللہ کو بغاوت
کی سزا دیکر اوس کا سر قرطبہ بھیجا جس کے صلے مین اس کو تمام صوبے کی
حکومت مل گئی۔ سلطان عبدالرحمن ثالث کے زمانے مین یحییٰ سے وہ حرکات
سرزد ہوئے کہ جو منجر بہ بغاوت تھے۔ خلیفہ نے اپنے وزیر عبدالحمید کو اس کی
تنبیہ کیواسطے بھیجا۔ اس نے یحییٰ کو ۳۲۱ھ مطابق ۹۳۳ء مین گرفتار کرکے گرفتہ و
بستہ مع اس کے خاندان کے قرطبہ مین حاضر کیا۔ یحییٰ نے بمقام قرطبہ بہ ۳۲۵ھ انتقال کیا
الفتح ابن موسیٰ حاکم اقلیز نے طلیطلہ پر حملہ کیا اور اپنی فتحیابی کی خوشی کے جوش مین
اس نے ہزیمت خوردہ فوج کا اس قدر دور تک تعاقب کیا کہ ایک بہاگتے سپاہی

نے اس کو قتل کر ڈالا۔

مطرف ابن موسیٰ اپنے باپ کے بعد شہر **وبذہ**[1] کا حاکم مقرر ہوا تھا ایک جنگ مین **شانجہ** بادشاہ **نوار** کے ہاتھہ گرفتار ہوا لیکن کسی ترکیب سے مع اپنے تین ہمراہیون کے بھاگ آیا۔ یہ ۳۲۷ھ مطابق ۹۳۹ء مین جنگ **الخندق** مین شریک تہا۔ اسی جنگ مین اس نے اپنی دلیری اور جوانمردی سے ناموری حاصل کی اور اس کے صلے مین سلطان **عبدالرحمن ثالث** نے مدینۃ **الفرج** کی حکومت اس کے سپرد کی **مطرف** کا انتقال ۳۳۳ھ مطابق ۹۴۵ء مین ہوا

غرض **اسمٰعیل بن عبدالرحمن** کے بعد اس کا بیٹا **یحییٰ المامون** تخت نشین ہوا اس نے اپنے زمانہ حکومت مین لیاقت و بہادری مین وہ نام پیدا کیا کہ جس سے اس ملک کے عیسائی مرعوب ہوتے تہے یحییٰ نے بزمانہ **المعتمد ابن عباد** قرطبہ پر حملہ کیا اور بعد قتل **ابوعمرو ابن المعتمد** شہر پر قبضہ کر لیا۔ بعد ازان **ابن ابی عامر** حاکم **لبلہ** کو شکست دیکر اس ملک پر بہی مسلط ہو گیا۔

باوجود طوایف الملوکی جب تک کہ ان مختلف خود مختار رؤسا نے اپنے رعب داب سابق کو عیسائیون پر قائم رکہا عیسائی پیش قدمی کرنے سے ڈرتے رہے مگر ان رؤسائی عرب کے نالایق و بے ہنر جانشینون کو کمزور پاکر عیسائی

[1] اس کو بلیوٹ کہتے ہین۔

منحرف و سرکش ہو گئے۔ سب سے پہلے ادفونش نے ۴۷۸ھ ۱۰۸۵ء
مین بزمانہ القادر ابن ذی النون جہنڈا بغاوت کا بلند کیا اور القادر کو ایسی
شکست فاش دی کہ اوس نے خود محض اس وعدہ پر کہ بلنسیہ کی حکومت اس کے
سپرد کر دی جائے گی طلیطلہ کو ادفونش کے حوالہ کر دیا۔

فرمان روایان سرقسطہ کے مختصر حالات یہ ہین خاندان بنی عامر کے
خاتمہ کے بعد اور المہدی کے زمان حکومت مین المعتمد ابن یحیی التجیبی سرقسطہ
کی صوبہ داری پر مامور ہوا تہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یحیی صوبہ دار مقرر ہوا جو
بعد چندے سلیمان ابن احمد ابن محمد کے ہاتہون معزول ہوا۔ اس خاندان کے
باوقار و رفیع الشان بادشاہون مین ابوجعفر[۲] ابن ہود المقتدر باللہ اور اس کا بیٹا
ابو عامر یوسف[۳] المؤتمن شمار کیے جاتے ہین۔ بعد ازان المستعین
احمد ابن المؤتمن تخت نشین ہوا۔ اس نے عیسائیون کے مقابلے مین ۵۰۹ھ
مطابق ۱۱۱۵ء مین شکست فاش کہائی اور ۵۰۳ھ مطابق ۱۱۱۰ء مین سرقسطہ

---

[۱] القادر بادشاہ طلیطلہ یحیی ابن المامون کا پوتا تہا۔ [۲] ابوجعفر نے ۴۷۴ھ ۱۰۸۱ء مین انتقال کیا۔

[۳] المؤتمن کو علم ریاضی سے کمال دلچسپی تہی اور اس فن مین اکثر کتب تصنیف کین منجملہ اون کے کتاب الاستکمال
والمناظر اپنی خوبی مطالب مین قابل دید ہے۔ اس نے ۴۷۸ھ مطابق ۱۰۸۵ء مین انتقال کیا۔

کے سامنے عیسائیون کے حملے کو رد کرتے ہوئے میدان جنگ مین شہید ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا **عبد الملک عماد الدولہ** سرقسطہ کے تخت پر بیٹھا لیکن ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء مین ردمیر نے سرقسطہ پر قبضہ کیا اور **عماد الدولہ** حکومت سے محروم کر دیا گیا۔ اس کے بیٹے **سیف الدولہ** نے اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنے آبائی ملک کے استرداد مین بہت کچھ کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا اور حالت نا امیدی و یاس مین مع اپنے متعلقین کے **طلیطلہ** مین گوشہ نشینی اختیار کی اور یہین اس کا انتقال ہوا۔

باب سوم

عیسائیون کی ترقی - طلیطلہ پر ادفونش چہارم کا قبضہ - شانجہ اول کی فتوحات - عیسائیون کے ظلم وزیادتی - ادفونش کی گستاخانہ درخواستین - ادفونش کا اشبیلیہ پر حملہ - المعتمد اور یوسف کا اشبیلیہ مین داخل ہونا - ادفونش کی تیاریان - فوج عرب کا روانہ ہونا - ادفونش کی دغابازی - عیسائیون کی شکست - ادفونش کا انتقال - یوسف کا افریقہ واپس ہونا -

یہ ہم پہلے تحریر کر چکے ہین کہ عربون کے شروع زمانہ حکومت مین ایک عیسائی بلائی نامی ساکن جلیقیہ قرطبہ سے بھاگ کر اپنے وطن کے پہاڑون مین پناہ گیر ہوا تہا اور اپنے ہم مذہبون کو اغوا کر کے بغاوت شروع کر دی تہی وہ زمانہ امیر عنبسہ ابن الکلبی[1] کا تہا - چونکہ مسلمانون کا قبضہ قریب قریب تمام اندلس پر ہو چکا تہا اور عیسائی بادشاہ اور رؤسائے اطاعت و فرمان برداری قبول کر لی تہی - عربون نے ان چند عیسائیون کی مخالفت کو امر خفیف سمجھکر توجہ نہ کی بلائی مع تیس آدمی اور دس عورتونکے

[1] امیر عنبسہ الکلبی منجانب خلیفہ دمشق اندلس پر حکمران تہا جس کا ذکر جلد اول مین ہو چکا ہے -

صرف شہد پر وہان زندگی بسر کرتا تہا۔ اس عیسائی کی ہمت و استقلال کو دیکہنا چاہیئے کہ اس نے ان تمام آفات و مشکلات کا برداشت کرنا منظور کیا لیکن عربونکی اطاعت کبہی قبول نہ کی اور تادم مرگ مخالف بنا رہا۔ اس نے ۱۳۳ھ مطابق ۷۵۰ء مین اُنیس سال بغاوت کے بعد انتقال کیا اس کے بعد اس کا بیٹا **فافلہ**[1] اس کا قایم مقام ہوا اور دو سال تک اپنی قلیل فوج پر حکومت کرتا رہا اس کے بعد **ادفونش**[2] **ابن بطروہ** حاکم مقرر ہوا۔ غرض بلائی اور اس کے جانشینون نے اپنی تعداد و قوت مین رفتہ رفتہ یہان تک ترقی کی کہ سلطان **عبدالرحمن بن ناصر** کے زمانہ حکومت مین جنگ **سمورہ** مین عربون کو شکست دی جس سے اہل جلیقیہ اور **لشکبنس** کی ہمت و جرات اس قدر بڑہی کہ انہون نے سرحد فرانس کے قریب ۳۳۰ھ مطابق ۹۴۱ء مین شہر **ترکونہ** اور مختلف قلعون پر بہی قبضہ کر لیا لیکن اس زمانے مین جو کچہہ کامیابی عیسائیون کو حاصل ہوئی تہی اوس کا عوض **المنصور ابن ابی عامر** نے ایسا لیا کہ پہر تا شکست سلطنت اندلس عیسائیون مین اس سلطنت پر حملہ کرنے کی جرات پیدا نہ ہوئی المنصور کے زمانہ مین شرق مین شہر **برشلونہ** اور غرب مین شہر **شنت یاقوہ** عیسائیون کے مشہور شہر اسلام کے

---

[1] انگریزی مین فاویلہ کہتے ہین۔ [2] اس ہی سے شاہان اوفونش کا سلسلہ شروع ہوا تہا۔

دائرہ حکومت مین داخل ہوئے۔

جب سلطنت اندلس اپنی عمر طبعی کو پہونچی اور طوائف الملوکی پہیلی عیسائیون کو پھر اپنی قوت بڑہانے کا موقع ملا تقریباً ۴۶۷ھ مطابق ۱۰۷۴ء مین **ادفونش** چہارم ابن فرڈلند نے نہایت محنت و فراست سے تمام خود مختار اسلامی ریاستونکے حالات کو دریافت کیا بعد ازان اپنے ہموطنون کو مشکل تمام بغاوت و جنگ پر آمادہ کیا۔ سب سے پہلے اس نے باوقعت و باقوت امرائے عرب مین اپنی چالاکی و ذہانت سے باہمی نزاع پیدا کرادی اور جب یہ لوگ خانہ جنگی مین مصروف ہوئے تو اس نے چھوٹے چھوٹے رؤسائے عرب کو مجبور اپنا باج گزار بنالیا بعد اس کامیابی کے اپنے کو قوی پاکر **طلیطلہ** پر حملہ آور ہوا اور سات برس کی متواتر جنگ کے بعد ۴۷۸ھ مطابق ۱۰۸۵ء مین بزمانۂ **القادر باللہ**[1] **طلیطلہ**[2] پر اپنا قبضہ کیا

الغرض **ادفونش** نے پہلے پہل عدل و انصاف سے کام لیا اور افہام و تفہیم سے مسلمانون کو عیسائی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دی لیکن جب اس نے

[1] جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے القادر باللہ المامون یحییٰ ابن ذی النون کا پوتا تہا اس نے اپنے مین قوت مقاومت نہ پاکر محض اس وعدے پر کہ بلنسہ کی حکومت اس کے سپرد کردی جائے گی اس نے طلیطلہ کو ادفونش کے حوالہ کردیا تہا۔ [2] طلیطلہ نہایت قدیم شہر تہا جس کو فنیقی یا قرطاجنیون نے دریائے تگس کے کنارے آباد کیا تہا۔ یہ ایک نہایت مستحکم فصیل سے محصور تہا شہر کے

دیکھا کہ یہ لوگ اپنے مذہب پر اوسی طرح قایم ہین تو اس نے مسلمانون پر سختیان[1] اور مساجد کو برباد کرنا شروع کیا شہر کی بڑی بڑی مسجدون پر جبراً قبضہ کرکے اون کو گرجائین بنانے کا حکم دیا۔ جس روز یہ حکم نافذ ہوا تمام مسلمان طلیطلہ کی مسجد مین جمع تھے اور نماز کے بعد امام ممبر پر خطبہ بیان کر رہا تھا کہ عیسائی مسجد کے اندر گھس آئے اور مذہب اسلام کی توہین کے مرتکب ہوئے۔ مسلمانون نے بمشکل نماز کو ختم کیا اور پھر روتے ہوئے باہر نکل آئے۔

جبکہ جلیقیہ کے عیسائی شمال سے متواتر حملے کر رہے تھے ارغون کا عیسائی بادشاہ بھی خاموش نہ تھا۔ چنانچہ ۴۵۶ھ مطابق ۱۰۶۳ء مین ارغون کے عیسائیون نے بہ فوج کثیر بلنسیہ کا محاصرہ کیا یہان کے لوگ جنگ کے لیئے تیار نہ تھے تاہم عیسائیون نے قبل از جنگ حکمت عملی سے کام نکالنا چاہا اور اہل بلنسیہ کو یہہ دھوکا دیا کہ ہم جنگ و فساد کے لیئے نہین بلکہ اتحاد و دوستی کو ترقی دینے کے واسطے آئے ہین۔ اہل بلنسیہ نے جواب دیا کہ فوج کثیر کے ساتھ اگر دوستی کا دم بھرنا یہہ

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۰) قریب ایک در کا پل بھی زمانہ قدیم کا بنا ہوا موجود تھا جو صنعت و دستکاری مین دنیا کی عجایبات سے سمجھا جاتا تھا اسکے قریب ایک پانی کھینچنے کا پہیہ بنا ہوا تھا پہلے اس آلہ کے ذریعہ دریا کے پانی کے اوپر لایا جاتا تھا اور پھر نلون کے ذریعہ سے شہر مین پہونچایا جاتا تھا۔ المقری

[1] یہ ظلم مسلمانون پر ۴۹۶ھ مطابق ۱۱۰۲ء مین شروع ہوا تھا۔

ایک نئی بات ہے۔ عیسائیون نے جب دیکھا کہ یہ لکر ہمارا خالی گیا تو یہ کہکر کہ ہم لڑنا نہین چاہتے شہر کے سامنے سے ہٹ آئے اور لبطرنہ کے قریب جہاڑی مین مع فوج پوشیدہ ہوگئے عبدالعزیز ابن ابی عامر نے یہ سمجھکر کہ عیسائی خوف سے بھاگے جاتے ہین ان کا تعاقب کیا لیکن جب عبدالعزیز کی فوج ان کو ڈھونڈتی ہوئی حالت بیخبری مین جہاڑی مین داخل ہوئی فتہ عیسائیون نے چارطرف سے ان کو گھیرلیا بیان یہ کیا جاتا ہے کہ سوائے چند مسلمانون کے باقی سب گرفتار یا قتل ہوئے

سنہ مذکور مین عیسائیون نے شہر لشبطر[1] پر حملہ کیا الاردملیس[2] جب اپنی فوج لیکر اس قلعہ کے سامنے نمودار ہوا تو یوسف ابن سلیمان بادشاہ سرقسطہ نے باوجود اطلاع اس قلعہ کے بچانے کی کوشش نہین کی۔ عیسائیون نے بادشاہ کو غافل و بے پرواپاکر نہایت اطمینان سے قلعہ کا محاصرہ کیا اور ہر طرف سے حملہ آور ہوئے ایک سخت لڑائی کے بعد پانچ ہزار عیسائی بیرونی حصے مین داخل ہوگئے۔ کئی روز تک بازار حرب وضرب جانبین سے گرم رہا باوجودیکہ امداد کی تمام امیدین منقطع ہوگئین تہین اور عیسائی بہی نسبت عربون کے تعداد مین کہین زیادہ تہے تاہم متحصنین نے ایک

---

[1] انگریزی مین برسترو کہتے ہین یہ صوبہ ارغون مین واقع تہا ابن حیان لکہتا ہے کہ یہ مستحکم قلعہ برطلیہ مین جو ارغون کے مضافات سے ہے سرقسطہ کے درمیان واقع تہا۔ [2] عربی مورخ سیکو اول بن رامیر کو عموماً اس نام سے موسوم کرتے ہین اور اس کے ہمراہیون کو الاردمیون کہتے ہین

سخت یورش عیسائیون پر کی جس مین تقریباً پانسو عیسائی کام آئے۔ مگر عین حالت خوشی مین عربون کو خبر پہونچی کہ آب رسانی کے نل ٹوٹ گئے ہین اور آمد پانی کی بالکل موقوف ہوگئی۔ فاقہ نے پہلے سے پریشان کر رکھا تہا اب پانی جو مایہ حیات تہا اوس کے بند ہوجانے سے سب ایسے مایوس ہوئے کہ محض اس وعدہ پر کہ عیسائی قتل و غارتگری سے باز رہین گے ہتیار رکھدئے۔ مگر شانجہ نے قلعہ پر قبضہ کرتے ہی خلاف عہد و پیمان قتل[1] عام کا حکم دیا۔ تمام مورخین عرب متفق اللفظ ہین کہ علاوہ اہل فوج کے ہزارہا عورتین اور بچے اور نیز وہ لوگ جن کو جنگ سے کچھہ تعلق نہ تہا بے گناہ قتل ہوئے بقیۃ السیف جبراً غلام بنائے گئے۔ الحاصل جو ظلم و زیادتی اور وحشیانہ حرکات کہ ان عیسائیون سے اس جنگ مین سرزد ہوئین وہ احاطہ تقریر سے باہر ہین۔ امرائے عرب کے اون عیش و آرام گاہون مین جو صنعت اور آرایش مین اپنا نظیر نہین رکہتی تہین عیسائی امیر مقیم ہوگئے اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا۔

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالان	طوق زرین ہمہ در گردن خرمی بینم

شانجہ[2] نے قلعہ **برشتطر** مین پندرہ سو سوار اور دو ہزار پیادے انتظام کی غرض سے چہوڑے اور خود **اغون** واپس چلا آیا جب اس وحشت ناک قتل عام

[1] المقری مظہر ہے کہ باشندگان شہر مین سے صرف ایک فقیہ اور دوسرا قاضی جنکے نام ابن البطول اور ابن عیسیٰ تہے قتل سے بچکر نکل گئے تہے

[2] سنیکو کو عربی مین شانجہ اور لاردعیس دونون کہتے ہین۔

کی خبرین ملک مین چارون طرف پہلین تو مسلمانون کے دل پر اس حادثہ عظیم کا جو اثر ہوا اوس کا اندازہ ممکن نہین مسلمانون نے بالاتفاق اس واقعہ کا باعث احمد المقتدر[1] ابن ہود کو ٹہیرایا المقتدر بوجہ شرم وندامت اس کا انتقام لینے پر مستعد ہوا۔ یہ ایسا موقع تہا کہ اس کی فوج کا ہر سپاہی کفن بہ سر تہا۔ حمیت عرب جوش زن تہی ایک ہی یورش مین قلعہ کو فتح کر لیا۔ مگر عربون کی شجاعت کو دیکہنا چاہیئے کہ باوجودیکہ عیسائیون نے قتل عام کے وقت زن ومرد مین کوئی فرق نہین کیا جو سامنے آیا اوس کو تہ تیغ کر ڈالا تہا۔ افسران فوج عرب نے قبل از جنگ یہ سخت احکام جاری کیئے کہ گو ان عیسائیون نے ہماری عورتون اور بچون کو بہی قتل کیا ہے لیکن اس کی ذمہ داری اون کی عورتون اور بچون پر عائد نہین کی جا سکتی صرف مردون ہی سے انتقام لیا جائے۔ ہان اہل فوج کو اس قدر اجازت ہے کہ اگر کوئی عورت یا بچہ گرفتار ہو تو وہ گرفتار کرنے والے کی ملک سمجہا جائے گا۔

غرض عربون نے اپنے ایک ایک شہید بہائی کے عوض دس دس عیسائیون کو قتل کیا۔ بعد فتح جب فوج کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس معرکہ عظیم مین صرف پچاس[2] عرب سپاہی شہید ہوئے۔

---

[1] بادشاہ سرقسطہ جس کی بے پروائی سے یہ قتل عام ہوا تہا۔ [2] المقری۔

ہم اپنے عنان قلم کو پھر طلیطلہ کی طرف موڑتے ہین ادفونش نے جس وقت اپنے کو اس زرخیز حصۂ سلطنت اندلس کا حاکم پایا اس کی عقل کوتہ اندیش نے اس کے دل مین تمام اندلس کے فتح کرنے کی ہوس پیدا کی اسی نیت سے ابن الافطس بادشاہ بطلیوس اور المعتمد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ کی حدود مین قدم بڑہانا شروع کیا۔ ان بادشاہون نے محض بخیال امن اس کو ایک رقم کثیر ہر سال ادا کرنے کا وعدہ کیا اس واقعہ کے چند روز بعد المعتمد چونکہ بادشاہ المیریہ کے ساتھہ جنگ مین مشغول تہا اس رقم کی ادائی مین کچھہ دیر ہوئی اور جس وقت رقم مقررہ ادفونش کے پاس پہونچی اس نے رقم لینے سے انکار کیا اور کہا کہ اس تاخیر کی پاداش مین چند قلعہ بہی مجھکو دیئے جائین علاوہ برین اس بانی شر و فساد نے ایک یہ بہی گستاخانہ درخواست کی کہ اس کی بی بی القمجہ[1] کو جو اوس زمانے مین حاملہ تہی تا وضع حمل قرطبہ کی مسجد مین رہنے کی اجازت دی جائے اور قصر الزہرا بہی اس کی بی بی کے قبضے مین دیدیا جائے المعتمد نے اس درخواست کو فوراً نامنظور کر دیا جب عیسائی سفیر نے زیادہ اصرار کیا تو المعتمد نے حالت غضب مین دوات اوٹہا کر اس زور سے اس یہودی کے سر پر ماری کہ وہ فوراً مر گیا حاضرین دربار اور علمائی وقت نے اس امر مین المعتمد کی تائید کی اور کہا کہ جب سفیر

[1] انگریزی مین کو نسٹنزا کہتے ہین۔

خاص بادشاہ کے ساتھہ بے ادبانہ درگستاخانہ گفتگو کا مرتکب ہو تو اوس کو حاکم
وقت ہر طرح کی سزا دے سکتا ہے۔ ادقونش نے جب اپنے سفیر کے قتل کا
واقعہ سُنا تو حالت غصہ مین قسم کہا کر کہا کہ مین المعتمد کو بغیر سزا دئے آرام نہ لون گا اس نے
فوراً اپنی فوج کو فراہم اور افسر فوج کو حکم دیا کہ وہ بیجیتہ اور اوس کے مضافات کو تاراج
کرتا ہوا بمقام طریانہ[1] انتظار کرے۔ غرض ادقونش اور اس کا افسر دونون زرخیز
ملکون کو تباہ کرتے ہوئے دریائی وادی الکبیر کے کنارے پر اشبیلیہ کے
محاذی خیمہ زن ہوئے یہان سے ادقونش نے ایک نہایت توہین آمیز خط
المعتمد کو اس مضمون کا لکھا کہ "مین اس مقام پر بہت دیر ٹھہر چکا ہون اور یہان کی
گرمی اور مکھیون نے مجکو بہت پریشان کر رکھا ہے تم اپنا محل خاص میرے نظر کرو
تاکہ اس کے سایہ دار درختون مین نہرہای شیرین کے کنارے آرام لون"۔ المعتمد
نے اسی خط کی پشت پر یہ جواب لکھا کہ "تم نے تیرا خط پڑھا جس سے تیرا غرور و تکبر مترشح
تہا انشاء اللہ تعالی چند روز مین ہم تجھکو اپنے بہادر سپاہیون کی ڈہال کے سایہ مین سُلا
دین گے"۔ ادقونش اس جواب کو پڑہکر کچھہ دیر سرنگون رہا اور پھر چونکہ ایک نہایت
چالاک اور دغاباز آدمی اور عربون کے خیالات سے پوری واقفیت رکھتا تہا۔
قبل از جنگ اس نے اپنے جاسوسون کے ذریعہ سے تمام ملک مین اس خبر کو

[1] یہ مقام اشبیلیہ کے قریب واقع تہا۔

مشتہر کیا کہ المعتمد نے امیر یوسف کو افریقہ سے ایک فوج کثیر کے ساتھ اپنی مدد کے لیئے طلب کیا ہے اور وہ عنقریب اندلس مین داخل ہونے والا ہے مسلمانون نے عام طور پر یہ خبر سُن کر خوشیان منائین لیکن روسائی عرب کو یہ حرکت المعتمد کی بہت ناگوار گزری اور بعض نے المعتمد کو بغرض سرزنش یہ لکھا کہ تو نے بغیر ہماری رائی اور مشورہ کے یوسف کو طلب کیا ہے کیا تجھکو یہ مقولہ یاد نہین کہ "الملک[1] عقیم والسیفان لایجتمعان فی غمدٍ واحدٍ" المعتمد نے جوابدیا کہ "مجھکو سورون کی پاسبانی سے اونٹون کی نگہبانی پسند ہے" اس جواب مین کنایہ یہ تہا کہ ادفونش کا قیدی بن کر سورون کی نگہبانی کرنے سے یوسف کا قیدی بن کر افریقہ کے برّاعظم مین اونٹون کی پاسبانی کرنا بدرجہا بہتر ہے اس نے یہ بہی کہا کہ اگر مین ایک مسلمان کو اپنا معاون و مددگار قرار دون گا تو میرا خدا بہی مجھہ سے خوش رہے گا اور اگر مین کسی عیسائی کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرون گا تو معلوم نہین کہ مجھپر کیا غضب الٰہی نازل ہو اس جواب نے ان لوگون کے غصے کو ایک حد تک فرو کیا

المعتمد نے المتوکل عمر وابن محمد بادشاہ بطلیموس اور عبداللہ بن جاتوس بادشاہ غرناطہ کے قاضیون کو طلب کیا اور قرطبہ کے قاضی القضاۃ

[1] ملک بغیر وارث کے اور سیف یہ دو چیزین ایک کاٹھی مین نہین سما سکتی ہین۔

ابوبکر عبداللہ ابن ادہم کو بھی جو ایک باخبر اور صائب الرائی شخص تھا بلا بھیجا
اور ان تینون کو اپنے وزیر ابوبکر ابن زیدون کے ساتھہ بطور سفارت امیر
یوسف کے پاس افریقہ روانہ کیا المعتمد کی اس دور اندیشی سے اس ملک
کے عام مسلمانون کے دم مین دم آیا اور انہون نے ابن ادہم پر پورے
طور سے ظاہر کر دیا کہ اگر امیر یوسف اس موقع کو غنیمت جان کر بدنیتی کو اپنے
دل مین جگہہ دے اور اس ملک پر مسلط ہو جائے تب بھی چونکہ وہ مسلمان ہے
اوس کی حکومت بہ نسبت کافرون کے ہم کو ہر طرح منظور ہے۔

اوس زمانے مین ابن تاشفین افریقہ مین اپنے دائرۂ حکومت کو
وسیع کر رہا تھا۔ اس نے تمام مغرب الاقصیٰ پر قبضہ کیا اور دو مشہور شہر مراکش اور
تلمسان الجدید کی بنا ڈالی اس کا قصد تھا کہ ادہر سے فارغ ہو کر اندلس کو بھی
اپنے قلمرو مین شامل کرے اس کی فتوحات و شجاعت کا سکہ اطراف و جوانب کے
بادشاہون کے دلون پر جم گیا تھا بالخصوص اندلس مین مسلمانون سے زیادہ
عیسائی اس کے نام سے لرزتے تھے اور خوب جانتے تھے کہ یہان کسی عیسائی
بادشاہ مین اس شخص کے مقابلے کی جرأت و ہمت نہین ہے۔ اندلس کے چھوٹے
بڑے رئیس عیسائیون کے دست تظلم سے پریشان ہو رہے تھے اور سبکی نظرین یوسف ہی پر پڑتی تھین

لیکن ان کو خوف یہ تہا کہ یوسف عیسائیون کو سزا دینے کے بعد کہین ہماری ریاستون پر قبضہ نہ کرلے پس المعتمد ابن عباد بادشاہ اشبیلیہ کے سفارت نہ بھیجنے کے قبل محض اس افواہ پر کہ یوسف اندلس کی تسخیر کا بہی قصد رکہتا ہے روسائی اندلس نے باہم متفق ہوکر اس مضمون کا خط یوسف کے پاس بہیجا کہ "اگر تو اس ملک پر فوج کشی نہ کرے اور ہم کو اپنے ظل عاطفت مین پناہ دے تو تیرا یہ ضانہ برتاؤ تیرے نام کو صفحہ ہستی پر ہمیشہ کے لیئے برقرار رکہے گا۔ اور ہم خوب جانتے ہین کہ اگر ہم تجہکو اپنا سرپرست بنائین تو تمام دنیا ہمکو دور اندیش اور صائب الرائی اور اپنے ملک کا سچا خیر خواہ سمجہے گی۔ ہم درخواست کرتے ہین کہ تو اس سرپرستی کو منظور کرے۔ اس مین صرف ہمارا ہی فائدہ نہین بلکہ تجہکو اس عظیم الشان سلطنت کے قیام و استحکام مین بہی بہت کچہہ مدد ملے گی" یوسف کے پاس جب یہ خط پہونچا چونکہ یہ خود زبان عربی سے اچہی طرح واقف نہ تہا اس نے اپنے معتمد کو ترجمہ کا حکم دیا یوسف ایک نہایت سمجہدار شخص تہا اس نے اس خط کا مضمون سُن کر اپنے معتمد سے رائے طلب کی اوس نے عرض کیا کہ "اے بادشاہ سچی عظمت و بزرگی وہ چیز ہے کہ جو بلا جنگ و جدل لوگون کو مطیع و فرمان بردار بنالیتی ہے ایسے خوش قسمت با قوت بادشاہ کا یہ فرض ہے کہ ترحم و انصاف کو اپنے

ہاتھ سے نہ چھوڑے اور جو لوگ کہ معافی کے خواستگار ہون اون کی درخواستون کو شرف قبولیت عطا فرما کر اپنے فیاضانہ برتاؤ سے ان کے دلون پر ایسا قبضہ کرے کہ اوس کا رعب و داب انہین لوگون کے ذریعہ سے دور دور کے ملکون پر اپنا اثر ڈالے ۔ زمانہ سابق کے کسی بادشاہ نے کیا اچھا کہا ہے کہ رحم دل اور فیاض آدمی پہلے اپنے ہمسایون کا سرپرست اور پھر ان کا حاکم اور پھر اون کا بادشاہ بن جاتا ہے"

امیر یوسف نے اپنے معتمد کی رائے کی بہت تعریف کی اور حسب ذیل جواب لکھوایا "منجانب **یوسف ابن تاشفین** بعد سلام سب کو معلوم ہو کہ جو ملک تمہارے قبضے مین اس وقت ہے وہ تم کو مبارک رہے ۔ اور مجھکو یقین ہے کہ تم اس کی حفاظت مین کوتاہی نہ کروگے اور چونکہ ہم تمہارے سچے خیرخواہ ہین ہم چاہتے ہین کہ ہم اور تم ایک دوسرے کو مثل بھائیون کے سمجھین اور ہر امر مین خدائی تعالیٰ سے مدد مانگتے رہین" اس کمال اطمینان بخش و تسلی دہ جواب سے جملہ اہل اندلس نہایت شادان و فرحناک عیسائیون کی طرف متوجہ ہوئے ۔

الغرض جب **المعتمد** کے سفیر سوطہ پہونچے اور اپنے اسناد اور بادشاہ کے خطوط پیش کرکے **یوسف** کے سامنے ملک اندلس کی دردناک حالت کا مختصر طور پر ذکر کیا تو اس امیر نے ان لوگون کی بہت کچھ تشفی اور دل جوئی کی اور کہا کہ تمہارے

آنے کے قبل ہی ہم کو عیسائیون کی اور بالخصوص اوس بانی شر و فساد یعنی
ادقونش کی ظلم و زیادتی کی خبر پہونچ چکی تہی تم اپنے بادشاہ کو اطلاع دو کہ جہان تک
ممکن ہو سکے گا اندلس پہونچکر ان کافرون کو ایسی سزا دی جائیگی کہ پہران کو کبہی
سر اوٹہانے کی مجال نہ رہے گی۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد یوسف مع
فوج جزیرۃ الخضرا آیا یہان چونکہ پہلے ہی سرکاری طور پر اس کے آنے کا
اعلان ہو چکا تہا عوام الناس نے اس کی اور اس کی فوج کی وہ مدارات کی
اور تمام ضروری سامان بلا طلب مہیا کیا جس سے یہ امیر بہت خوش ہوا اور یہانسے
فوراً فوج کو اشبیلیہ کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔ المعتمد نے اپنے بیٹون کو
اس کے استقبال کے لیئے بہیجا اور جو مقامات کہ راستے مین پڑتے تہے
وہان کے حاکمون کو تاکیدی حکم تہا کہ یوسف اور اس کی فوج کو کسی طرح تکلیف
نہ پہونچنے پائے۔ جب امیر یوسف کی فوج ترتیب وار شہر کے سامنے نمودار
ہوئی المعتمد خود مع سوسوار اور تمام امرائی دربار یوسف کے استقبال کے
لیئے شہر سے باہر نکل آیا یوسف کے خیمے کے قریب یہ دونون امیر نہایت محبت
و اخلاق سے بغلگیر ہوئے۔ وہ رات ان دونون نے اپنے اپنے خیمون مین بسر کی
اور دوسرے روز صبح کو حسب خواہش المعتمد یہ دونون گہوڑون پر سوار نہایت کروفر

کے ساتھہ شہر اشبیلیہ مین داخل ہوئے کوئی بادشاہ اور امیر اندلس کا ایسا نہ تھا کہ جس نے تحائف اس کے لیئے نہ بھیجے ہون اکثر تو بذات خود مع لشکر موجود تھے

ادہر جب ادفونش کو یوسف کے اس ملک مین آنے کی خبر پہونچی اس نے فوراً قریب ودور سب طرف کے حاکمون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور ایک فوج کثیر جمع کرنے کے بعد اپنے دشمن کے حالات دریافت کرنے کے لیئے جاسوس روانہ کیئے اور المعتمد کو ایک خط اس مضمون کا لکھا کہ "تمہارا دوست یوسف معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک سے بیزار ہوکر تمہارے ملک مین دائمی طور پر سکونت اختیار کرنا چاہتا ہے لیکن مین اس کو مرتے دم تک آرام نہ لینے دون گا ظاہر ہے کہ تمہاری محبت نے اس کو ایسا بیقرار کیا کہ اس نے تمہارے افریقہ آنے کا بھی انتظار نہین کیا بلکہ خود تمہارے پاس اپنی محبت اور دوستی جتانے کو چلا آیا" اس کے بعد ادفونش نے اپنے امرائے دربار کو جمع کیا اور کہا کہ "بہت کچھہ فکر وغور کے بعد مجھکو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ مین دشمن کو درّہائی کوہ سے اپنی سرحد مین آنیکا موقع نہ دون بلکہ اپنی سرحد سے باہر دشمن کے حدود مین اس کا مقابلہ کرون اس لیئے کہ اگر عرب ہماری سرحد مین گھس آئے اور میدان جنگ مین ہم کو ناکامی حاصل ہوئی تو یہ لوگ ملک کو برباد کرنے کے علاوہ ہم مین سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑین گے

اور ہمارے ملک پر قبضہ کرنے مین انکو بہت کچھ آسانی ہوگی - بخلاف اس کے اگر لڑائی انہین کے ملک مین واقع ہوئی اور اگر وہ بفرض محال کامیاب بھی ہوئے تب بھی اون مین اتنی قوت باقی نہ رہے گی کہ وہ ان درّہ ہائی کوہ سے گزر کر ہمارا تعاقب کرین اور اگر ہم کامیاب ہوئے تو ہم کو ان کے ملک کی تسخیر کا عمدہ موقع ملے گا - ان وجوہ سے مین نے مصمم قصد کر لیا ہے کہ دشمن ہی کے ملک مین ان کا مقابلہ کیا جائے" اس کے امرا نے اس رائی کی تائید کی **ادقونش** مع اوس فوج کے جس کی ہمت وجرأت پر اس کو کامل بھروسا تھا **اشبیلیہ** کی سمت کی طرف روانہ ہوا اور باقی کو تا صدور حکم ثانی وہین رہنے کا حکم دیا - **ادقونش** نے جب اپنی چالیس ہزار فوج کا معائنہ کیا تو بیساختہ از راہ کبر وغرور اس کے مُنہہ سے نکلا کہ "مین ان بہادرون کے ساتھہ جن اور دیو کا بلکہ اگر فرشتے بھی آسمان سے آئین تو اون کا مقابلہ کر سکتا ہون"

المختصر **ادقونش** منزل بمنزل چلا آتا تھا کہ راستے مین ایک مقام پر اس نے یہہ خواب دیکھا کہ یہ ایک ہاتھی پر سوار ہے اور ہاتھی اپنی سونڈ نقارے پر مار رہا ہے خوف سے اس کی آنکھہ کھل گئی اور اسی حالت پریشانی مین اس نے اپنے پادریونکو جمع کیا اور اس خواب کی تعبیر پوچھی جب ان سے اس کا اطمینان نہ ہوا تو اس نے

ایک یہودی کو بہت کچھ روپیہ دیکر کہا کہ تو کسی عرب عالم سے اس کی تعبیر دریافت کر
یہودی نے بدقت تمام ایک عرب سے ملاقات کی اور اوس سے یہ خواب بیان کیا
عرب نے سن کر کہا کہ تو بالکل جھوٹا ہے تو نے یہ خواب نہین دیکھا بلکہ اوس کا دیکھنے والا
ایک دوسرا شخص ہے اور جب تک کہ تو اوس کا نام نہ بتائے گا مین اس کی تعبیر نہ بتاؤنگا
یہودی نے بالآخر مجبوراً **اد قونش** کا نام بتادیا۔ عرب نے سورۂ اصحاب فیل
پڑہا اور کہا کہ اس خواب کی تعبیر ہے کہ ایک صدمۂ عظیم **اد قونش** اور اوس کی فوج کو
پہونچنے والا ہے۔ نقارہ پر سونڈ مارنے کے یہ معنی ہین کہ **اد قونش** کے منہ پر ایک
شدید زخم جنگ مین پہونچے گا۔ یہودی واپس آیا لیکن اس کی ہمت نہ ہوئی کہ صحیح صحیح
تعبیر **اد قونش** کو سنائے اس نے اپنی جانب سے ایک اور بات گھڑکر **اد قونش** کا اطمینان کردیا
اد قونش نے اپنا رعب ڈالنے کی غرض سے ایک خط **یوسف** کو لکھا۔
جس مین علاوہ اپنی فوج و سامان کی تعریف کے دشنامہای مغلظہ بہی درج تہین۔
یوسف نے اپنے معتمد **ابوبکر ابن القصیر** کو اس خط کے جواب لکھنے کے لیئے
حکم دیا **ابوبکر** ایک عالم شخص تہا اس نے ایک مطول اور مدلّل مسودہ تیار کیا **یوسف**
نے یہ کہکر کہ اس قدر عبارت آرائی کی ضرورت نہین **اد قونش** کے خط کی پشت پر
یہ مختصر سا جملہ "الذی یکون ستراہ" یعنی جو شخص زندہ بچے گا وہی دیکھے گا۔ لکھکر خط واپس

کردیا اس مختصر اور پرمضمون جملے کو پڑھکر ادفونش مارے خوف کے کانپنے لگا اور یہ کہا کہ مجھکو ایک بڑے بہادر سپاہی سے سابقہ پڑنے والا ہے دیکھا چاہیئے کہ انجام کیا ہوگا۔ ادھر یوسف اپنے مدمقابل کی نقل وحرکت سے باخبر تھا اس نے جب سنا کہ ادفونش کی فوج دریائی کوہ سے نکل کر سرحد اشبیلیہ میں داخل ہو رہی ہے یہ بھی اپنی فوج لیکر آگے بڑھا اور المعتمد اس کے پیچھے مع اپنے لشکر کے بغرض امداد روانہ ہوا۔

یہہ دونوں امیر نہایت شان وشوکت کے ساتھہ شہر بطلیوس کے سامنے وارد ہوئے۔ یہاں کا بادشاہ المتوکل عمر ابن محمد ان کے ساتھہ بعدادا پیش آیا اور یوسف کو اطلاع کی کہ ادفونش سرحد کے قریب پہونچ گیا ہے۔ یوسف نے فوج کی روانگی کا حکم دیا زلاقہ[1] کے قریب دونوں فوجیں ایک دوسرے کے سامنے ہوئیں المعتمد چونکہ دشمن کی دغابازی سے بخوبی واقف تھا اس لیئے بذات خود انتظام کی طرف متوجہ ہوا اور راتوں کو بغرض حفاظت مثل معمولی سپاہیوں کے لشکر کا گشت لگایا کرتا تھا یوسف نے قبل از جنگ اسلامی قواعد کے موافق ادفونش کو لکھا کہ "تو ہمارے مذہب پاک کو اختیار کر اور اگر یہہ تجھکو منظور نہیں تو خراج دینا قبول کر ورنہ جبراً تجھکو عروس موت سے بغل گیر ہونا پڑے گا۔ یہہ ہم کو معلوم ہوا ہے

[1] یہ شہر بطلیوس (باڈاجوز) کے شمال کی جانب واقع ہے۔

کہ ایک دفعہ تو نے ہمارے پاس **افریقہ** آنے کا قصد ظاہر کیا تہا لیکن افسوس ہے
کہ تو نے اپنے ارادے کو پورا نہین کیا اور اب ہم نے تیری اوس امید کو پورا
کیا کہ ہم خود یہان موجود ہین اور تیری دعاؤن کے اثر کو دیکہنا چاہتے ہین" اس
خط کے پہونچتے ہی اہل نصاریٰ نے صلیب کو ہوا مین بلند کیا اور انجیلون پر قسمین
کہائین کہ ہم بغیر مرے پیچہے نہ ہٹین گے اودہر علمائی وقت نے جہاد کے فضائل
سناکر عربون کے دلون مین جوش فتح وشہادت پیدا کیا۔ رجب ۷۹ھ مطابق ۱۰۸۶ء
بروز چہارشنبہ **ادفونش** مقابلے کی غرض سے آگے بڑہا عرب بہی سامان حرب
سے آراستہ مقابلے کے منتظر تہے۔ دفعتاً عیسائی فوج ٹہہر گئی اور ایک شخص نے
منجانب **ادفونش** **یوسف** کو یہ پیام پہونچایا کہ اب جمعہ آنے والا ہے جس کو تم ایک
مقدس روز سمجہتے ہو اور اس کے بعد اتوار کا دن ہے جو ہمارے یہان خاص عبادت
کے لیئے مقرر ہے۔ اگر تم کو کوئی عذر نہو تو جنگ کے لیئے ہفتہ کا روز جو ان دونون
کے درمیان واقع ہے مقرر کیا جائے۔ **المعتمد** نے **یوسف** کو اس کے مکر سے
مطلع کیا اور کہا کہ ہمکو جمعہ کے روز تیار رہنا چاہیئے یہ اوس روز ضرور ہمکو بیخبر پاکر حملہ کرینگے
چنانچہ ایسا ہی ہوا شب جمعہ کو دو سوار جو خاص حفاظت کے لیئے مقرر کیئے گئے تہے
المعتمد کے پاس آئے اور خبر دی کہ **ادفونش** کی فوج مین ہل چل ہو رہی ہے۔

اس کے بعد ہی چند اور سوارون نے اس کی تائید کی اور چند جاسوسون نے یہہ خبر پہونچائی کہ **ادفونش** اپنے افسران فوج کو یہہ حکم دے رہا تہا کہ عربون مین صرف **المعتمد** ایسا آدمی ہے جو اس ملک سے پوری طرح واقف ہے اور اسی کی رائے پر یہہ اہل افریقہ[1] کاربند ہین۔ سب سے پہلے تم **المعتمد** ہی پر نہایت جرأت و ہمت سے حملہ کرنا اگر اس کو ہم نے شکست دیدی تو پہر ان نئے لوگون کا دبا لینا کوئی بڑی بات نہ ہوگی مجہکو یقین ہے کہ **المعتمد** تمہاری جرأت کے سامنے نہین ٹہہر سکتا یہ سن کر **المعتمد** نے بذریعہ **ابن القصیرہ** اس واقعہ سے **یوسف** کو مطلع کیا اور اپنی مدد کے لیئے فوج طلب کی **یوسف** نے جواب دیا کہ مین خود تیری مدد کے لیئے آتا ہون اور ایک رسالہ فوج کا اپنے ایک افسر کو دیکر حکم دیا کہ جس وقت **ادفونش** **المعتمد** پر حملہ آور ہو فوراً پیچہے سے ان عیسائیون کے لشکر کو آگ لگا کر ان پر یورش کرے۔ ہنوز یہہ احکام جاری ہی ہوئے تہے کہ **المعتمد** کے خرگاہ کی جانب سے جدال و قتال کی آواز بلند ہوئی۔ چونکہ عیسائی تعداد مین کہین زیادہ تہے تہوڑے ہی عرصے مین بہت عرب شہید ہوئے اور جو باقی رہ گئے تہے اون کے دلون پر نا امیدی چہانے لگی **المعتمد** نہایت اضطراب اور پریشانی سے **یوسف** کا منتظر اور محض اپنی فوج کی ہمت قائم رکہنے کی غرض سے بلا خوف ہلاکت سب سے آگے

[1] یعنی یوسف ابن تاشفین اور اوس کے ساتہہ جو فوج افریقہ سے آئی تہی۔

لڑرہا تہا اس کی ران کے نیچے تین گہوڑے مارے گئے اور تین جگہہ زخم شدید
اس کو پہونچا ایک زخم تو اس کے سر پر پہونچا تہا تلوار اس کے سر کو کاٹتی ہوئی کنپٹی
تک اوتر آئی تہی دوسرا زخم تلوار کا اس کے سیدہے ہاتہہ پر اور تیسرا زخم نیزے کا
اس کے زانو پر تہا۔ خون ان زخمون سے مثل فوارے کے بہ رہا تہا اور یہ ایک
حالت یاس و ناامیدی مین شہادت کی غرض سے یکہ و تنہا دشمنون کے مجمع مین
گہسا چلا جاتا تہا اور اپنے بیٹے **ابوہاشم** کو جو بوجہ بیماری **اشبیلیہ** مین رہگیا تہا یاد کرکے
یہہ اشعار پڑہ رہا تہا۔

اَبَا هَاشِمٍ هَشِّمْتَنِي الشَّفَارُ	فَلِلّٰهِ صَبْرِي لِذَاكَ الْوَارُ
ذَكَرْتُ شُخَيْصَكَ تَحْتَ الْعَجَاجِ	فَلَمْ تَثْنِنِي ذِكْرُهُ الْفِرَارُ

عین حالت مایوسی مین **یوسف** میدان جنگ مین نمودار ہوا **ادفونش** نے چند
دستے فوج کے لیکر اس کو روکنا چاہا لیکن عیسائی اہل افریقہ کے حملے کی تاب نہ لاسکے
اور پسپا ہوتے ہوئے اپنی فوج پر آپڑے۔ اس جنگ عظیم[۵] مین عیسائیون کو شکست
فاش ملی **ادفونش** خود مجروح و پریشان حال اپنی جان بچالے گیا اور جو مال و اسباب

ترجمہ اے ابوہاشم شمشیر آبدار نے میری ہڈیان توڑین پس اس جنگ عظیم کی حرارت مین اللہ ہی پر صابر ہون
اس معرکہ کے گرد و غبار مین مین نے تجہکو یاد کیا اور تیرے ذکر نے مجہکو بہاگنے سے روک لیا

[۵] عربون کو یہ فتح بتاریخ ۲۰ رجب ۷۹۱ھ یوم سہ شنبہ عربی روز جمعہ حاصل ہوئی تہی۔

کہ عیسائیون کے ہمراہ تہا تمام وکمال عربون کے ہاتہہ آیا۔

بعد فتح **المعتمد** نے امیر **یوسف** کا بہت کچہہ شکریہ ادا کیا **یوسف** نے بہی **المعتمد** اور اس کی فوج کی جرأت وشجاعت کی تعریف کی۔ چار روز تک عرب اسی میدان جنگ مین خیمہ زن رہے **المعتمد** نے مال غنیمت کی تقسیم کے متعلق **یوسف** کی رائی دریافت کی **یوسف** نے جواب دیا کہ "مین اس ملک مین لوٹ حاصل کرنے کی غرض سے نہین بلکہ فی سبیل اللہ تمہاری مدد اور جہاد کی نیت سے آیا تہا جس مین بفضلہ کامیابی حاصل ہوئی" یہان سے یہ دونون **اشبیلیہ** آئے **یوسف** تو اول ہی سے **اندلس** کی حکومت پر مفتون تہا مگر اب اس کے رفقا کے دلون مین بہی یہان کے امراء کے تمول اور فارغ البالی نے عیش وآرام کی ہوس پیدا کی **یوسف** ایک لایق اور دور اندیش آدمی تہا اور عیش وارام کا نتیجہ یعنی سلطنت **اندلس** کی تباہی دیکہہ چکا تہا اس نے اپنے مصاحبون کے اصرار اور ترغیب پر جواب دیا کہ اس ظاہری نمایش چند روزہ پر فریفتہ نہونا چاہیئے۔ تم بچشم خود دیکہہ رہے ہو کہ اس ہی تمول اور عیش ونشاط کی بدولت اہل اندلس اوج حکومت وبرتری سے پستی ذلت وخواری پر پڑے اپنی زندگی کے دن پورے کر رہے ہین تاہم اپنے نکبت اعمال سے باوجود تادیب وتنبیہ خواب غفلت سے بیدار نہین ہوتے۔

اندلس مین باوجودیکہ عربون نے بہت ہی سخت شخصی سلطنت قائم کی تہی
لیکن یہان کے ہر بادشاہ اور امیر نے یہ قدیم قاعدہ آخر وقت تک جاری رکہا کہ
ہر کس و ناکس بلا تامل خلیفہ سے ملنے کی درخواست کرسکتا تہا اور خلیفہ کو بہی ملحاظ
تہذیب مروجہ باریابی کی اجازت دینا ضرور ہوتی تہی۔ چنانچہ ایک روز ایک نہایت
غریب عالم نے دروازے پر آکر المعتمد سے ملنے کی خواہش ظاہر کی بعد باریابی
اس گمنام شخص نے پہلے نہایت ادب سے سر تسلیم خم اور پہر عرض کیا کہ "یا امیر آج
مین یوسف کے چند ہمراہیون کے ساتہہ گفتگو کر رہا تہا ان کے
فحوای کلام سے معلوم ہوا کہ جس مکر و حیلہ سے اس نے اقوام افریقہ کو مسخر کیا ہے
اوسی طرح اس ملک پر بہی قابض ہونا چاہتا ہے۔ مین چونکہ ملک و قوم کا
بہی خواہ ہون میرا فرض تہا کہ ان وحشیون کی نیت سے تجہکو آگاہ کردون اور اگر تو اس
اہم معاملے مین میری رائی پوچہے تو مین یہ رائی دون گا کہ تو یوسف کو کسی ترکیب سے
گرفتار کرلے جو اس وقت ہر طرح ممکن ہے اور بعد گرفتاری تا وقتیکہ ان کا بچہ بچہ
جہاز پر سوار نہ ہوجائے اور یوسف چند اپنے خاص رشتہ دارون کو یرغمال مین نہ لیکر
اس امر کا حلفی وعدہ نہ کرلے کہ پہر وہ مدت العمر اس ملک کا رخ نہ کریگا اس کو رہا نہ کر"
المعتمد نے اس شخص کی رائی کو پسند کیا لیکن اتفاق سے اس وقت ایک صاف گو

مصاحب بھی اس تخلیہ مین شریک تہا وہ بلا تامّل کہہ اوٹہا کہ بادشاہون کو ایسے مذموم حرکات یعنی دغا و فریب ہرگز لایق و سزاوار نہین - اس واقعہ کی اطلاع کسیطرح **یوسف** کو بھی پہونچ گئی - دوسرے روز علی الصباح جب **المعتمد** اپنے دستور کے موافق تحائف لیکر اپنے مہمان سے ملنے آیا تو **یوسف** کچہہ دیر باتین کرکے اوٹہہ کہڑا ہوا اور افریقہ واپس چلا گیا -



باب چہارم

خاندان المرابطین والموحدین وبنی ہود کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونا۔ یوسف ابن تاشفین کا دوبارہ اندلس آنا۔ اس کی فتوحات۔ المعتمد اور ادفونش۔ المعتمد کی گرفتاری عبدالجبار بن المعتمد۔ یوسف ابن تاشفین کا انتقال۔ علی کی تخت نشینی۔ اس کی فتوحات اس کا انتقال۔ تاشفین ابن علی کی تخت نشینی۔ عیسائیون کی ترقی۔ ادفونش ثانی۔ عبدالمومن کا اندلس مین داخل ہونا۔ یوسف اول کی تخت نشینی۔ طلیطلہ کا محاصرہ۔ یوسف کا انتقال۔ یعقوب المنصور۔ عیسائیون کی شکست۔ محمد الناصر۔ جنگ العقاب۔ عربون کی شکست اس جنگ کا نتیجہ۔ یوسف ثانی۔ ابن ہود۔ خلافت بغداد۔ فرڈلنڈ ثالث کا قرطبہ پر قبضہ۔

یوسف ابن تاشفین کی روانگی کے بعد ہی عیسائیون نے پھر شور و فساد کے علم کو بلند اور ادفونش[1] کو بدقت تمام انتقام پر آمادہ کیا ادفونش نے اپنے ماتمی لباس کو

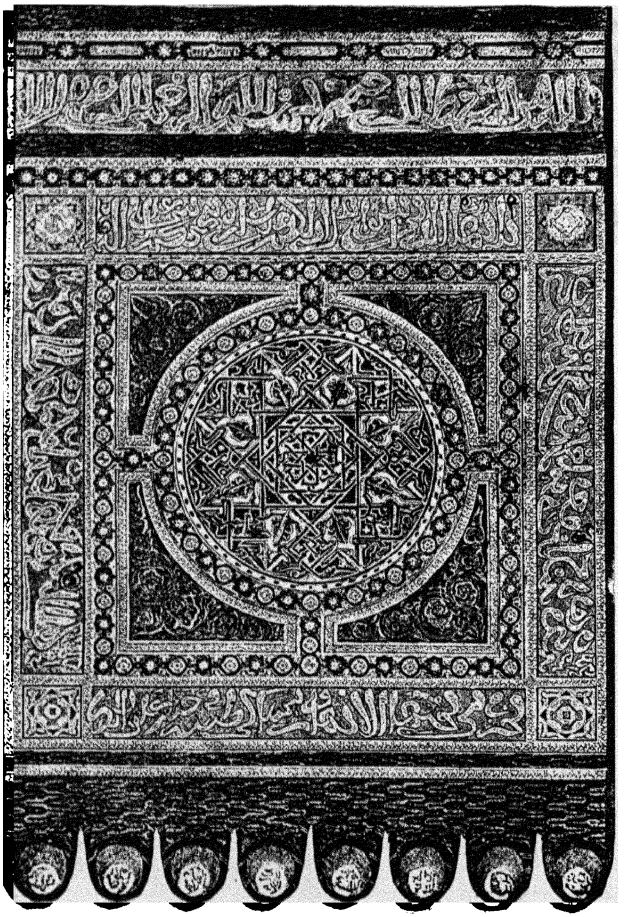
[1] المقری لکھتا ہے کہ بعد جنگ زلاقہ ادفونش اپنی فوج کی تباہی اور رفقا کے مارے جانیکے سبب سے مثل دیوانون کے ہوگیا تہا یہی وجہ ہے کہ اب بدقت تمام مکر جنگ پر آمادہ ہوا۔

جسم سے اوتار اور اس کی جگہہ زرہ فولادی پہنی اور فوج کو دوبارہ ترتیب دیکر عبد العزیز بادشاہ مرسیہ پر حملہ آور ہوا اور قلعہ الیت[1] کو فتح کرلیا اور فوج بقدر ضرورت قلعہ مذکور مین چہوڑکر خود طلیطلہ واپس چلا آیا۔ لیکن اس چہوٹی سی کامیابی سے عیسائی کچہہ ایسے مغرور ہوگئے تہے کہ الیت کی فوج نے محض اپنی قوت پر اشبیلیہ کے سرحدی مقامات کو تباہ و تاراج کرنا شروع کیا المعتمد کو عیش پرستی نے ایسا کم ہمت اور کاہل بنادیا تہا کہ ان معدودے چند کا بہی انتظام اس سے نہ ہوسکا اور بہودی سے بالکل ناامید ہوکر بذات خود افریقہ آیا اور اپنے سرپرست یوسف ابن تاشفین سے دوبارہ مدد کا خواہان ہوا۔ اس کے حسب استدعا امیر یوسف ماہ ربیع الاول ۴۸۱ھ مطابق ۱۰۸۸ء مین براہ الجزایر اندلس پہونچا اور فوراً شریک المعتمد قلعہ الیت کا محاصرہ کرلیا لیکن عربون کی بدقسمتی کو دیکہو کہ ایسے نازک وقت مین اور قبل از تصفیہ المعتمد اور عبد العزیز آپس مین لڑ بیٹہے۔ نزاع اس قدر بڑہی کہ المعتمد کی شکایت پر یوسف نے عبد العزیز کو گرفتار کرکے المعتمد کے حوالہ کردیا اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عبد العزیز کی فوج فوراً اپنے ملک واپس چلی آئی اور ہر طرح کی امداد سے دست بردار ہوگئی۔ چونکہ یہ قلعہ عبد العزیز ہی کی حدود حکومت مین واقع تہا یوسف کو ہر قسم کی تکلیف پہونچنے لگی جس سے یہ ایسا برداشتہ خاطر ہوا کہ قلعہ کو اس ہی حالت مین چہوڑکر

[1] انگریزی مین الیڈو کہتے ہین۔

مع فوج افریقیہ واپس چلا آیا۔

واقعہ مذکور کے دو سال بعد ۶۰۳ھ مطابق ۱۲۰۶ء مین یوسف ابن تاشفین کو شوق حکومت پھر اندلس لے آئی حتی کہ یہ ادفونش کے پائی تخت یعنی طلیطلہ تک جا پہونچا۔ اس شہر کے لینے کی اس امیر نے بیحد کوشش کی اور قرب وجوار کے تمام مقامات کو تباہ کر کے رسد کی آمد و رفت بالکل مسدود کردی مگر باوجود اعلان جہاد و وعدہ امداد عربون مین سے کوئی متنفس اس کا شریک حال نہوا یہ بمجبوری تمام نقصان عظیم اوٹھاکر طلیطلہ کے سامنے سے ہٹ آیا یوسف کو عربون کی یہ حرکت ایسی ناگوار گزری کہ اس نے ان کی تنبیہ کا عہد کیا۔ چنانچہ اسی قصد سے یہہ پہلے عبداللہ ابن بلکین بادشاہ غرناطہ کی طرف جس نے باوجود وعدہ مدد دینے سے پہلوتہی کی تھی آیا۔ عبداللہ نے بھی مقابلہ کی تیاری کی اور کچھہ روز مخالفت پر آمادہ رہا آخرکار اپنی ماں کی حسب ہدایت یوسف کے پاس آکر اپنی خطا کی معافی چاہی یوسف اوس وقت مصلحتاً خاموش ہوگیا عبداللہ نے اس کو راضی اور خوشنود پاکر شہر مین نہایت تزک و احتشام سے اس کی دعوت کا بندوبست کیا۔ امیر یوسف نے اثنائی دعوت مین عبداللہ اور اس کے بھائی تمیم حاکم مالقہ کو گرفتار اور شہر پر قبضہ کرلیا۔



الموحدین کا پرچم

یوسف نے ماہ رمضان المبارک ۳۷۳ھ مین اپنے نامی فوجی افسر
سیر ابن ابی بکر کو فوج کا سپہ سالار مقرر کیا اور اوس کو حکم جہاد دیکر خود افریقہ
چلا آیا۔ اس امیر نے حسب الحکم فوراً اد قولنش پر یورش کی۔ بعض مقامات معرض
تباہی مین آئے اور بعض پر اس نے قبضہ کرلیا یوسف کے اندلس سے
جاتے ہی رؤسائی عرب نے پھر سرکشی شروع کردی ان کو یہ کب منظور تہا کہ یہ امیر
اپنے ارادہ مین کامیاب ہو اور اندلس کو افریقہ کا ایک صوبہ بنالے پس جب کبھی
سیر نے ان سے مدد طلب کی سب نے شرکت جہاد سے انکار کردیا سیر مثل اپنے
سلطان کے ایک لائق اور صاحب جرأت شخص تہا اس نے بمصلحت وقت امرائے
عرب کو بدستور لہو لعب مین مصروف رکہا اور خود یکہ و تنہا عیسائی قومسین کا مقابلہ کرتا رہا
اکثر قومسین نے اس کی اطاعت و فرمانبرداری قبول کرلی۔ جب کچہ اطمینان اس کو
حاصل ہوا تو اب اس نے یوسف ابن تاشقین کو اپنی فتوحات سے مطلع کیا اور
یہہ بہی استدعا کی کہ "ہم تو جہاد مین بے انتہا پریشانیان اوٹہا رہے ہین اور یہان کے
مسلمان بادشاہ اپنے ملکون سے بے خبر عیش و آرام مین مصروف ہین ان مین سے
ایک نے اس وقت تک مجہکو کسی قسم کی مدد نہین دی ان کی نسبت بہی کوئی حکم صادر
ہونا چاہیئے۔" یوسف نے جواب دیا کہ "تم ان سب کو حکم دو کہ یہ تمہارے ساتہہ

اس جہاد مین شریک ہون اور اگر یہ لوگ تمہارے حکم کی تعمیل نہ کرین تو تم کو بعد دیگرے
ان کے ملکون پر قبضہ کرلو۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ سب سے پہلے اون ملکو نیز
ہاتھ ڈالو جو عیسائیون کی سرحدون پر واقع ہین اور جبتک کہ تمام اندلس پر مسلط نہ ہوجاؤ المعتمد
کی ساتھ جنگ نہ چھیڑو جس ملک پر تم قبضہ کرو اوس پر ایک فوجی افسر بغرض انتظام ہماری طرف سے مقرر کرتے رہنا
اس حکم کے پہونچتے ہی سیر ابن ابی بکر اولاً ابن ہود بادشاہ سرقسطہ کی
طرف متوجہ ہوا اور قلعہ روطہ کا جس مین یہ بادشاہ اوس وقت مقیم تہا محاصرہ کرلیا
یہہ قلعہ ایک نہایت بلند کوہ پر واقع اور راستہ ایسا دشوار گزار تہا کہ قبل اس کے
کہ دشمن کی فوج اس کی دیوارون تک پہونچے اہل قلعہ اوس کا بآسانی خاتمہ کرسکتے
تہے۔ علاوہ برین باوجود اس قدر بلندی کے بہت وسیع اور تمام ضروری سامان
اس مین موجود تہا اگر تمام راستے رسد کے مسدود کردئے جاتے اور اہل قلعہ کی فاقہ کشی کا
انتظار کیا جاتا تو بہی برسون مین کامیابی حاصل ہوتی۔ امیر سیر کو جب یہ تمام واقعات
معلوم ہوئے تو اس نے حکمت عملی سے کام نکالنا چاہا قلعہ کے محاصرے سے
دست برداری اختیار کی اور مشہور کیا کہ فی الحال جنگ کا ارادہ نہین ہے۔ قلعہ سے
کچھ فاصلے پر اس نے اپنی فوج کے چند سپاہیون کو عیسائی لباس پہنایا اور اون کو
بجانب قلعہ بہیجکر خود مع فوج قریب کی جہاڑی مین پوشیدہ ہوگیا ابن ہود دہوکا کہا کر

چند مصاحبین کے ساتھہ قلعہ کے باہر نکل آیا اور اون سپاہیون کو عیسائی سمجھکر
درخواست کی کہ وہ کسی قومس کو اوس کی مدد پر آمادہ کرین - ہنوز یہ مشورہ ختم نہ ہوا تہا
کہ دفعتاً سیر نے ان سبکو گہیر کر ابن ہود کو مع ہمراہیون کے گرفتار کرلیا بادشاہ کی
گرفتاری کے بعد اہل قلعہ نے بہی اس کی مزاحمت نہین کی - یہ مشکل مہم یون
بآسانی سر ہوگئی بعد ازان قبل اس کے کہ امرای عرب کو باہمی اتفاق و مشورہ کا
موقع ملے سیر نے فوراً ہی آخر ماہ شوال ۴۸۴ھ مطابق ۱۰۹۱ء مین عبدالرحمن
ابن طاہر بادشاہ مرسیہ کو بہی شکست دیکر شہر پر قبضہ کرلیا اور عبدالرحمن کو گرفتہ
وبستہ افریقہ بہیجدیا یہان سے امیر سیر نے ایک افسر ابوذکریا نامی کو المیریہ روانہ
کیا اور خود یلغار کرتا ہوا البطلیوس آیا اس شہر کو اس نے چند ہی روز مین فتح کرلیا
اور یہان کے بادشاہ المتوکل عمر ابن محمد کو مع اوس کے دونون بیٹون الفضل
اور العباس کے قتل کرڈالا - ادہر ذکریا نے شہر المیریہ پر قبضہ کرلیا - یہان کا بادشاہ
المعتصم جو ایک قلعہ مین پناہ گزین ہوا تہا اس خبر وحشت اثر کے سنتے ہی فوت
ہوگیا اور اوس کے بیٹے حسام الدولہ نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کرلی
سیر نے جب اندلس کے ان چہوٹے چہوٹے بادشاہون کو گرفتار
کرکے افریقہ بہیجدیا اور اون کے ملکون کو اپنے قبضے مین لے آیا تو اب اس نے

یوسف کو لکھا کہ اب سوائے المعتمد کے کوئی بادشاہ خودمختار باقی نہین رہا۔
یوسف نے جواب دیا کہ پہلے تم المعتمد کو ہمارا یہ حکم پہونچاؤ کہ وہ فوراً مع اپنے عیال
واطفال اور رشتہ دارون کے ہمارے پاس افریقہ چلا آئے۔ اگر وہ اس
حکم کی تعمیل نہ کرے یا صاف انکار کردے تو اوس کو جس طرح ممکن ہو گرفتار کرکے
یہان بھیجدو۔" امیر سیر نے اس فرمان کے پہونچتے ہی المعتمد کو حکم مذکور سے
مطلع کیا المعتمد نے کچھ جواب نہ دیا اور جنگ کی تیاریان کرنے لگا سیر نے فوراً
ابوعبداللہ ابن الحجاج کو مع فوج قرطبہ جہان المعتمد کا بیٹا الفتح حکمران تہا
روانہ کیا اور خود بقیہ فوج المرابطین کے ساتھہ اشبیلیہ روانہ ہوا اور قرمونہ کو
بتاریخ ۲۷ ربیع الاول ۴۸۴ھ فتح کرلیا۔ اسی اثناء مین ابن حجاج بیجہ اور قلعہ
البلات کو تسخیر کرتا ہوا قرطبہ آیا اور اس نے بتاریخ ۳ صفر روز چہارشنبہ قلعہ کو
فتح کیا اور المامون کو گرفتار کرکے قتل کرڈالا۔ امیر سیر کے دوسرے افسر
جہور الحشمی نے صوبہ ملاقہ کے قلعہ رونده کو فتح اور المعتمد کے دوسرے
بیٹے یزید الراضی کو گرفتار اور قتل کیا۔

المعتمد نے جب اپنے تئین دشمنون کے جال مین پہنسا ہوا دیکہا حالت
پریشانی مین اپنے دشمن سابق ادفونش سے مدد کی درخواست کی ادفونش نے

کچھہ فوج بغرض امداد روانہ کی امیر سیر نے عیسائیون کے آنے کی خبر پاکر ابو اسحٰق اللمطونی کو مع دس ہزار سوارون کے اون کے مقابلہ کے واسطے بھیجا اس افسر نے عیسائیون کو شکست دیکر منتشر کر دیا۔ جب المعتمد نے اپنی نجات کی کوئی صورت نہ دیکھی تو میدان جنگ مین مرنا پسند کیا اور یہ بتاریخ ۲۱ رجب ۴۸۴ھ اپنی قلیل فوج کے ساتھہ دشمنون پر حملہ آور ہوا عین وقت کارزار مین اسکو اپنے بیٹے فخر الدولہ کے قتل اور فوج کی سب طرف سے پسپا ہونے کی خبر پہونچی یہ خبر سن کر ایسا متاثر ہوا کہ پھر اس سے نہ ٹھہرا گیا ہجوم رنج والم سے پریشان اپنی قیامگاہ پر چلا آیا اور رات کے وقت اپنے بڑے بیٹے الرشید کو سیر ابن ابی بکر کے پاس بھیجا لیکن سیر نے ملاقات سے انکار کر دیا الرشید نے اپنے باپ سے آکر کہا کہ ان لوگون سے کوئی امید نہین رکھنی چاہیئے یا ملک سے دست بردار ہو جاؤ یا جان کی میدان جنگ مین ملک تصدق کر دو

جب توقع ہی اوٹھہ گئی غالب		کیون کسی کا گلہ کرے کوئی	

یہہ سن کر المعتمد کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اس مین لڑنے کی قوت کہان تھی اپنے بچون اور رشتہ دارون کو رخصت کیا اور خود اپنی قسمت کی تحریر کا منتظر رہا اس واقعہ کے تھوڑی دیر بعد امیر سیر محل مین داخل ہوا اور المعتمد کو مع اوسکے بیٹے ابو الحسن عبد اللہ الرشید اور اوس کی بی بی اعتماد کے افریقہ بھیجدیا۔

۱۰۹۵ھ مطابق ۱۶۸۴ء مین مالقہ کا ایک مشہور شخص خلف نامی کسی علت مین قید کر دیا گیا۔ تہا چند روز بعد یہ شخص مع اپنے ساتہیون کے جیلخانہ سے بہاگ نکلا۔ یہہ لوگ یہان سے سیدہے قلعہ منت میور* آئے اور یہان کے حاکم کو غافل پاکر قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اتفاق سے اوسی زمانہ مین المعتمد کا ایک دوسرا لڑکا عبدالجبار نامی یہان مقیم تہا خلف کے ورغلانے سے یہ بہی باغیون مین شریک اور اون کی افسری منظور کر لی۔ اس نے اپنی ماں کو فوراً اس قلعہ مین بلا لیا اور الجزایر اور ارقوش جاسوس بہیجکر یہان کے لوگون کو اپنا شریک حال کر لیا۔ جس وقت اس بغاوت کی اطلاع امیر یوسف ابن تاشفین کو پہونچی اس نے بیٹے کے گناہون کا بار بے گناہ باپ کے سر پر ڈالا اور حکم دیا کہ المعتمد فولادی زنجیرون سے باندہ دیا جائے المعتمد سے اخیر عمر مین یہ تکلیف برداشت نہ کی گئی اور اوسی حالت رنج و غم مین اس کے منہہ سے یہ اشعار دردناک بے ساختہ جاری ہوے

قَیَّدِ تَنِی اَمَا تَعْلَمُنِی مُسْلِمًا	اَبِیْتُ اَنْ تَشْفِقَ اَوْ تَرْحَمَا
یُبْصِرُنِی فِیْکَ اَبُوْ هَاشِمٍ	فَیَثْنِی الْقَلْبُ وَقَدْ هَشَّمَا

ترجمہ۔ اے میری زنجیر کیا تو مجہے نہین جانتی کہ مین مسلمان ہون مین اسی حال مین شب بسر کرون گا تاکہ شفقت اور رحم کرے ابو ہاشم تیرے ساتہہ مجہکو دیکہے گا تو سخت دل بہی نرم ہو جائے گا۔

* انگریزی مین مانٹ میر کہتے ہین۔

جب سیر ابن ابی بکر کو یہ واقعہ معلوم ہوا اوس نے اس قلعہ کا محاصرہ اور بعد چند لڑائیون کے جن مین عبد الجبار قتل ہوا قلعہ کو فتح کرلیا اور تمام اہل بغاوت کو قتل کرڈالا

المعتمد نے اوسی حالت قید مین ماہ ربیع الاول ۴۸۸ھ مین انتقال کیا اور اپنی بی بی **اعتماد** کے پہلو مین دفن ہوا **المعتمد** باوجود آرام طلب و عیش پرست ہونے کے نہایت لائق اور علم دوست بادشاہ تہا اس کی لیاقت اور نازک خیالی کا اندازہ اون اشعار سے ہوسکتا ہے جو ہم نے اس کے حالات کے سلسلہ مین جابجا درج کیے ہین ایک مصنف اور شاعر ابن اللبانہ نامی نے جو **المعتمد** کا وزیر بہی رہ چکا تہا خاص طور پر اس کے اور اس کے باپ دادا کے کلام کو اپنی بے نظیر کتاب "سقیط الدرر ولقیط الزہر فی شعر بنی عباد" مین جمع کیا ہے قابل دید ہے۔

امیر یوسف ابن تاشفین نے ماہ محرم ۵۰۰ھ مطابق ۱۱۰۶ء مین بمقام **مراکش** انتقال کیا۔ مرنیکے کچہہ دیر قبل اپنے بیٹے **ابو الحسن علی** کو طلب کرکے جہان اور نصیحتین کین یہہ بہی تاکید کی تہی کہ **اشبیلیہ** کو اپنا دارالسلطنت قرار دینا

علی بمقام **سوطا** ۴۷۷ھ مین پیدا ہوا تہا اور بوقت تخت نشینی اس کی عمر ۳۳ سال کی تہی۔ یہہ شخص اپنے نامور باپ کے نہایت محنت و بیدار مغزی سے اپنے ملک کا انتظام کرتا رہا اور جہاد کے سلسلہ کو اخیر وقت تک قائم رکہا اس نے ۵۰۳ھ

مطابق ۱۱۰۹ء مین دوبارہ اندلس جاکر طلیطلہ کا محاصرہ کیا اور گو یہہ اس شہر کو فتح نہ کرسکا لیکن اور مشہور قلعہ و شہر مثل وادی الحجارہ وغیرہ پر قابض و متصرف رہا یہہ وہ زمانہ تہا کہ جس مین اس کا بہادر فوجی افسر امیر سیر ابن ابی بکر بجانب غرب پرتگال اور لشبونہ کی تسخیر مین مصروف تہا۔

ادہر تو علی اور سیر دونون کافرون کے استیصال مین مشغول تہے اور ادہر بجانب شمال ادفونش اول ابن ردمیر بادشاہ برشلونا نے فساد برپا اور مسلمانونکو اپنی یورشون سے سخت حیران و پریشان کر رکہا تہا۔ اس نے ۵۰۳ھ مین المستعین ابن ہود کو طوطلہ کے قریب شکست دیکر تمام ملک ارغون کو فتح کرنے کا مصمم ارادہ کیا لیکن تمیم ابن یوسف نے جس کو علی نے والی اندلس مقرر کیا تہا اپنی ہوشیاری اور بہادری سے ادفونش کو اوس کے قصد کے پورا کرنے سے روکدیا بالآخر ادفونش نے ۵۱۲ھ مطابق ۱۱۱۸ء مین موقع پاکر ملک فرانس کے عیسائیون کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور ایک فوج کثیر کے ساتہہ شہر سرقسطہ[1] کو گہیر لیا۔ اہل شہر نے نہایت جرأت و ہمت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا اور محاصرے کو اس قدر

[1] اس جنگ مین عیسائی فوج کے ساتہہ آلات قلعہ شکن مین چند لکڑی کے برج نہایت بلند پہیون پر تہے ان مین سپاہی بیٹہکر بآسانی دیوارون کے قریب جاسکتے تہے۔ المقری۔

طوالت ہوئی کہ شہر مین لوگ فاقون سے مرنے لگے۔ شہر والون نے جب کوئی امید اپنی نجات کی نہ دیکھی تو اخر الامر شہر کے دروازے کھول دیے۔ اس واقعہ کے چند ہی روز بعد بارہ ہزار سوار علی ابن یوسف کے بھیجے ہوئے یہان پہونچے لیکن شہر پر عیسائیون کو قابض اور ان کی کثرت افواج کو دیکھکر واپس چلے گئے علاوہ اس مشہور شہر کے ادفونش ابن ردمیر نے قلعہ ایوب اور طرسونہ وغیرہ اسی صوبہ کے مقامات کو فتح کیا دروقہ[1] کے قریب ادفونش نے امیر ابراہیم ابن یوسف ابن تاشیقین کو شکست عظیم دی جس مین بیس ہزار عرب شہید ہوئے جس وقت یہ غمناک خبرین علی کو پہونچین تو یہ المرابطین کی جمعیت کے ساتھ ۵۱۳ھ مطابق ۱۱۱۹ء مین اشبیلیہ اور قرطبہ ہوتا ہوا سرقسطہ کی طرف آیا۔ صرف اس کی آمد آمد ہی کی خبر پاکر دشمنون کے دلون مین ایسا خوف و رعب عظیم پیدا ہوا کہ یہہ سب قلعون مین پوشیدہ ہوگئے علی ان مقامات کو کہ جو عیسائیون کے قبضہ مین آگئے تھے فتح کرتا ہوا اپنے بھائی تمیم سے آملا اور اوس کو اندلس کا حاکم مقرر کرکے خود ۵۱۵ھ مطابق ۱۱۲۱ء مین افریقہ واپس چلا گیا۔

اگرچہ کہ ادفونش بادشاہ طلیطلہ ۵۱۳ھ مین مرچکا تھا مگر ادفونش ابن ردمیر ہنوز موجود تھا علی کے افریقہ جاتے ہی اس نے پھر بغاوت شروع کردی اور اپنی فتوحات سابقہ کی نسبت مجمو

[1] یہ شہر بھی طلطلہ سرقسطہ مین واقع ہے۔

میان خلیج پار کر غرناطہ تک گھس آیا۔ اس یورش کی خاص وجہ یہہ تھی کہ غرناطہ کے
عیسائیون نے خفیہ طور پر ابن رومیہ کو یہ لکھا تھا کہ اگر تو ادہر آیا تو ہم سب تیری
مدد کے واسطے موجود ہین۔ ادفونش ابن ردمیر ماہ شعبان ۵۱۵ھ مین بجانب
غرناطہ روانہ ہوا اور اپنے ارادے کو پوشیدہ رکھنے کے خیال سے شہر بلنسیہ کا محاصرہ
کر لیا۔ یہان پہنچ کر علی ابو محمد ابن یدر سن حکمران تھا چونکہ اسی طرف یہہ مجنس
دہوکا دینے کی غرض سے آیا تھا۔ چند روز کے محاصرے کے بعد جزیرہ شکر اور شہر
دینیہ اور شاطبہ اور بیرہ اور المنصورہ ہوتا ہوا وادی یا جلہ کے قریب چند روز مقام
کیا بعدہ شہر القصر پر قبضہ کر کے غیاثہ اور وادی آلش[1] پر دو مہینے متواتر حملے
کیے لیکن بے نیل مقصود رہا آخر کار دجمیہ مین غرناطہ کے قریب آکر خیمہ زن ہوا۔
بتاریخ ۱۰ ذی الحجہ ۵۱۵ھ عین عید کے روز اہل غرناطہ کو عیسائیون کی اس شورش
کی خبر پہونچی۔ اگر ادفونش اوسی وقت حالت بے خبری مین شہر پر حملہ کرتا تو یہ مشہور
اور مستحکم شہر آسانی اس کے ہاتھہ آجاتا باوجودیکہ یہہ روز عید مبدل بہ شام غم ہو گیا اور
ہر طرف سے مایوسی و اضطرار نے گھیر لیا تھا تاہم حاکم شہر نے نہایت استقلال و ہمت
سے فوراً فوج کو فراہم کیا اور ہر طرح جنگ کیواسطے تیار ہو گیا ادفونش ابن ردمیر نے

[1] وادی آلش کو انگریزی مین گوادلکس کہتے ہین اور جزیرہ شکر کو ایسلہ کہتے ہین یہ سب مقامات غرناطہ کے قریب واقع ہین۔

بمقام دجمہ دس روز بیکار صرف کیئے اور پھر باغی عیسائیون کو اپنا دلیل راہ قرار دیکر
غرناطہ کی طرف روانہ ہوا یہ **مرسینہ** اور **بیش** ہوتا ہوا منزل بمنزل چلا آتا تھا کہ **لوسینہ**
کے قریب اس کو اطلاع پہونچی کہ **تمیم ابوطاہر** مع فوج اس کے مقابلہ کی غرض
سے آرہا ہے یہ سن کر **ادقونش** فوراً **بلی** کی طرف چلا مگر اس مقام کے قریب ہی
عربون نے اسے آلیا اور ایک جنگ عظیم برپا ہوئی۔ قریب تھا کہ عیسائی پسپا ہوکر
بھاگ اوٹھین ایسے نازک وقت مین سپہ سالار عرب نے فوج کے خیمون کو
نشیب سے بلندی پر قایم کرنے کا حکم دیا فوج اوس وقت نہایت دلیری کے ساتھ
دشمن کا مقابلہ کر رہی تھی ان خیمون کو اکھڑتا دیکھکر یہ سمجھی کہ سپہ سالار میدان سے ہٹنے
والا ہے۔ اس غلط فہمی نے عربون کی فتح کو مبدل بہ شکست کردیا عرب شکست
کھاکر میدان جنگ سے ہٹ آئے اور عیسائی اون کے خیمہ اور خرگاہ پر قابض
ہوگئے۔ اس کامیابی نے **ادقونش** اور اس کی فوج کے اس قدر دل بڑہائے
کہ یہ **شلوبانیہ**[1] اور **بلبیش**[2] دریا کے کنارے کنارے پہر **غرناطہ** کی طرف متوجہ ہوئے
اور شہر سے تین فرسنگ جنوب کی جانب بمقام **دُلر**[3] **ادقونش** نے فوج کو آرام

---

[1] انگریزی مین سلوبرینا کہتے ہین۔ [2] انگریزی مین ویزالقہ کہتے ہین۔ [3] ابن الخطیب نے اس ہی مقام
کا نام ذکر لکھا ہے مگر دیگر کتب کے دیکھنے سے دُلر صحیح معلوم ہوتا ہے اس ہی قسم کے اکثر مقامات ارینا کی نقشہ مین نہین پائے جاتے

دینے کی غرض سے دو روز قیام کیا اور پھر ہمدان آیا یہان دونون لشکرون کے
ہراولون مین مختصر سی جنگ ہوگئی مگر یہان اس نے لڑنا پسند نہین کیا اور الفج[1]
ہوتا ہوا عین الطسہ کے قریب فوج کو ٹھیرنے کا حکم دیا ادفونش ابن ردمیر
کی اس نقل وحرکت سے عربون کو بہت فائدہ پہونچا اور اونہون نے اس عرصہ
مین کافی فوج فراہم کرلی - عربون نے جب دیکھا کہ یہ کسی مقام پر جم کر لڑتا ہی نہین
اور برابر جنگ سے گریز کر رہا ہے تو اونہون نے عیسایئون کو چارون طرف سے
گھیر لینے کی کوشش کی مگر ابن ردمیر اس پھندے سے نکل بھاگا اور جبل
البراجلہ[2] اور اللغون کے راستہ سے وادی آش واپس آگیا عرب اس کی
فوج کو گھیرے ہی ہوئے تھے اثنائے راہ مین اونہون نے اس کی بہت کچھ
سپاہ اور بعض نامی عیسائی افسرون کو قتل کرڈالا - اس دور ودراز سفر کے علاوہ
شب وروز کی دوا دوش سے عیسائی فوج بالکل بیکار ہوگئی تھی ادفونش کو مجبوراً
اپنے قصد سے دست بردار ہونا پڑا اور بدقت تمام آدھی سے زیادہ فوج کو کرنا کام اپنے ملک مین داخل ہوا
ہم پہلے ہی تحریر کرآئے ہین کہ اس یورش کے اصل بانی غرناطہ کے عیسائی

[1] بعض عرب مورخین نے اس مقام کو المرج لکھا ہی - [2] المقری نے اس پہاڑ کا نام جبل البراجلات لکھا ہی انگریزی مین اس کو سیرانوواد
کی نام سے موسوم کرتے ہین ابن حیان اور دیگر عرب مورخین نے اس کا نام جبل البراجلہ تحریر کیا ہے اور بعض نے غلطی سے کوہ الپکسراس کا بھی بہتی لکھدیا ہے
[3] تحقیقات سے معلوم ہوا کہ عرب الپکسراس کو البشرات کہتے ہین -

ہوئے تھے اور گو عیسائی اپنے ارادے مین کامیاب نہین ہوئے مگر باغیون نے دشمن کو ہر قسم کی مدد دیکر مسلمانون کو نقصان عظیم پہونچایا تھا قرطبہ اور اشبیلیہ بلکہ تمام ملک اندلس کی عرب رعایا کی درخواست پر قاضی ابولولید ابن رشد[1] نے افریقہ جاکر سلطان علی کو ان واقعات سے مطلع کیا اور کہا کہ علاوہ بیرونی دشمنون کے ہمارے گھر مین اس قدر دشمن موجود ہین کہ ایک لحظہ کے لیئے ہمکو آرام سے بیٹھنے نہین دیتے۔ رعایائی اندلس کی درخواست ہے کہ غرناطہ کے قریب جتنے عیسائی بسے ہوئے ہین وہ سب خارج البلد کردیے جائین اور ان کو افریقہ مین کوئی مقام رہنے کے لیئے دیا جائے علی نے اس درخواست کو منظور کیا اور نہ ارہا عیسائی جبراً افریقہ مین لاکر بسائے گئے علی پہلے ایک بار ۵۱۵ھ مین اندلس آیا تھا لیکن اس کے بعد محمد المہدی کی بغاوت نے اس کو افریقہ مین ایسا مصروف رکھا کہ پھر یہان نہ آسکا ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۲۶ء مین ابوطاہر تمیم کے انتقال کے بعد اس نے اپنے بیٹے تاشفین کے سپرد اندلس کی حکومت کردی علی نے بمقام مراکش چھتیس برس سات مہینے کی حکومت کے بعد ماہ رجب ۵۳۷ھ مطابق ۱۱۴۳ء مین انتقال کیا[2]

---

[1] یہ ایک نامی فلاسفر گزرا ہے جس کو اہل یورپ آویرو ز کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ [2] المقری نے علی ابن تاشفین کی تقریباً ۳۰ سالہ حکومت کے واقعات کو دو سطرون مین ختم کردیا ہے مگر قرطاس مین اس عہد کے واقعات نہایت شرح وبسط کے ساتھ درج ہین۔ اس کتاب کا پادری مورلے نے عربی سے زبان پرتغال مین ترجمہ کیا تھا۔ پادری موصوف نے اس کتاب کے مصنف کا نام عبدالحلیم غرناطی بتایا ہے جو بالکل غلط ہے ابن خلدون و دیگر عربی مورخین سے یہ بخوبی ثابت ہے قرطاس کا مصنف ابن ابی زرع ہے جو فاس کا رہنے والا تھا قرطاس مین اکثر مقامات وغیرہ کے نام غلط پائے گئے اس ہی وجہ سے المقری کی مختصر واقعات پر اکتفا کیا گیا۔

علی[1] ابن یوسف ابن تاشفین کے بعد اوس کا بیٹا تاشفین ابو محمد تخت نشین ہوا۔ اس کے باپ ہی کے زمانہ مین خاندان الموحدین کا عروج شروع ہوگیا تہا اس فرقہ کے افسر ابو عبداللہ محمد علی نے اس قدر متواتر یورشون سے پریشان کیا کہ یہہ پھر اندلس نہ جاسکا اور اس کی باقی ماندہ عمر اسی فساد کے فرو کرنے مین صرف ہوئی ابو عبداللہ محمد کا انتقال ۵۲۴ھ مطابق ۱۱۳۰ء مین ہوچکا تہا اور خیال یہ تہا کہ اس کے ساتہہ بغاوت کا بہی خاتمہ ہوجائیگا لیکن اس کے جانشین عبدالمومن نے سلسلہ جنگ کا اوسی طرح جاری رکہا تاشفین نے اوائل مین ان باغیون کو کئی بار شکست دی مگر ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۴ء مین تلمسان کے قریب سخت معرکہ آرائی کے بعد تاشفین ہزیمت پاکر وہران چلا آیا اور یہان متحصن ہوگیا۔ جب کوئی صورت نجات کی نظر نہین آئی تو یہ اپنے چند خاص جان نثارون کے ساتہہ بتاریخ ۲۷ رمضان ۵۳۹ھ رات کے وقت گہوڑے پر سوار ہوکر دریا کی طرف اس غرض سے روانہ ہوا کہ اگر موقع ملا تو اندلس چلا جائے لیکن اس کی عمر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تہا مع گہوڑے کے ایک عمیق خندق مین گر پڑا صبح کو اس کی نعش وہان پڑی ہوئی ملی اس واقعہ کے بعد

[1] یوسف ابن تاشفین خاندان المرابطین سے تہا۔

تاشفین کا بیٹا ابو اسحٰق ابراہیم تخت پر بیٹھا اور عبد المومن ۵۴۰ھ مین تلمسان اور ۵۴۱ھ مین فاش کو فتح کرتا ہوا مراکش کی طرف آیا اور اس شہر کا محاصرہ کر لیا۔ ماہ شوال ۵۴۱ھ مطابق ۱۱۴۶ء مین عبد المومن کو فتح حاصل ہوئی اور ابراہیم گرفتار اور قتل ہوا۔

جس زمانہ مین مغرب الاقصیٰ مین المرابطین اور الموحدین مین لڑائی برپا تھی اندلس مین عیسائی مسلمانون کی تباہی اور بربادی مین ہمہ تن مصروف اور قرطبہ کی جو اب صرف نام ہی کا دارالسلطنت رہگیا تھا دیوارون تک آپہونچے تھے ادفونش ابن ردمیر نے ارغون کے ایک مشہور شہر فراجتہ کو گھیر لیا تھا ۵۲۰ھ مطابق ۱۱۳۴ء مین ابن غانیہ فوج مرابطین کو لیکر اس شہر کی مدد کے لیے دوڑا اور عیسائیون کو شکست اور ادون کے بادشاہ ادفونش کو قتل کر کے مسلمانون کو قید سے رہا کیا۔

ناظرین کو یہ معلوم ہو چکا ہے کہ یوسف ابن تاشفین کے زمانہ حکومت مین المرابطین کی حکومت اس ملک مین پورے طور پر قائم ہو چکی تھی اور سیر ابن ابی بکر نے تمام ریاستہای اندلس کو کمال محنت و جانفشانی اپنے بادشاہ کا مطیع و فرمان بردار بنا دیا تھا لیکن ابراہیم کے قتل کے بعد المرابطین کی حکومت

مین انحطاط پیدا ہونے لگا اور **الموحدین** کی قوت مین روز بروز ترقی ہوتی گئی
افریقہ کے ان واقعات سے **اندلس** کا متاثر ہونا لازمی تہا اس انحطاط کے ساتھ
طوائف الملوکی کے آثار اس ملک مین بہر ظاہر ہونے لگے۔ عیسائی جدا شر و فساد
پر آمادہ تہے۔ اب عرب رؤسا بہی **المرابطین** کے خلاف سازشین کرنے لگے
تاشفین نے یحییٰ ابن علی ابن غانیہ کو والی **اندلس** مقرر کیا اور اس امیر نے
بدقت تمام عربون کو عیسائیون کے متواتر حملون سے محفوظ رکہا تہا مگر اس بغاوت عام
کا اس سے بہی کچہہ انصرام نہ ہوسکا **تاشفین** اور ابراہیم کے قتل کی خبر پاکر جسطرح
کہ حکومت بنی امیہ کے چہوٹے بڑے حاکم اور جاگیردار اپنے اپنے صوبون اور
جاگیرون مین خودمختار بن بیٹہے تہے اسی طرح اب بہی ہر شخص خودمختاری کا دعویٰ
کرنے لگا قرطبہ[1] مین ابن احمدین اور غرناطہ مین میمون اللمطونی اور بلنسیہ مین
ابن مردنیش الجذامی وغیرہ نے بغاوت کا جہنڈا بلند کیا۔ چونکہ یہہ لوگ مختلف اقوام
مین سے تہے اور ہر شخص اس ملک مین اپنی سلطنت قائم کرنا چاہتا تہا لہذا **المرابطین**
کے علاوہ آپس مین بہی ایک دوسرے کو حسد کی نگاہ سے دیکہتے تہے جس کا نتیجہ
یہ ہوا کہ **المرابطین** کے بعد **الموحدین** اس ملک پر بآسانی مسلط ہوگئے۔

---

[1] اس دوسری طوائف الملوکی کو جملہ عرب مورخین "الفتنۃ الثانیۃ" کے نام سے موسوم کرتے ہین۔

ماہ ذی حجہ ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۵ء مین عبد المومن سردار الموحدین نے اپنے ایک افسر ابو عمران موسیٰ ابن سعید کو اس ملک کی تسخیر کی غرض سے بھیجا اس امیر نے جزیرۂ طریف اور قرب وجوار کے مقامات پر قبضہ کیا۔ دوسرے سال مالقہ اور اشبیلیہ فتح ہو گئے اس کے تین سال بعد قرطبہ[1] کے قلعہ پر الموحدین کا علم نصب کیا گیا ۵۴۶ھ مطابق ۱۱۵۱ء مین عبد المومن نے بذات خود مراکش سے اندلس کا قصد کیا یہہ قصر عبد الکریم مین اپنی فوج کا معائنہ کر رہا تہا کہ اس کو مشرقی افریقہ سے ایسی وحشت ناک خبرین پہونچین کہ اس نے اپنے ارادہ کو مجبوراً ملتوی کیا اور اپنے بیٹے ابو سعید کو المیریہ جہان عیسائی برسر فساد تہے بھیجا المیریہ ایک نہایت خوش وضع اور وسیع شہر تہا جو بحر متوسط کے کنارے پر واقع اور اوس زمانے مین یہ اندلس کا مشہور تجارتگاہ تہا افریقہ اور مصر اور شام سے تجار مال لاکر یہان بیچا کرتے تہے بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین یہان پر بحری بیڑہ جات کے لحاظ سے ایک قلعہ

[1] ابن خلدون مظہر ہے کہ اس زمانہ مین ابن غانیہ منجانب المرابطین قرطبہ پر حکمران تہا ابن غانیہ نے بعد وضہ شہر جیان قرطبہ اور قرمونہ کو عبد المومن کے امیر کے حوالہ کر دیا تہا اور بعد ازان الموحدین کا طرفدار بن کر میورقہ اللمطونی حاکم غرناطہ کو بھی الموحدین کی اطاعت پر آمادہ کرنا چاہا مگر اس امیر نے صاف انکار کر دیا اور بغاوت کو بدستور جاری رکھا ابن غانیہ نے ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۴۸ء مین انتقال کیا

تمام بحری الات حرب سے آراستہ کیا گیا تہا اور یہین سے جنگی جہاز تیار ہوکر عیسائیون کے مقابلے کے لیئے جایا کرتے تہے علاوہ برین یہان کی مٹی کے برتن اور گلاس اور ریشمی کپڑے ہر وضع اور رنگ کے اور دیگر کارخانہ جات دور دور مشہور تہے۔ چونکہ اس کے مضافات نہایت سرسبز و شاداب اور آب و ہوا بہ نسبت دوسرے مقامات کے معتدل اور خوشگوار تہی عرب یہان کی سکونت بہت پسند کرتے تہے ۵۴۲ھ مطابق ۱۱۴۷ء مین السلیطان یعنی ادفونش ثانی بادشاہ طلیطلہ المیریہ کی طرف متوجہ ہوا اور بامداد اہل جنوہ خشکی اور تری دونون طرف المیریہ کو گہیر لیا۔ روسائی عرب مین بلحاظ قوت و شرف ابن مردنیش بادشاہ بلنسیہ صرف اس قابل تہا کہ وہ اس بے نظیر مقام کو عیسائیون سے بچاتے لیکن ادفونش نے اس کو پہلے ہی ہموار کر لیا تہا اوس کے بپاس خاطر ابن مردنیش بیٹہا ہوا تماشا دیکہتا رہا تا اینکہ بتاریخ ۲۰ جمادی الاول ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۴۷ء بروز جمعہ عیسائی اس شہر پر قابض ہو گئے۔

مثل دیگر اقوام مشرق کے عربون مین بہی قوت واہمہ بدرجہ غایت موجود تہی قصہ اور کہانی وہ کیسی ہی خلاف عقل کیون نہ ہو فوراً باور کر لیتے تہے بالخصوص جب کبہی کوئی سخت آفت ناگہانی سر پر آتی تہی اور اوس کا دفعیہ ان سے ممکن نہ ہوتا تہا تو یہہ اپنی

قوت والہمہ کے ذریعہ ہی ایسی باتین پیدا کر لیتے تہے جس سے یہہ معلوم ہوتا تہا کہ گویا کارکنان قضا و قدر کو ان کا تنزل منظور ہے صبر و شکر کے ساتہہ ہر قسم کے صدمہ برداشت کر لیتے تہے۔ اس مین شک نہین کہ ایسی باتین بے حد اطمینان بخش ہوتی ہین لیکن آیندہ ترقی اور کامیابی کے تمام دروازون کو مسدود ہی کر دیتی ہین لوگ اسکو ایک امر شدنی تصور کر کے اس کے رفع کرنے کی بالکل کوشش نہین کرتے چنانچہ نہایت وثوق کے ساتہہ بیان کیا جاتا ہے کہ جنگ المیریہ کے دو سال قبل یہان تک کہ سنہ کا بہی تعین کر دیا گیا ہے یعنی ۵۴۰ھ مین ایک شخص ساکن المیریہ ابو مروان ابن وردنے یہ وحشت ناک خواب دیکہا کہ ایک طویل القامت معمر آدمی نے پیچہے سے آکر اس کے دونون شانون کو مضبوط پکڑا اور اس زور سے اس کو ہلایا جیسے بلی چوہے کو جنجہوڑتی ہے قریب تہا کہ مارے خوف کے اس کا دم نکل جائے اور پہر اس کو ان اشعار کے پڑہنے کا حکم دیا۔

اَلَا اَیُّهَا الْمَغْرُوْرُ وَیْحَكَ لَا تَنَمْ	فَلِلّٰهِ فِیْ ذَا الْخَلْقِ اَمْرٌ قَدْ اَنْبَهَمْ
فَلَا بُدَّ اَنْ یَزُوْرُوْا بِاَمْرٍ یَسُوْءُهُمْ	فَقَدْ اَحْدَثُوْا جُرْمًا عَلٰی حَالِمِ الْاُمَمْ

لہ افسوس ہے تیری حالت پر اے مغرور خبردار آرام نہ کر کیونکہ اس خلق کی نسبت اللہ تعالی کا ایک روز سرانجام ہے پس ضرور ہے کہ وہ لوگ اوس امر کے ساتہہ معرض عنایت مین آئین جو اوس کی طرف سے بیخبر ہین پس وہ لوگ حالم الامم کے جرم کا مرتکب ہوئے

یہہ خواب ہولناک فوراً اوس حصۂ ملک مین مشہور ہوگیا اور سب باین خیال کہ قسمت کے لکھے کو کون مٹا سکتا ہے نہایت اطمینان کے ساتھہ اس آنیوالی آفت کے منتظر رہے اور جب آفت سر پر آپڑی تو چونکہ یہ یقین ہوچکا تہا کہ اس کا رد ممکن نہین ہے جیسی کہ کوشش کرنی چاہیئے تہی وہ نہین کی اور مفت ملک کہو بیٹہے۔

عبدالرحمن[1] ابن محمد ابن عبداللہ ابن یوسف الملقب بہ ابن حبیش کا بیان ہے کہ جس وقت عیسائی المیریہ مین داخل ہوئے تو مین اون کے بادشاہ کے سامنے پیش کیا گیا مین نے اوس سے کہا کہ تیرا سلسلہ ہرقل بادشاہ قسطنطنیہ سے ملتا ہے اور اوس کے استفسار پر مین نے اوسی وقت ثابت کردیا اس میری تحقیق پر ادفونش نہایت مسرور ہوا اور حکم دیا کہ ابن حبیش مع جملہ متعلقین کے بلا اخذ خراج رہا کردیا جائے۔

ادفونش ثانی بادشاہ طلیطلہ نے ۵۴۵ھ مطابق ۱۱۵۰ء مین بہراہی چالیس ہزار سوار قرطبہ کا محاصرہ کیا۔ قریب تہا کہ بوجہ فاقہ کشی حاکم شہر اس دارالسلطنت اندلس کو عیسائیون کے حوالہ کردے مگر عین وقت پر

[1] ایک نامی مورخ تہا اس نے متعدد کتابین تصنیف کی تہین منجملہ اون کے ایک کتاب جو اس نے فتح اندلس کے باب مین لکہی تہی اسپین کے مشہور کتب خانہ مین اس وقت موجود ہے۔

عبدالمومن نے یحییٰ ابن میمون کو مع بارہ ہزار سوار نبرد آزمودہ شہر کی مدد کے لیے بھیجا ادفونش یحییٰ کے آنے کی خبر پاتے ہی شہر کے سامنے سے ہٹ آیا حاکم شہر نے اس مدد کے معاوضہ مین الموحدین کی حکومت کو اندلس مین تسلیم کر لیا یحییٰ نے کچھ فوج بغرض انتظام و حفاظت شہر مین چھوڑی اور خود مع باقی ماندہ فوج کے افریقہ چلا گیا۔ اس کے بعد ادفونش نے قرطبہ کو پھر آکر گھیر لیا مگر اس مرتبہ بھی ناکام رہا۔

عبدالمومن نے ۵۴۶ھ مین اپنے ایک فوجی افسر ابوحفص نامی کو بیس ہزار فوج کے ساتھ اندلس روانہ کیا اس امیر نے میمون بادشاہ غرناطہ اور ابن ہمشک کے ورغلانے پر ابن مردنیش سے جنگ کا قصد کیا۔ ابن مردنیش نے ان لوگون کو اپنی طرف آتے دیکھکر عیسائی بادشاہ برشلونا سے مدد کا خواستگار ہوا بادشاہ مذکور نے دس ہزار فوج امداد بھیجدی ابوحفص نے جب یہ سنا کہ عیسائی فوج مردنیش کی فوج مین شریک ہو چکی ہے اپنے قصد کو ملتوی کیا اور المیریہ کی طرف واپس ہوا اور چند روز کی محاصرہ کے بعد بوجہ قلت سامان و افواج ناکام شنتبالیہ آیا

ابوعبداللہ محمد ابن مردنیش ایک مشہور سپاہی سعد نامی کا بیٹا تھا بچپنے ہی سے اس کو فن سپہ گری کا بدرجہ غایت شوق تھا اس کا باپ سعد شہر فرجہ کا حاکم

تنہا اور اس ہی کی محنت و جرأت سے عربون کو محاربہ فراجہ مین فتح عظیم[1] نصیب ہوئی تھی ابن عیاض بادشاہ مرسیہ نے جو ابن مردنیش کو بہت دوست رکھتا تھا اپنا داماد بناکر بلنسیہ کا حاکم مقرر کردیا ابن عیاض کے انتقال کے بعد ابن مردنیش مرسیہ اور جیان اور بیجیہ وغیرہ پر قابض ہو گیا چونکہ یہہ خود اندلس کی فرمان روہی کا شایق تھا لہذا الموحدین کی ترقی کا مانع ہوا ۵۴۶ھ مین ابو حفص اور ابو سعید۔ المومن کے بیٹون نے المیریہ کا محاصرہ کیا ابن مردنیش اس وقت کو غنیمت اور ان لوگون کو عیسائیون کے ساتھہ جنگ مین مشغول پاکر پشت پر سے دفعتاً حملہ آور ہوا لیکن جب اس نے دیکھا کہ تمام دنیا اس کی اس حرکت پر لعن طعن کرتی ہے شرم وحیا اس کی دامنگیر ہوئی اور یہ فوراً میدان جنگ سے ہٹ آیا اودہر عیسائیون کو مردنیش کی اس حرکت بیجا سے دم لینے کا موقع ملا اور اس کو اپنا معاون سمجھے۔ مگر جب انہون نے اس کو میدان سے ہٹتے دیکھا تو یہ خوف ان کے دلون مین پیدا ہوا کہ کہین اور فوج الموحدین کی مدد کے لیئے نہ آتی ہو جس کے ڈر سے ابن مردنیش واپس ہو رہا ہے۔ اس خیالی خوف نے اس قدر عیسائیونکو پریشان کیا کہ بالآخر انہون نے المیریہ کو ابو حفص و ابو سعید کے حوالہ کردیا۔

[1] اس جنگ کا ذکر پہلے آچکا ہے جس مین ادفونش ابن ردمیر قتل ہوا تھا۔

۵۵۵ھ مطابق ۱۱۶۰ء مین جب عبد المومن ابن علی نے تمام مغرب الاقصیٰ کو فتح کرلیا اور شہر مہدیہ جس کو اہل جزیرہ صیقلیہ نے ۵۴۳ھ مطابق ۱۱۴۸ء مین فتح کیا تہا مع دیگر بندرگاہون کے اپنے قبضہ مین لانے کے بعد سیدہا فاس چلا آیا اور یہان چند روز ٹہر کر اوس نے سوطا مین فوج کو ترتیب دی اور جہازون کے ذریعہ سے جبل الطارق پر اپنی فوج کو اوتارا اس مشہور پہاڑ پر ایک قلعہ جس کا نقشہ اس نے خود تیار کیا تہا بنانے کا حکم دیا اور اس مقام کا نام جبل الفتح رکہا اور قلعہ کو بمدینۃ الکبریٰ موسوم کیا۔ تعمیر کا کام مشہور معمار اور ریاضی دان حاجی یعیش کے سپرد کیا اس نامی معمار نے علاوہ بہت سی نادر کلون کے ایک پہاڑ پر پانی چڑہانے کی ہوا کی کل بہی تیار کی تہی جس کے ذریعہ سے قلعہ کو پانی بآسانی پہونچ جاتا تہا عبد المومن نے اپنے بیٹے ابو سعید حاکم غرناطہ کو نگران کار مقرر کیا اور بعد ضروری انتظام ملک اندلس خود افریقہ واپس چلا آیا۔

واقعہ مذکور کے ایک سال بعد ۵۵۶ھ مین ابو سعید حاکم غرناطہ کو افریقہ مین اپنے باپ کے ساتہہ بغاوت فرو کرنے مین مصروف پاکر ابراہیم ابن ہمشک نے دام تزویر ایسا پہیلایا کہ بلا کشت وخون غرناطہ پر قبضہ کرلیا۔ جس وقت اس حادثہ کی خبر مراکش پہونچی ابو سعید فوراً مع اپنے بہائی ابو محمد ابو حفص کے مع فوج

شہر کے سامنے نمودار ہوا ابن ہمشک نے بلاخوف وخطر باہر نکل کر صف آرائی
کی نہایت سخت لڑائی کے بعد ابوحفص قتل ہوا اور ابوسعید ہزیمت خوردہ
اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھہ مالقہ بھاگ آیا اور یہان سے اپنے باپ المومن
کو ان واقعات کی اطلاع دی المومن ۵۵۳ھ مین اپنے دوسرے بیٹے ابو
یعقوب کو اپنے نامی فوجی افسر شیخ ابویوسف ابن سلیمان کے ہمراہ مدد
کے لیئے بھیجا ابوسعید نے بھی اس ہی اثنا مین بہت کچھہ فوج فراہم کرلی تھی
یہہ دونون فوجین غرناطہ کے قریب مقام دُلیر پر خیمہ زن ہوئین ابن ہمشک
نے اس طوفان عظیم کو اپنی طرف آتے دیکھکر اپنے داماد ابن مردنیش کو اپنی مدد
کے لیئے بلایا ابن مردنیش جہان تک جلد ممکن تھا فوج وسامان کے ساتھہ
غرناطہ روانہ ہوا اور شہر کے قریب ایک بلند مقام پر جو اب تک اس کے نام
سے مشہور ہے فوج کو اوتارا شہر کے قریب ایک دوسری جنگ واقع ہوئی
اس جنگ مین الموحدین کامیاب ہوئے اور ابن مردنیش شکست کھاکر
جیان کی طرف بھاگ گیا اس واقعہ کے چند روز بعد سسر اور داماد مین خانہ جنگی
اس وجہ شروع ہوئی کہ ابن مردنیش نے اپنی بی بی یعنی ابن ہمشک کی
بیٹی کو طلاق دیدی ابن ہمشک الموحدین کا طرفدار ہوکر ابن مردنیش

کی تباہی کا در پے ہوا۔

عبد المومن بجمعیت تین لاکھہ فوج ۵۵۸ھ مطابق ۱۱۶۳ء مین اندلس مین داخل ہوا۔ یہان پر ایک لاکھہ اسی ہزار آدمی برضاء و رغبت خود جہاد کی نیت سے اس کی فوج مین شریک ہوئے لیکن **عبد المومن** کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا تھا قبل اس کے کہ یہ اپنے ارادے کو پورا کرے ماہ جمادی الثانی ۵۵۸ھ بروز جمعہ انتقال کر گیا اس کے بعد **ابو یعقوب یوسف** تخت نشین ہوا اور بعد انتظام مملکت ۵۶۶ھ مطابق ۱۱۷۰ء مین دس ہزار فوج کے ساتھہ اندلس مین داخل ہوا اور **اشبیلیہ** کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا اس امیر کے یہان پہونچنے کے قبل ایک عیسائی **ابن سوارنک**[1] نے اندلس کے مغربی حصّے کی جانب شر و فساد برپا کر رکھا تھا اس حاکم قلمریہ نے **الموحدین** اور **المرابطین** کی خانہ جنگیون کو غنیمت جان کر ۵۵۴ھ مین بیجہ پر قبضہ کر لیا اور ماہ جمادی الثانی ۵۶۰ھ مطابق ۱۱۶۴ء مین **ترجالہ**[2] اور ماہ ذیقعدہ سنہ الیہ مین **یابورہ**[3] اور ۵۶۱ھ مطابق ۱۱۶۵ء مین **قاصرش**[4] اور ماہ جمادی الاول سنہ صدر مین **مانتا جیس**[5]

---

[1] یعنی الفانزو ابن کنیز جو بقول ابن ضاحب الصلوٰۃ قلمریہ کا جس کو اب کویمبر کہتے ہین حاکم تھا۔ [2] ترکسو انگریزی مین کہتے ہین۔ [3] انگریزی مین ابورا کہتے ہین۔ [4] کاز یریز کہتے ہین۔ [5] مانتا نجیز کہتے ہین۔

اور شنتیرہ[1] نہ اور جلما[2] نیہ کیے بعد دیگرے فتح کیا - مگر جب اس عیسائی نے یوسف کے اشبیلیہ آنیکی خبر سُنی تو وہ قلعبند ہوگیا اور ہر ابن مردنیش حاکم مرسیہ پر یوسف کا کچھہ ایسا رعب چھایا کہ اوس نے عرصہ قلیل مین حکومت دنیا سے دست بردار ہوکر ملک جاوادانی کی راہ لی اس کے انتقال کے بعد اس کے بیٹون اور رشتہ دارون نے اشبیلیہ آکر اپنے تمام ملک کو یوسف کے نذر کردیا یوسف بھی ابن مردنیش کے بیٹون کے ساتھہ بہت اخلاق سے پیش آیا اور اپنے بیٹیونکا نکاح ان سے کردیا ان امور کے تصفیہ کے بعد یوسف عیسائیون کی طرف متوجہ ہوا اور جن شہرون پر کہ یہ لوگ قابض ہوگئے تھے اون کو فتح اور عیسائیون کو متواتر شکستین دیتا ہوا طلیطلہ کا محاصرہ کرلیا مگر بعد چندے ناکام و نامراد افریقیہ واپس چلا گیا

۵۸۰ھ مطابق ۱۱۸۴ء مین یوسف ابو یعقوب نے اندلس کے مغربی حصہ پر فوج کشی کی اور شہر شنتیرین کا محاصرہ کیا لیکن ایک ہی مہینے کے بعد یہہ ایک ایسی سخت بیماری مین مبتلا ہوا کہ اسی شہر کے سامنے سنہ مذکور مین اس کا انتقال ہوگیا اس کی فوج لاش کو شہر اشبیلیہ لے آئی[3] -

---

[1] اس کو انگریزی مین سنٹ ابیرین کہتے ہین - [2] جرمینا کہتے ہین - [3] ابن زرع مصنف قرطاس کو المقری سی اختلاف ہے ابن زرع کا بیان ہی کہ یوسف ابو یعقوب شنتیرین سے واپسی کے وقت نہر تاجہ دریای ٹگس کے کنارہ پر فوت ہوا تھا - قرطاس کی یہہ الفاظ ہین "وکانت وفاتہ بنہر تاجہ فی قفولہ من غزوۃ شنتیرین علی ظہر ابتہ - شنتیرین کو انگریزی مین سنٹرم کہتے ہین -

ابو یعقوب کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا **ابو یوسف المنصور باللہ** اپنے تخت موروثی پر بیٹھا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت مین وہ نام حاصل کیا جو اس کے قبل اس کے خاندان مین کسی کو نصیب نہ ہوا تھا ۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۰ء مین اس نے اندلس کے مغربی حصے کو عیسائیون کے شر و فساد سے پاک کیا اور اشبیلیہ ہوتا ہوا مراکش چلا گیا۔ مگر اس کو واپس ہوئے ایک سال بھی نہ گزرا تھا کہ ۵۸۶ھ مین اطلاع ہوئی کہ عیسائیون نے اوسی حصہ ملک مین جس کو اس نے اپنی دانست مین ان کے حملون سے محفوظ کر دیا تھا شہر شلب[1] پر قبضہ کر لیا ہے **المنصور** نے فوراً اندلس آکر اس شہر کو عیسائیون کے ظلم و ستم سے نجات دی اور عیسائیون کی تنبیہ کی غرض سے فوج کو ان کے تعاقب مین روانہ کیا **ادفونش ثانی** بادشاہ **طلیطلہ** نے بخیال حفاظت خود صلح کی درخواست کی۔ اس شرط پر صلح ہوئی کہ پانچ سال تک فریقین مین سے کوئی ایک دوسرے کے ملک پر حملہ نہ کرے گا یہ بھی ایک دفع الوقتی تھی اس لیئے کہ پانچ سال کے بعد جب عیسائیون نے اپنے مین عربون کے مقابلے کی قوت پائی تو پھر لوٹ شوٹ کا سلسلہ قائم کر دیا **المنصور** کو جب انکی شورش کی خبر پہنچی تو یہ ماہ رجب ۵۹۱ھ مطابق ۱۱۹۵ء

[1] اس کو شلوبیہ کہتے ہین اور صوبہ الغرب مین واقع ہے۔

مین اندلس داخل اور عیسائیون کی طرف روانہ ہوا ادفونش مع ان عیسائی حاکمون کے جو اس کی مدد کے لئے آئے تھے بمقام الارک حد بطلیوس مین مقیم تھا۔ یہان دونون فوجین باہم مقابل ہوئین المنصور عیسائیون کی عادت سے بخوبی واقف اور جانتا تھا کہ سب سے پہلے یہہ لوگ میری قیامگاہ پر حملہ آور ہون گے اس لیئے شیخ یحییٰ ابن ابی حفص کو اپنے خیمہ مین قیام کا حکم دیا اور خود اس امیر کے خیمے مین چلا آیا۔ بتاریخ ۹ شعبان ۵۹۱ھ بروز پنجشنبہ عیسائیون نے جیسا کہ المنصور کا خیال تھا اوس طرف تمام فوج سے حملہ کیا جہان بادشاہ کا علم ہوا مین لہرا رہا تھا ادھر سے المنصور اپنی خاص فوج کے ساتھہ ان عیسائیون پر آگرا اور دیر تک جنگ شدید ہوتی رہی بالآخر مسلمانون کو فتح نمایان حاصل ہوئی اور عیسائی ایک لاکھہ چھیالیس ہزار میدان جنگ مین مردہ اور تیس ہزار کو بند قید مین چھوڑ کر جس طرف منہہ اوٹھا بھاگ نکلے اس فتح غیر مترقبہ مین ایک لاکھہ پچاس ہزار خیمے اور اسی ہزار گھوڑے اور ایک لاکھہ خچر اور چار لاکھہ باربرداری کے گدہے اور ساٹھہ ہزار مختلف وضع کے زرہ بکتر اور بہت کچھہ زر و جواہر مسلمانون کے ہاتھہ آیا اس مال غنیمت کو المنصور نے اپنی فوج مین تقسیم کر دیا۔

ادفونش ثانی اپنی باقی ماندہ فوج کے ساتھہ قلعہ رباح[1] مین پناہ گزین ہوا

[1] اس کو انگریزی مین کلاٹراوا کہتے ہین۔

لیکن **المنصور** نے اس کو دوبارہ فوج کے فراہم کرنے کا موقع نہ دیا اور تعاقب کنان قلعہ کو گھیر لیا اور چند روز کے محاصرے کے بعد قلعہ پر قابض ہو گیا۔ **ادفونش** یہان سے بھاگ کر نہایت ابتر حالت مین **طلیطلہ** آیا اور اس شدید شکست کے غم و غصہ مین سر اور ڈاڑھی کو منڈا کر صلیب کو اوٹھا لیا اور قسم کھائی کہ جب تک ان ہزارون مقتولون کا انتقام نہ لے لون گا عیش و آرام مجھ پر حرام ہے ادہر **المنصور** کو جب معلوم ہوا کہ یہ چالاک عیسائی دام سے نکل بھاگا تو یہہ بھی بلا توقف اس کے پیچھے روانہ ہوا اور **طلیطلہ** کے قریب **ادفونش** کو دوبارہ شکست دیکر شہر کو محصور کر لیا اور بذریعہ الرعدات[1] عیسائیون کو اس قدر پریشان کیا کہ قریب تہا کہ یہہ مشہور شہر بھی اس کے ہاتھہ آجائے مگر عین وقت پر اس کی مان مع اس کی بیوی اور بچون کے سر برہنہ روتی ہوئی **المنصور** کے سامنے آئی اور اس قدر آہ و زاری سے اپنے بیٹے کی معافی کی خواستگار ہوئی کہ امیر کے دل مین رحم کا دریا جوش زن ہوا اور جس نے میدان جنگ مین خون کے دریا بہا دئے تہے عورتون کی آہ و زاری کو نہ دیکھہ سکا اور ان کی نہایت

[1] قلعہ شکن آلات کو عرب الرعدات کہتے تہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ ان آلات سے مثل توپ کے آواز پیدا ہوتی تہی۔ ابن بطوطہ نے اپنے سفرنامہ مین اس ہی نام سے توپون کو موسوم کیا ہے۔

تشفی اور دل جوئی کی اور بہت کچھ زر و زیور دیکر ان کو رخصت کیا[۱] اور خود قرطبہ چلا آیا۔ یہان ادفونش کے سفیر بغرض صلح اس کے پاس آئے۔

یعقوب المنصور نے چودہ سال گیارہ مہینے کی حکومت کے بعد مراکش مین ربیع اول ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۹ء مین بروز جمعہ انتقال کیا۔ اس کو جہاد کا اس قدر شوق تہا کہ اس نے تادم مرگ عیسائیون کو آرام سے بیٹہنے نہین دیا اس کے ہمعصر مسلمان بادشاہ بہی بوقت جہاد اس سے مدد کے خواستگار رہوتے تہے۔ چنانچہ ۵۸۷ھ مین جب عیسائیون نے فلسطین پر حملہ کیا تہا سلطان صلاح الدین ابن ایوب امداد کا خواہان ہوا مگر المنصور نے محض اس وجہ سے کہ اس کے نام کے آگے لفظ امیر المومنین نہین لکہا تہا مدد دینے سے انکار کردیا تاہم اس نے سلطان کے سفیر ابن منقذ[۲] کی جو کہ اعلی درجہ کا شاعر تہا بہت خاطر و

---

[۱] یہی واقعات ہین جن سے مسلمانونکی رحم دلی اور منظیر فیاضی ثابت ہوتی ہے چنانچہ اس واقعہ کے تقریباً چھ سو برس بعد ۱۷۱۱ء مین ترکون نے اپنے ایک دشمن جانی اور ایماندار کی اوس کی بی بی کی الحاح و زاری پر جان بخشی کی تہی دیہوا۔ بعہد حکومت سلطان بایزید ثالث اس کے وزیر اعظم محمد پاشا نے پیٹر اعظم شاہنشاہ روس کو جس کا خاندان فی زمانہا حکمران ہے مع فوج دریای پروتہ کے کنارہ پر گہیر لیا تہا اور قریب تہا کہ پیٹر مع لشکر گرفتار ہو جائے ایسے نازک وقت پر خصم پیٹر کی زوجہ کیتہرین کی آہ و فریاد پر ترکون نے باوجود قوت و غلبہ کے روس کو رہا کردیا اس واقعہ مین المنصور کو واقعہ مین صرف فرق اتنا ہی کہ ترکون نے بامید زر جس کی بمقابلہ جان اور فتح عظیم کے حقیقت نہین اپنے ایسے دشمن کو معاف و رہا کیا اور المنصور نے لینا یک طرف خود عورتون کو زور سے مالامال کردیا تہا۔ دیکھو تاریخ ترک مصنفہ سر ادورڈ کریزی موسومہ بہ "آٹومن ترکس" باب ۱۱ صفحہ ۳۲۳۔

[۲] یہ اندلس سے ۵۸۸ھ ۱۱۹۲ء مین مکہ معظمہ گیا تہا اور وہین سے واپس

مدارات کی اور المنصور نے اس کو چالیس اشعار کے قصیدے کے صلہ مین چالیس ہزار درہم سرخ دیکر یہ کہا تہا کہ یہ مین تجھکو اس لیئے نہین دیتا کہ تو صلاح الدین کا سفیر ہے بلکہ یہہ تیری لیاقت وکمال کا ایک ادنی صلہ ہے۔

المنصور کے بعد اس کا بیٹا ابو عبد اللہ محمد الناصر لدین اللہ تخت حکومت پر متمکن اور ۶۰۹ھ مطابق ۱۲۱۲ء مین چہہ لاکہہ فوج کے ساتہہ بغرض جہاد اندلس مین وارد ہوا لیکن اس کو اپنی لیاقت اور کثیر التعداد فوج پر اس قدر غرور تہا کہ اس نے معمولی سے معمولی احتیاط کو بہی ترک اور تجربہ کاران اہل اندلس کی رائے اور مشورے پر بالکل التفات نہ کیا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ العقاب مین عربون کو ایسی شکست فاش ملی کہ چہہ لاکہہ مسلمانون مین سے صرف چند ہزار زندہ[1] اور سلامت بچے۔ اس شکست عظیم کا نتیجہ یہہ ہوا کہ افریقہ کے قصبے کے قصبے اوجڑ گئے اور پہر ایک زمانہ دراز تک فوج فراہم نہ ہوسکی اندلس کی حفاظت مین بڑی دقتین واقع ہونے لگین اور عیسائیون کو پورا موقع اپنے ارادون کے حاصل کرنے کا ملا الغرض شکست مذکور کے بعد اندلس پہر نہ سنبہلا اور بتدریج عیسائیون کے قبضہ تصرف مین آگیا اور افریقہ مین دولت الموحدین

[1] بعض مورخین لکہتے ہین کہ ان چہہ لاکہہ آدمیون مین صرف ایک ہزار زندہ بچے تہے۔ دیکھو المقری مصنفہ گیانگوز جلد دوم رکن (۵) باب ۳ صفحہ ۳۲۳

کے اختتام کے آثار نظر آنے لگے۔

الناصر نے بمقام **مراکش** ماہ شعبان ۶۱۶ھ مطابق ۱۲۱۹ء مین انتقال کیا اور اس کا بیٹا **ابو یعقوب المستنصر** تخت نشین ہوا۔ یہہ ایسا کم ہمت اور عیش پرست تہا کہ اس نے اپنی بگڑتی ہوئی سلطنت کے سنبہالنے کی بالکل کوشش نہ کی اور جلوس کے چوتہے سال **مراکش** مین بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۶۲۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء مین لاولد مرگیا اس کے بعد اس کے باپ کا چچا **عبد الواحد ابن یوسف ابن عبد المومن** تخت نشین ہوا مگر اس سے بہی ریاست سنبہل نہ سکی اس کے ایک عزیز **العادل ابن المنصور** حاکم **مرسیہ** نے سلطنت کا دعویٰ کیا اور جو حصہ **اندلس** کا کہ اس کے سپرد تہا اوس کو دبا بیٹہا اس بغاوت نے **افریقہ** کی رعایا کو **عبد الواحد** کی طرز حکومت سے ایسا بدل کیا کہ بتاریخ ۱۲ شعبان ۶۲۱ھ مطابق ۱۲۲۴ء اہل **مراکش** نے اس کو مار ڈالا۔ یہہ سنتے ہی **العادل** کے دل مین حکومت **اندلس** کی ہوس پیدا ہوئی مگر پہلی ہی جنگ مین عیسائیون نے اس کو ایسی شکست دی کہ یہہ اپنے بہائی **ابو العلیٰ ادریس** کو **اشبیلیہ** مین چہوڑ کے **افریقہ** بہاگ آیا یہان بہی نحوست وادبار نے اس کا پیچہا نہ چہوڑا یحییٰ **ابن الناصر** کے ساتہیون نے

اس کو گرفتار کر کے یحییٰ کو تخت پر بٹھا دیا۔ ان واقعات کی اطلاع جب ادریس[1] کو پہونچی تو وہ بامداد اہل اندلس اشبیلیہ پر قابض ہو گیا۔ اس اثنا مین ایک عرب امیر محمد ابن یوسف ابن ہود الخذامی نے بغاوت کے جھنڈے کو بلند کیا ادریس۔ ابن ہود کی تاب مقاومت نہ لاسکا اور افریقیہ چلا آیا۔ یہان ۶۳۳ھ مطابق ۱۲۳۵ء مین بعد قتل یحییٰ۔ افریقیہ پر مسلط ہو گیا ادریس نے ۶۴۰ھ مطابق ۱۲۴۲ء مین انتقال کیا اور اس کا بھائی السعید ادریس ثانی حکمران ہوا جو ۶۴۲ھ مین تلمسان کے قریب جنگ مین مارا گیا اس کے بعد عمر ابن ابراہیم ابن عبد المومن المرتضیٰ باللہ تخت نشین ہوا اور بعد حکومت چند سالہ کے ۶۶۵ھ مطابق ۱۲۶۶ء مین الواثق کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس واقعہ کے تین سال بعد ۶۶۸ھ مطابق ۱۲۶۹ء مین بعد قتل الواثق بنی مرین کی حکومت افریقیہ مین قائم ہوئی۔

الغرض جس وقت محمد ابن یوسف ابن ہود الخذامی ذا ادریس المامون کو اندلس سے خارج کر دیا اور افریقیہ مین بنی مرین بتدریج ملک پر قابض ہونے لگے تو اب اہل اندلس کو اپنی حفاظت کی فکر پیدا ہوئی اور قصد کیا کہ

---

[1] اس نے المامون کا لقب اختیار کیا تھا۔

ہم غیرون کی ماتحتی سے نجات حاصل اور اپنے ہم وطنون مین سے ایسے کو
منتخب کرین جو سچا خیر خواہ ملک اور قوم کا ہو اور اس ملک کو بیرونی حملون اور اندرونی
خانہ جنگیون سے محفوظ رکھہ سکے ورنہ اگر یہی لیل و نہار رہا تو چند روز مین عیسائی حاکم
اور ہم محکوم ہو جائین گے - اوس وقت سوائے **البجدامی** کے اور کوئی شخص
بلحاظ قوت و ثروت نظر نہین آتا تہا **محمد ابن یوسف المستعین ابن ہود** شاہان
سرقسطہ کے چوتہے بادشاہ کی نسل سے اور **بنی ہود** کا رکن اعظم تہا اس کے
مختصر حالات یہہ ہین کہ جب **الموحدین** کی حکومت مین آثار تنزل اور انحطاط کے
آشکارا ہونے لگے تو منجملہ دیگر خود غرض اشخاص کے اس نے بہی موقع پاکر بغاوت
اور فقیرون کے اقوال سے یہہ استنباط کیا کہ بشر کی کیا مجال کہ بخلاف مشیت
ایزدی **الموحدین** کی سلطنت کو جو اپنی عمر طبعی کو پہونچ چکی ہے قائم رکھہ سکے
ایسی حالت مین اہل اندلس کو صبر و شکر کے ساتہہ جس کسی کو خدائی تعالی اپنے
رسول پاک کا خلیفہ مقرر کرے اوس کی اطاعت و فرمان برداری بلا عذر منظور
کر لینی چاہیئے - بعض کاہنون نے یہان تک حکم لگایا کہ جس شخص کو منجانب اللہ
یہہ رتبہ حاصل ہونے والا ہے اوس کا نام **محمد ابن یوسف** ہوگا **ابن ہود** اسی
قسم کی خبرون کی شہرت دینے مین مصروف تہا کہ ایک روز ایک اجنبی آدمی اس کے

پاس آیا اور کہا کہ بفضلہ تو اس ملک کا بادشاہ ہونے والا ہے فوراً جاکر **القشتی** سے ملاقات کر اور اس کی رائی پر کاربند ہو۔" **القشتی** قزاقون کا سردار تھا اور ممکن ہے کہ یہی بانی اس تحریک کا ہوا ہو اس لیئے کہ جب **ابن ہود** اس قزاق سے ملا تو اس نے فوراً مع اپنے ساتھیون کے اس کو اپنا سردار بنا لیا **الجذامی** چونکہ ایک خاندانی امیر تھا اس نے قلیل عرصہ مین معقول تعداد فوج فراہم کر لی اور بمقام **الصخیرہ**[1] اپنے کو ریاست مرسیہ کا حقدار ثابت کرنے کی کوشش کی **ابو العباس** حاکم مرسیہ کو جب اس بغاوت کی خبر پہونچی یہہ بذات خود **ابن ہود** پر حملہ آور ہوا مگر آخر کار ناکام اور ہزیمت خوردہ مرسیہ بھاگ آیا **ابن ہود** نے اول ہی رعایا کو ہموار کر لیا تھا اہل شہر نے **ابو العباس** کو فوج کے درست کرنے کا موقع ہی نہ دیا اور ایک ہی یورش مین اس کو مع تمام ہواخواہان خاندان **الموحدین** شہر بدر کر دیا **ابن ہود** نہایت تزک و احتشام سے ۶۲۵ھ مین داخل شہر ہوا۔ بعض شہرون نے بلا عذر اس کی حکومت قبول کر لی اور بعض مثل **غرناطہ** اور **مالقہ** اور **المیریہ** بزور شمشیر اس کے دائرہ حکومت مین شریک کیئے

---

[1] ابن الخطیب نے ابن ہود کی سوانح عمری مین اس مقام کا نام الصخیرات بتایا ہے۔ اس شہر کا اب پتہ نہین ملتا مگر تاریخ سے اتنا ثابت ہے کہ یہ شہر شہر مرسیہ کے قریب واقع تھا۔

گیے بنو میمون وغیرہ نے اول ہی عوام الناس کے دلون مین وہم اور خوف کو پیدا کردیا تہا اس غیر معمولی کامیابی سے امیر و غریب سب ایسے مرعوب ہوئے کہ ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۹ء یعنی ایک ہی سال مین قرطبہ اور جیان و دیگر مشہور شہر بلا کشت و خون اس کے قبضہ مین آگیے باین ہمہ بعض عرب امرا بدستور مخالفت پر آمادہ اور عوام الناس کو بغاوت کی ترغیب دیتے رہے گو ان معدودی چند امرا کا تصفیہ دشوار امر نہا مگر بخیال عام بددلی یہ فوج کشی سے باز رہا اور عامہ خلائق کی خوشنودی حاصل کرنے کی غرض سے ایک عریضہ خلیفہ وقت کی خدمت مین بغداد باین استدعا ارسال کیا کہ یہہ ملک مین نے بتائید الٰہی امیر المومنین کے نام سے فتح کیا ہے مین چاہتا ہون کہ امیر المومنین مجھکو اپنی جانب سے اندلس کا والی مقرر کرین۔ ۶۳۱ھ مطابق ۱۲۳۳ء مین خلیفہ نے بذریعہ فرمان اس کے حسب استدعا اندلس کا انتظام اس کے سپرد کیا ابن ہود اس وقت غرناطہ مین مقیم تہا فرمان کے آتے ہی اس نے حکم دیا کہ فرمان جامع مسجد مین پڑہا جائے۔ یہہ خود بہی مسجد مین بنی عباسیہ کا لباس پہنے اور اس خاندان کا سیاہ علم اپنے سید ہے ہاتہہ مین لیئے موجود تہا ابن ہود نے فرمان سنانے کے بعد تمام مسلمانون کو مبارکباد دی کہ خلیفہ نے ہماری درخواست کو

منظور فرماکر ہماری سرپرستی قبول کی ہی۔ اتفاقاً وہ زمانہ قحط کا تہا اور اس قدر تکلیف تہی کہ عامہ خلائق نے نماز استسقا ادا کی تہی۔ اس اعلان کے بعد ہی ایک دفعہ ابر سیاہ نمودار ہوا اور اس قدر پانی برسا کہ تمام زمین سیراب اور رعایا کی پریشانی دفع ہوگئی مگر باوجود اس ہوشیاری اور دور اندیشی کے آتش خانہ جنگی فرو نہ ہوئی اور مثل ابن الاحمر اور ابو جمیل زیان ابن مردنیش امراء جلیل القدر نے بنیاد بغاوت کو قائم رکہا عیسائیون نے عربون کو ایک دوسرے کے استیصال مین مشغول پاکر جن مقامات کو کمزور پایا اپنا قبضہ کرلیا۔ اس مختصر کامیابی نے ان کو اس قدر دلیر بنایا کہ ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۲۹ء مین عیسائی شہر مریدۃ پر جو خلافت اندلس کے زمانہ مین بعد قرطبہ کے سمجہا جاتا تہا قابض ہوگئے اہل مریدۃ نے عیسائیون کو آمادہ بہ فساد دیکہ کر ابن ہود کو اطلاع کی ابن ہود فوراً مع فوج مریدۃ آیا اور ادفونش نہم بادشاہ لیون پر شہر کے قریب بلا تامل یورش کر بیٹہا۔ اس جنگ مین عیسائی فتحیاب ہوئے اور ابن ہود بعد شکست میدان جنگ سے بہاگ آیا جن ایام مین کہ اہل اندلس الموحدین کی مخالفت مین مصروف تہے ایک رکن اس خاندان کا محمد ابن علی ابن موسیٰ جزیرہ میورقہ[1] مین ۶۰۶ھ مطابق ۱۲۰۹ء

[1] یہہ بلیاریک کا ایک جزیرہ ہے۔ عرب اس کو ملارقہ بہی کہتے ہین۔

سے حکمران تہا اس نے جزیرہ **ایویزہ** سے چند کشتیون پر جو بنیہ منگوایا تہا۔ عیسائی حاکم **طرطوسہ** نے مطلع ہوکر اپنے جنگی جہازون کے ذریعہ سے ان کشتیون کو گرفتار کرلیا۔ اس امیر کو عیسائیون کی یہ حرکت سخت ناگوار گزری اور جب اوسنے ماہ ذی الحجہ ۶۲۳ھ مطابق ۱۲۲۶ء مین سنا کہ ایک جہاز برشیلونہ اور ایک **طرطوسہ** سے انہی عیسائیون کا جزیرہ **ایویزہ** کے سامنے نمودار ہوا ہے اس نے فوراً اپنے جنگی جہاز بہیجکر ان دونون پر قبضہ کرلیا اور اس کو اپنے زعم ناقص مین بڑی کامیابی تصور کی اور اپنی تئین خلیفہ وقت کا ہمسر سمجھنے لگا اگر اس غرور کے ساتہہ یہہ اپنی رعایا کو اپنی طرز حکومت سے خوش رکہتا اور اوس کی بہلائی کرتا رہتا تب بہی مضائقہ نہ تہا۔ برعکس اس کے نہایت ظلم و زیادتی سے عامۂ خلائق کے ساتہہ پیش آنے لگا اور بلا قصور اپنے مامون **ابو حفص ابن شیری** کے دو بچون کو قتل کرڈالا **ابن شیری** یہان کا ایک معزز اور باوقعت امیر تہا سب باتفاق اس کی مجنونانہ حرکات سے ناخوش ہوکر اس کی معزولی کے درپے ہوئے اس واقعہ کے چند روز بعد ۶۲۶ھ مطابق ۱۲۲۸ء مین عیسائی بادشاہ برشیلونہ نے ایکسو پچاس جنگی جہاز مع ساٹہہ ہزار فوج کے میورقہ روانہ کیئے اور باوجودیکہ **ابن موسیٰ** کو اس فوج مخالف کے آنے کی پوری اطلاع تہی تاہم اس نے جابرانہ

برتاو مین کمی نہین کی اور آغاز جنگ کے قبل پچاس سربرآوردہ امراء کو گرفتار کیا
اور ان بے گناہون کے قتل کا حکم دیا ہنوز اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی تھی کہ کئی سوار
نے یکے بعد دیگرے آکر اس کو خبر کی کہ غنیم ایکسو پچاس جنگی جہاز لیئے جزیرہ کے
قریب پہونچ گیا ہے۔ یہہ خبر وحشت اثر سنتے ہی اس نے ان قیدیون کو چھوڑ دیا
اور حکم دیا کہ عیسائیون کو جزیرہ پر قدم رکھنے مذین مگر بتاریخ ۸ شوال ۶۲۶ھ مین
ابن موسیٰ کی فوج ہزیمت پاکر لب دریا سے ہٹ آئی اور عیسائی داخل جزیرہ
ہوئے ابوحفص ابن شیری مع امرائی جزیرہ کے وسط کی جانب چلا آیا۔
عیسائیون نے شہر کا محاصرہ کرلیا اور باب الکہل کی طرف سے متواتر یورشین
شروع کردین عربون نے ابن موسیٰ کے بچانے کی نیت سے نہین بلکہ عیسائیون کے
ظلم سے اپنے عیال و اطفال کو محفوظ رکھنے کی غرض سے نہایت ہمت اور جرأت
سے اس فوج کثیر کا مقابلہ کیا اور ایک زمانہ دراز تک جواب ترکی بترکی دیتے رہے
بتاریخ ۱۱ صفر ۶۲۷ھ مطابق ۱۲۳۰ء بروز جمعہ عیسائیون نے شہر کے چارون طرف سے
سخت حملہ کیا جس کی یہ مٹھی بھر عرب تاب نہ لاسکے اور عیسائی شہر پر قابض[1] ہوگئے
ابن موسیٰ کو بھی فوراً اس دارالجزا مین بداعمالی کی پاداش مل گئی یعنی عیسائیون نے

[1] بیان کیا جاتا ہے کہ چوبیس ہزار عرب اس جنگ مین کام آئے۔ المقری۔

اس کو گرفتار کیا اور سخت عذاب مین مبتلا رکھا۔ یہہ پینتالیس روز کی شدید تکلیف جسمانی اور روحانی کے بعد مردم آزاری کا بار اپنی گردن پر لیئے راہی ملک عدم ہوا اس جنگ کے بعد عیسائی ابوحفص ابن شیری کی طرف متوجہ ہوئے ابوحفص نے سولہ ہزار فوج کے ساتھہ جزیرہ کے وسط مین پہاڑون کی قدرتی مستحکم دیوار کے اندر پناہ لی تھی اس نے نہایت جرأت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا لیکن بتاریخ ۱۰ ربیع الثانی ۶۲۸ھ مین یہ مارا گیا اور فوج نے مایوس ہوکر ہتیار رکھدیئے ابوحفص کے بعد اب کوئی مدمقابل عیسائیون کا باقی نہین رہا تھا لہذا قلیل عرصہ مین انہون نے تمام جزیرہ کو بآسانی فتح کرلیا۔ بعدہ عیسائیون نے جزیرہ منورقہ کی فتح کا ارادہ کیا۔ اس جزیرہ مین منجانب ابن موسیٰ ایک نہایت رحیم و ہردل عزیز امیر شیخ ابوعثمان سعید ابن حکم القریشی حکمران تھا اور باوجودیکہ ایک شجیع اور نبرد پیشہ سپاہی تھا لیکن عیسائیون کو بمقابلہ اپنے کہین زیادہ باقوت دیکھکر اپنی عزیز رعایا کی بربادی قبول نہ کی اور بغرض دفع الوقتی اس شرط پر خراج دینے پر راضی ہوگیا کہ یہہ لوگ اس کے جزیرہ مین قدم نہ رکھین۔

اب اندلس کا حال سنو کہ جب اس کے مضافات مین حکومت کا ردّ و بدل ہو رہا تھا تو یہ بدقسمت ملک بھی اپنے خودغرض بادشاہون کی بدولت معدن

انقلابات عظیم کا بن گیا تہا جدہر دیکہو سوائے جنگ وجدال اور کشت وخون کے
کچہہ نظر نہ آتا تہا جسوقت ابو احمد قاضی القضاۃ بلنسیہ نے یوسف ابن تاشفین
کو اندلس کی حکومت کی ترغیب دی تہی القادر ابن ذی النون[1] نے شہر
بلنسیہ کو محصور کرلیا تہا ابو احمد نے ایک روز حالت بیخبری مین ابن ذی النون
پر حملہ کیا اس حملہ مین القادر کو شکست ہی نہین ملی بلکہ یہہ گرفتار اور قتل ہوا قاضی
صاحب یا تو ابن تاشفین کی جانب سے لڑرہے تہے یا اب اس کامیابی
کے بعد ان کو حکومت وخود مختاری کا ایسا چسکہ لگا کہ انہون نے اپنے وعدون
اور حلف نامون کو بالائی طاق رکہا اور خود یہان کی بادشاہت کے خواہان ہوئے
رفتہ رفتہ المرابطین جو محض یوسف کی وجہ سے ان کا ساتہہ دے رہے
تہے ان کے اصل ارادے سے واقف ہوکر کنارہ کش ہوگئے اور قاضی کو
یکہ وتنہا اس کے دشمنون کے سامنے چہوڑدیا ابو احمد اپنی یہہ حالت دیکہکر بہت
ڈرا اور نہایت عجز وانکسار سے یوسف کو اپنی مدد پر آمادہ کرنا چاہا یوسف نے
فوج بہیجنے کا وعدہ کیا لیکن قاضی انتظار ہی مین رہا اور فوج نہ آئی
ان واقعات کی اطلاع جب قاضی کے دشمن جانی یوسف ابن احمد

[1] یہہ وہی بادشاہ ہے جس کو ادفونش نے شکست دیکر طلیطلہ پر قبضہ کرلیا تہا۔

ابن ہود بادشاہ سرقسطہ کو پہنچی تو اس نے ایک عیسائی بادشاہ **لذریق** نامی کو جو نہایت ظالم مشہور تھا **بلنسیہ** کی حکومت کا سبز باغ دکھا کر جنگ پر آمادہ کیا۔ لکھنے کی دیر تھی کہ اس عیسائی نے فوراً اس شہر کا محاصرہ کرلیا اور اس کو بآسانی فتح اور قاضی کو گرفتار کرلیا پھر اوس سے **القادر ابن ذی النون** کی اندوختہ دولت کا پتہ پوچھا قاضی نے بہت کچھ قسمیں کہائیں لیکن اس عیسائی نے کہا کہ بغیر مال بتائے تمہارا زندہ بچنا دشوار ہے بالآخر اس نے تمام مال و متاع **ابو احمد** سے وصول کیا اور پھر اوس کو زندہ جلا کر شہر **بلنسیہ** کو بھی قریب قریب نیست و نابود کردیا

۴۸۸ھ مطابق ۱۰۹۵ء مین **قنبیطور**[1] نے بیس مہینے کے محاصرے کے بعد **بلنسیہ** کو فتح کیا اور جو حصہ غارتگری سے محفوظ رہا تھا اوس کو تاخت و تاراج کرڈالا۔ واقعہ مذکور کے کئی سال بعد ۴۹۵ھ مطابق ۱۱۰۱ء مین **یوسف ابن تاشفین** نے اس شہر پر پھر قبضہ کیا اور اس زمانے سے چھٹی صدی اسلامی تک **المرابطین** اس پر قابض رہے۔ صدی مذکور مین **مروان ابن عبد العزیز**

[1] اس کو انگریزی مین کیمپیڈار کہتے ہین ابن الابار مورخ لکھتا ہے کہ اس عیسائی نے اسی زمانہ مین الف الملوکی مین شاطبہ وغیرہ مقامات پر قبضہ کرلیا اور اپنے کو بلنسیہ کا حقدار سمجھتا تھا پس جب لذریق کی یورش کی اس نے خبر سنی اس کو یہہ حرکت لذریق کی بہت ناگوار ہوئی امریہہ فوراً سرقسطہ کے محاصرے سے دست بردار ہوکر بلنسیہ آیا۔

نے بلنسیہ کو فتح کیا اور ۵۳۹ھ مطابق ۱۱۴۴ء تک حکمران رہا اسی سنہ مین ابن زیاد حاکم ممالک شرقیہ اندلس اس شہر پر قابض ہوا اور مروان ہزیمت پاکر المیریہ بھاگ آیا اس کے بعد ابو عبد اللہ ابن مردنیش جو بعد ابن زیاد مرسیہ کے تخت پر بیٹھا تھا اس شہر کو اپنے دائرہ حکومت مین لایا اور عبد المومن کے عروج تک یہہ شہر اسی کے قبضہ مین رہا۔ جب الموحدین کی حکومت ملک اندلس مین قایم ہوئی تو اسی خاندان کے افسر یکے بعد دیگرے صوبہ بلنسیہ کا انتظام کرتے رہے غرض اس حکومت کے ردو بدل سے یہہ صوبہ بہت کچھہ تباہ ہوچکا تھا اور دن بدن اس کی حالت ابتر ہوتی جاتی تھی یہان تک کہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے اس شہر کو فوج کثیر کے ساتھہ محصور کرلیا زیان ابن مردنیش حاکم شہر نے بادشاہ شرقی افریقہ ابو زکریا ابن ابو حفص سے مدد کی درخواست کی اس نے جہان تک جلد ممکن ہوسکتا تھا فوج مدد کے لیئے روانہ کی مگر جب یہہ امداد بلنسیہ کے قریب پہونچی تو معلوم ہوا کہ بتاریخ ۱۷ صفر ۶۳۶ھ مطابق ۱۲۳۸ء عیسائیون نے اسی شہر کو فتح کرلیا بادشاہ برشلونہ نے صرف اس کامیابی پر اکتفا نہین کی بلکہ گرد و نواح کے سرسبز و شاداب مقامات کو برباد اور مسلمانون کو تہ تیغ کرنا شروع کیا۔ ہنوز مسلمانون نے اس ظلم سے نجات حاصل نہین کی تھی کہ فرڈلنڈ ثالث بادشاہ قسطلہ نے قرطبہ پر حملہ کیا

اور کئی مہینون کے محاصرے کے بعد بتاریخ ۲۳ شوال ۶۳۶ھ مطابق ۱۲۳۹ء
مین اس شہر کو فتح کیا اور دارالسلطنت اندلس جہان نامور بادشاہان اسلام نے
کئی سو برس کس عظمت و شان سے حکومت کا ڈنکہ بجایا اور کرورہا روپیہ خرچ کرکے
اس گہوارہ اسلام کو معدن علم و کمال کا بنایا تہا کہ جہان دنیا کے ہر گوشے سے
طالب علم آکر اپنی عمر بسر کرتے اور دولت علم و فضل سے بہرہ مند ہوتے تہے
صدیون کی کوشش کے بعد پہر ایکبار دشمنان اسلام کے قبضے مین آیا [1]

اعتباری نیست عرفی طائر اقبال را	این کبوتر ہر زمان مشتاق بام دیگر است

اس عظیم الشان کامیابی کے بعد عیسائیون کی ترقی کو روکنا معمولی شخص کا کام نہتا
اور اس زمانہ طوفان خیز مین جہان تک نظر جاتی تہی کوئی شخص اس قابل نظر نہ آتا تہا
کہ جو کشتی سلطنت کو اس تلاطم سے ساحل سلامتی پر پہونچا دے۔ نوبت باینجا رسید
کہ ۶۴۵ھ مین فردلند نے اپنی بری و بحری دونون قوتون سے شہر اشبیلیہ
پر یورش کی اور ایک سال پانچ مہینے کی محنت و جانفشانی کے بعد بتاریخ ۵ شعبان
۶۴۶ھ اس شہر کو فتح کرلیا۔

جیساکہ پہلے نگارش ہوچکا ہے کہ الموحدین کی قوت کو کمزور پاکر اہل اندلس
اس خاندان سے باغی ہونے لگے تو ابن ہود نے مرسیہ مین شر و فساد برپا

[1] المقری

کیا اور ایک امیر ابو عبد اللہ ابن عبد اللہ ابن یحیی ابن الرمیمی نے بھی
اوس ہی زمانہ مین المیریہ مین بغاوت آغاز کی اور بعد قبضہ مرسیہ آکر ابن ہود کو
اس فتح کی خوشخبری سنائی ابن ہود نے اس خیر خواہی اور جانفشانی کے صلہ
مین صرف المیریہ کی حکومت اس کے سپرد نہین کی بلکہ تمام ریاست کا کاروبار
ابن الرمیمی کے تفویض کیا ابن الرمیمی کی یہ مدد جو ظاہر و بلا وجہ ابن ہود
کو اس نے دی تھی خود غرضی پر مبنی اور جس سے اس کو محض اپنی آیندہ ترقی اور
استحکام منظور تھا چنانچہ اس واقعہ کے چند روز بعد اس نے ابن ہود کو رائے
دی کہ اس وقت خرچ کی پروا نہ کی جائے اور المیریہ کا قلعہ جس کو عیسائیون نے
سنہ ۵۴۲ھ مین منہدم کر دیا تھا دوبارہ تیار کیا جائے تاکہ ہمیشہ کے لیے تیری ریاست
بیرونی حملون سے بالکل محفوظ رہے ابن ہود اس امیر کے دھوکے مین ایسا آیا
کہ اس رائے کو دوسرا ثبوت خیر خواہی تصور کر کے قلعہ مذکور کو پہلے سے بھی زیادہ
مضبوط اور مستحکم اور سامان تحصن اور آلات حرب سے آراستہ کر دیا۔ کچھ زمانہ کے
بعد ابن ہود ایک عیسائی عورت پر عاشق ہوا۔ چونکہ اس نے اپنی بی بی سے وعدہ
واثق کیا تھا کہ مین کسی دوسری عورت سے تیری حیات مین تعلق پیدا نہ کرون گا اپنی
بی بی کو ابن الرمیمی کی حفاظت مین کسی بہانہ سے المیریہ بھیجدیا ابن الرمیمی سے

جس کی نیت پہلے ہی سے بدلی ہوئی تھی ایک خوبصورت عورت کو اپنے پہلو
مین دیکھکر رہا نہ گیا اور امانت مین خیانت کر بیٹھا جب اس حرکت کی اطلاع **ابن ہود**
کو پہونچی تو وہ اس امیر کی تنبیہ کی غرض سے **المیریہ** روانہ ہوا یہہ ہنوز راستہ ہی مین
تھا کہ ایک رات کو **ابن الرمیمی** کے جاسوسون نے موقع پاکر **ابن ہود** کو
اس طرح ہلاک کیا کہ صدمہ وغیرہ کے علامات جسم پر معلوم نہ ہوتے تھے۔ اوسی روز
بتاریخ ۲۴ جمادی الثانی ۶۳۵ھ مطابق ۱۲۳۷ء **ابن الرمیمی** خود مقام واقعہ
پر آیا اور بادشاہ کے یکایک انتقال کر جانے پر بظاہر بہت کچھہ تعجب اور رنج کیا اور
خود **المیریہ** کا بادشاہ بن بیٹھا بعد ازان **ابن الاحمر** نے جیسا کہ یہان بیان ہو چکا ہے
اس شہر پر قبضہ کیا۔ خاندان **ہود** کا آخر بادشاہ **واثق ابن المتوکل** تھا اس نے
عیسائیون سے نجات حاصل کرنے کی غرض سے **ابن الاحمر** کی ماتحتی قبول کر لی
تھی لیکن جب یہ امیر عیسائیون کے ہاتھون تباہ ہوا تو **واثق** پھر **مرسیہ** پر قابض
ہو گیا اور ۶۵۸ھ مطابق ۱۲۶۰ء تک اس شہر اور اس کے مضافات کا حاکم رہا

باب پنجم

بنی نصر کا عروج - محمد ابن الاحمر - اس کی فتوحات - عیسائیون کی شکست - محمد ثانی - شانجہ کی شکست اور اوس کا قتل ہونا - محمد ثانی کا انتقال - محمد ثالث - نصر کی بغاوت - فرڈلنڈ بادشاہ قسطلہ - ابوسعید - ابوالولید اسمٰعیل ابن ابوسعید - جنگ البیرہ - محمد چہارم - جبل الطارق پر عربون کا قبضہ اور عیسائیون کی شکست - یوسف - جنگ طریفہ - یوسف کا قتل - محمد پنجم - اسمٰعیل کی بغاوت - محمد ششم - محمد پنجم کا دوسرا ثانی -

قبل اس کے کہ ہم بنی نصر کے عروج کا کچھ ذکر کرین اس خاندان کے کچھ ابتدائی حالات بیان کر دینا مناسب ہوگا - یہہ خاندان شہر قرطبہ کے قریب قلعہ اجونہ مین آباد ہوا تہا اور اس کے ارکان فوجی افسر رہ چکے تہے اب الموحدین کے اخیر زمانہ مین اس خاندان کا مورث اعلیٰ نصر ابن یوسف نے جو الشیخ ابن الاحمر کے لقب سے نامزد تہا مثل دیگر امرائی عرب الموحدین کہ کم قوت پاکر اپنی حکومت قائم کرنے کی کوشش کی - ایک طرف جیسا کہ بیان ہو چکا ہے

محمد ابن یوسف ابن ہود نے بعد فتح مرسیہ منجانب خلفای عباسیہ اندلس
پر حکومت کرنی چاہی۔ دوسری جانب الشیخ بغاوت پر آمادہ ہوا اور ۶۲۹ھ
مطابق ۱۲۳۱ء مین اپنی تئین سلطنت اندلس کا حقدار ثابت کرنا چاہا۔ اس واقعہ
کے دوسرے ہی سال اس نے اپنے رشتہ دارون کی مدد سے جیان اور
سرلیش کو فتح کیا۔ جب ۶۳۱ھ مطابق ۱۲۳۳ء مین اس نے سنا کہ ابن ہود
کی درخواست کو خلیفہ بغداد نے منظور اور اس کو اندلس کا والی مقرر کر دیا ہے
تو اس نے اسی خیال سے کہ اب تمام رعایا ابن ہود کو ہر طرح مجھ پر ترجیح دیگی فوراً
بظاہر ابن ہود کا مطیع و فرمانبردار بن گیا۔ اتفاقاً اسی اثنا مین بحالت عدم
موجودگی ابن ہود۔ ابومروان نے دفعتاً اشبیلیہ پر قبضہ کر لیا ابن الاحمر
نے ابومروان کے ساتھ اتحاد و دوستی کی بنیاد ڈالی اور اس امیر کو اپنے قبضہ مین
لانے کی غرض سے اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا ابومروان کو پہلے ہی سے
یہہ خوف تہا کہ کہین ابن ہود اس پر فوج کشی نہ کر بیٹھے اپنے خسر کے دہوکے
مین آکر اوس کو اپنا مربی و سرپرست سمجھنے لگا ابن الاحمر کو جب پورا اطمینان ہو گیا
کہ ابومروان اس کے خلاف نہ کریگا تو یہ ۶۳۲ھ مطابق ۱۲۳۴ء مین نہایت
تزک و احتشام سے شہر اشبیلیہ مین داخل ہوا یہان اس کو اپنی بیٹی پر بہی رحم

نہ آیا اور آنے کے چند ہی روز بعد موقع پاکر اس نے **ابو مروان** کو قتل کر ڈالا اور ملک پر قابض ہو گیا مگر شدید ظلم و فریب کی اس کو فوراً سزا مل گئی **ابو مروان** کے قتل کے ایک ہی مہینے کے بعد **اشبیلیہ** کی رعایا اس کی طرز حکومت سے ایسی متنفر ہوئی کہ اس کو شہر سے خارج کر دیا اور **ابن ہود** کی پیرو اطاعت و فرمانبرداری قبول کر لی **ابن الاحمر** نے اس ناکامی کی مطلق پروا نہ کی اور اوسی وقت **غرناطہ** کی طرف اپنا دام تزویر پھیلایا اور وہان کے ایک سربرآوردہ شخص **ابن ابی خالد** نامی کو اپنی تائید پر آمادہ کیا **ابن ہود** کی عدم موجودگی مین اس امیر نے بغاوت شروع کر دی اور **ابن الاحمر** کو اس واقعہ سے اطلاع کی **ابن الاحمر**[1] لشکر کثیر کے ساتھ شہر **غرناطہ** مین داخل ہوا **غرناطہ** پر قبضہ کرنے کے بعد ہی اس نے **مالقہ** کو فتح کیا۔ سنہ ۶۴۳ھ مطابق سنہ ۱۲۴۵ء مین **ابن الرمیمی** حاکم **المیریہ** نے بغیر لڑے اس کی اطاعت قبول کر لی اور سنہ ۶۶۳ھ مطابق سنہ ۱۲۶۴ء مین **لارقہ** کی رعایا نے بہ نسبت دوسرے رئیسون کے **ابن الاحمر** کو مقتدر دیکھکر اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا **ابن الاحمر** نے اپنے شروع زمانہ عروج مین فرڈلند بادشاہ **قسطلہ** کو اپنا معاون بنا لیا تہا۔ اس عیسائی نے وقتاً فوقتاً فوج سے بہی

[1] یہی شخص ہے کہ جس نے غرناطہ مین اوس مشہور و بے نظیر قصر الحمرا کی بنیاد ڈالی تہی جو اس وقت تک موجود ہے

اس کی مدد کی تھی بعدہ ابن ہود نے فرڈلنڈ کو ابن الاحمر سے علیحدہ کرنا چاہا اور حسب خواہش اس چالاک عیسائی کے بمعاوضہ امداد تیس قلعہ بجانب غرب فرڈلنڈ کے حوالہ کردئے فرڈلنڈ پہلے ایک مسلمان کو دوسرے سے لڑاتا تھا اور جب فریق مقابل تباہ ہوجاتا تھا تو پھر اوسی کے ساتھ جس کا یہ پہلے معاون بنا تھا جنگ شروع کردیتا تھا۔ اسی طرح جیسا کہ ہم اوپر ذکر کرآئے ہین اسنے قرطبہ اور اشبیلیہ اور مرسیہ پر قبضہ کرلیا اور عربون کو رفتہ رفتہ آبنائی طارق لے آیا تا اینکہ انکی حکومت کا رقبہ طول مین تقریباً چھ سو میل اور عرض مین صرف سو میل باقی رہگیا

ابن الاحمر نے ۶۴۳ھ مین فرڈلنڈ سے پھر صلح کرلی اور حسب شرایط صلح نامہ جیان اس عیسائی کو دیدیا۔ چونکہ اس صلح کے چند ہی روز قبل اس نے حصن[1] بلول کے قریب عیسائیونکو کامل شکست دی تھی جیان کے دیدینے سے اس کو کمال رنج ہوا مگر بقول شخصے۔ مصرع

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اب کیا ہوسکتا تھا تاہم ۶۶۲ھ مین اس نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور افریقہ سے فوج بغرض جہاد طلب کی۔ لیکن اب کہان عربون مین اتنی قوت تھی

[1] ابن الخطیب نے حصن بلول لکھا۔ المقری اس ہی مقام کا نام حصن بلیش لکھتا ہے۔

کہ یہ عیسائیون پر حملہ کرتے ان کی بڑی خوش قسمتی اس ہی مین تہی کہ یہ اس بچے ہوئے حصہ کو ان کے چنگل سے محفوظ رکہین۔ بادشاہ افریقہ یعقوب ابن[1] عبدالحق نے اس کی مدد کے لیئے ۶۶۰ھ مطابق ۱۲۶۱ء مین تین ہزار فوج اندلس بہیجی تہی اور اس کے بعد بہی حسب ضرورت یہ بادشاہ اس امیر کی برابر فوج وسامان سے مدد کرتا رہا جسکی بدولت اگر عرب اپنے گئے ہوئے ملک کو واپس نہ لے سکے تو عیسائیون کو بہی اپنی ریاست کے کسی حصہ پر قبضہ نہین دیا ابن الاحمر کی یہ لیاقت اور دور اندیشی تہی کہ اوس نے مرتے دم تک بنی مرین سے جو بعد الموحدین کے افریقہ پر قابض ہو گئے تہے سلسلہ اتحاد و دوستی قایم رکہا

ابن الاحمر بتاریخ ۵ جمادی الثانی ۶۷۱ھ مطابق ۱۲۷۲ء عیسائیون کی یورش کو دور کرنے کے بعد غرناطہ واپس ہو رہا تہا کہ محل کے قریب ٹہوکر کہا کر گرا۔ ہمراہیون نے اس کو گہوڑے پر سوار کیا اور اس کے غلام صابر نے اس کو محل مین پہونچایا گو ظاہر یہ واقعہ کچہہ بہی نہ تہا لیکن اس کو اندرونی شاید کوئی ایسا آفت صدمہ پہونچا تہا کہ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی سنہ الیہ روز جمعہ عصر کے وقت ابن الاحمر نے انتقال کیا اور مقبرہ سبکہ مین دفن ہوا۔

---

[1] خاندان بنی مرین سے تہا۔

ابن الاحمر کے بعد عبد اللہ محمد ثانی نے زمام سلطنت اپنے ہاتھ مین لی۔ اس وقت چونکہ اس کی عمر تقریباً اڑتیس سال کی تہی اور اپنے باپ کی حیات مین امور ریاست کا پورا تجربہ حاصل کرچکا تہا۔ تخت پر بیٹھتے ہی یہ امور ریاست کی ترقی کی طرف متوجہ ہوا ابن الاحمر نے مرنیکے قبل اس کو یہہ ہدایت کی تہی کہ بنی مرین سے سلسلہ دوستی کو منقطع نہ کرے اور عیسائیون کے مقابلے مین اس خاندان سے ہمیشہ مدد لیتا رہے۔ چنانچہ ۶۷۲ھ مطابق ۱۲۷۳ء مین جب اس نے سنا کہ عیسائی برسر فساد ہین تو اس نے یعقوب ابن عبد الحق سے مدد کی خواہش کی اس رحم دل بادشاہ نے پہلے اپنے بیٹے کو مع فوج اندلس بہیجا اور اس کے عقب مین خود بہی روانہ ہوا اور جزیرۃ الخضرا کو ایک باغی امیر سے جبراً چہین کر اس کو اپنی فوج کا مستقر قرار دیا۔ محمد نے بہی فوجی اغراض کے لیے طریفہ اور جو قلعہ کہ اس کے متعلق تہے یعقوب کے سپرد کردئے بعد ازان دونون بادشاہ اپنی اپنی فوج کو ترتیب دیکر عیسائیون کی طرف متوجہ ہوئے۔ بتاریخ ۵ ربیع الاول ۶۷۴ھ مطابق ۱۲۷۵ء مین انہون نے عیسائی جرنل دان نونہ کو کامل شکست دی۔ اور اس ہی جنگ مین جرنل مذکور مع دیگر افسرون کے قتل ہوا۔ اس جنگ کے کچہہ روز کے بعد شانجہ المطران نے غرناطہ کے مضافات پر حملہ کیا مرطاش

کے قریب عربون نے اس کو بھی شکست دی اور قتل کر ڈالا اس کے بعد ماہ محرم ۶۹۵ھ مطابق ۱۲۹۵ء مین قسطلہ کے عیسائیون نے سرحد کے قریب جنگ کی تیاریان شروع کین لیکن محمد نے ان کی یورش کے قبل ہی قجاتہ[1] کا محاصرہ کیا اور اس کے قریب قریب کے قلعون کو جو عیسائی فوج کے مستقر سمجھے جاتے تھے فتح کر لیا۔ اور کچھ فوج یہان کے انتظام کے لیئے چھوڑ کر غرناطہ واپس چلا آیا۔ ۶۹۹ھ مین اس نے اور چند سرحدی قلعون پر اپنا قبضہ کیا۔ تیس سال کی حکومت کے بعد محمد ثانی نے غرناطہ مین بتاریخ ۸ شعبان ۷۰۱ھ مطابق ۱۳۰۲ء انتقال کیا

محمد ثانی کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا محمد ثالث تخت نشین ہوا۔ چونکہ اس نے اپنے باپ کی خاص نگرانی مین تعلیم و تربیت پائی تھی۔ تخت پر بیٹھتے ہی اس کی طرز حکومت سے لیاقت اور دور اندیشی کے آثار ظاہر ہونے لگے تھوڑے ہی عرصے مین اس نے شہر المنذر کو جو عیسائیون کے دائرہ حکومت مین جا چکا تھا فتح اور تمام فوج دشمن کو جو اس شہر مین مقیم تھی گرفتار کر لیا[2]۔

۷۰۳ھ مطابق ۱۳۰۳ء مین اس کو خبر پہونچی کہ اس کا رشتہ دار ابو الحجاج

---

[1] اس کو انگریزی مین کوئے سیڈا کہتے ہین۔

[2] منجملہ قیدیون کے ایک مشہور حسین عورت بھی گرفتار ہوئی جس کے ساتھ سلطان نے فوراً نکاح کر لیا تھا۔ المقری

ابن نصر حاکم وادی آش اپنی رعایا کے ساتھہ ظلم و زیاتی کرتا ہے بادشاہ نے اس امیر کو خدمت سے علیحدہ کر دیا ابوالحجاج نے بغاوت کرنی چاہی مگر فوراً گرفتار ہوا اور قتل ہوا

۷۰۵ھ مطابق ۱۳۰۶ء ماہ شوال مین محمد نے افریقہ کے قلعہ سوطا کو فتح کیا اور وہان کے حاکم ابوطالب عبداللہ ابن القاسم کو مع دیگر امرائے شہر کے گرفتار کیا۔ اس قلعہ کا مدتون کا اندوختہ مال و متاع مع قیدیون کے اپنے ساتھہ اندلس لے آیا۔

عربون کی بدقسمتی کو دیکھو کہ ایسے عادل رعایا پرور اور جفاکش سلطان کے زمانہ مین بھی نچلے نہ بیٹھے اور بلاوجہ محض خودغرضی کے باعث اس کے بھائی نصر کو اس سے باغی کر دیا بعد ہنگامہ عظیم وزیر ابوعبداللہ ابن الحکیم کا مکان جو علاوہ مال و متاع کے نہایت بیش بہا اور نادر کتب خانہ سے مزین تھا تباہ و تاراج کرتے ہوئے عین عید الفطر کے روز ۷۰۸ھ مطابق ۱۳۰۹ء مین قصر شاہی مین داخل ہوئے اور بعد گرفتار کرنے سلطان محمد ثالث کی نصر کو تخت پر بٹھا دیا۔

نصر نے محمد ابن[1] علی ابن عبداللہ ابن الحاج کو اپنا وزیر مقرر کیا اس کو

[1] ابن الحاج اشبیلیہ مین ۶۷۰ھ مین پیدا ہوا تھا اور کم سنی سے اس کو مختلف کلین وغیرہ بنانے کا نہایت شوق تھا اس نے بزمانہ ابویوسف یعقوب المنصور ایک بہت بڑا کارخانہ افریقہ مین قایم کیا تھا جس مین ہر قسم کے آلات حرب نادر زمانہ تیار ہوتے تھے توپ کا بھی یہی موجد ہوا تھا۔ ان ہی اوصاف کی بدولت محمد ثانی کا غرناطہ مین ملازم ہوا اور یہی وزیر سلطان نصر کی خرابی و تباہی کا باعث ہوا تھا۔ المقری و ابن الخطیب۔

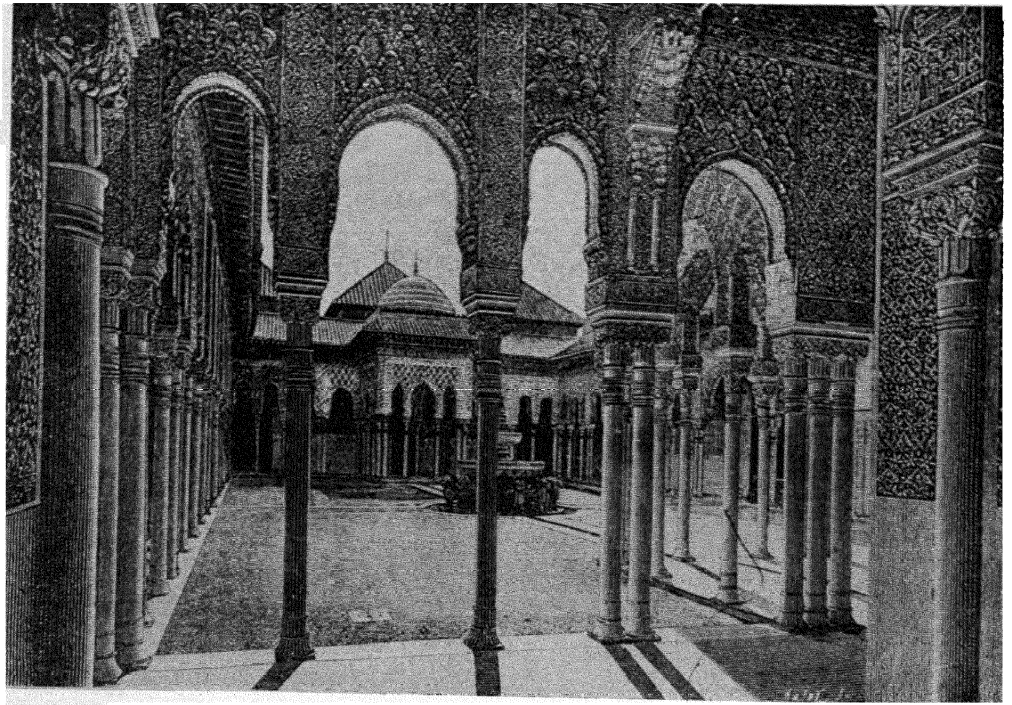
تخت نشین ہوئے تھوڑا ہی زمانہ گزرا تھا کہ ۷۰۹ھ مطابق ۱۳۰۹ء مین بادشاہ
قسطلہ نے **الجزائر** کو گھیر لیا اور ۲۱ صفر سے لیکر ماہ شعبان تک محاصرہ رہا۔
گو یہ اس شہر کو فتح نہ کر سکا لیکن **جبل الطارق** پر قابض ہوا۔ اسی کو غنیمت سمجھکر
اپنے ملک واپس چلا آیا۔ اسی زمانہ مین بادشاہ **برشلونہ** نے **المیریہ** پر حملہ کیا
اور جو فوج کہ اس شہر کی رہائی کے لیئے **نصر** نے بھیجی تھی وہ ناکام رہی با این ہمہ
یہ شہر تسخیر نہ ہو سکا ان عیسائیون سے **نصر** کا پیچھا چھوٹا نہ تھا کہ خانہ جنگی کے آثار
نمودار ہونے لگے **ابو سعید فرج ابن اسمٰعیل ابن الاحمر** کا بھتیجا حاکم **مالقہ**
اور **سوطہ**۔ بغرض اظہار اطاعت وعقیدتمندی **غرناطہ** آیا ہوا تھا یہان بعض
خود غرضون نے اس کو **نصر** سے باغی کر دیا اس نے **مالقہ** جاکر تاریخ ۱۷ رمضان
۷۱۰ھ علانیہ بغاوت شروع کی اور **ابو سعید** کے بیٹے **ابو الولید** نے **انتقرہ**
اور **المیریہ** اور **بلیش** کو یکے بعد دیگرے فتح کر لیا۔

۷۱۰ھ مطابق ۱۳۱۰ء جمادی الثانی کے آخر مین **نصر** کو لوگی یہہ ایسا بیمار
ہوا کہ سب اس کی زندگی سے نا امید ہو گئے۔ سلطان **محمد ثالث** کے طرفداروں
نے فوراً اس واقعہ کی محمد کو اطلاع دی **محمد ثالث** ماہ رجب مین **غرناطہ** آیا۔
اس وقت تک خلاف امید **نصر** بالکل تندرست ہو چکا تھا اس نے **محمد ثالث** کو

گرفتار کرلیا اور خفیہ طور پر قتل کرڈالا۔

غرناطہ مین تو یہ واقعات پیش تھے اور مالقہ مین ابو سعید اور اوس کا بیٹا ابو الولید دونون نہایت اطمینان سے فوج فراہم کر رہے تھے۔ بتاریخ یکم محرم الحرام ۷۱۲ھ مطابق ۱۳۱۲ء ابو الولید مع فوج پائی تخت غرناطہ کے قریب قریۃ العطشا مین خیمہ زن ہوا نصر بھی فوراً اس کے مقابلے کے لیئے شہر سے باہر نکل آیا۔ اس جنگ مین بتاریخ ۱۳ محرم سلطان نصر بزمیت پاکر بدقت تمام غرناطہ پہونچا نصر نے صلح کی درخواست کی۔ ہنوز صلح نامہ کا تکملہ نہونے پایا تھا کہ ماہ رمضان المبارک ۷۱۳ھ مطابق ۱۳۱۳ء مین وزیر ابو عبد اللہ ابن الحاج کی سختی کی وجہ سے غدر عظیم برپا ہوا اور رعایا نے قصر شاہی کو گھیر کر اس وزیر کی برطرفی کی درخواست کی لیکن شاہی فوج نے ایک ہی حملہ مین سیکڑون کو قتل اور اوس وقت اس فساد کو فرو کر دیا مگر امرا سے یہہ ظلم دیکھا نہ گیا اور سب نے مالقہ اگر ابو الولید کو صلح کرنے سے روکا اور اوس کو دوبارہ جنگ پر آمادہ کیا حکومت کی چاٹ تو بری ہوتی ہے اس نے بڑے بڑے امرائی عرب کو اپنا طرفدار پاکر انکی درخواست کو بلا تامل منظور اور ماہ شوال ۷۱۳ھ مین شہر لوشہ[1] کو بعد یورش فتح کرلیا۔ چونکہ وہ دن موسم سرما کے تھے اس نے فی الحال جنگ کو موقوف رکھا اور مالقہ

[1] اس کو انگریزی مین لوک کہتے ہین۔



دار الاسود الحمراء مين

اگر یہہ زمانہ اس نے فراہمی فوج اور سامان مین صرف کیا شروع موسم بہار مین
یہہ مع لشکر گران غرناطہ کی طرف متوجہ ہوا سلطان نصر بہی ابوالولید کے ارادہ
سے واقف تہا اس نے پہلے ہی سے عبدالحق ابن عثمان کو سرحد پر مقرر
کر رکہا تہا شدونہ کے قریب دونون فوجون کا سامنا ہوا اور ایسی سخت جنگ
واقع ہوئی کہ بہت دیر تک غالب و مغلوب کی تمیز نہ ہوسکتی تہی بالآخر لیاقت و فنون
جنگ نے اپنا اثر کیا ابوالولید کو کامل فتح حاصل ہوئی اور یہہ اپنے فریق مقابل
کو پسپا کرتا ہوا پاشنہ کوب غرناطہ مین در آیا نصر بہاگ کے قصر الحمرا مین مع
اپنی عورتون اور خزانہ کے پناہ گزین ہوا آخر کار بتاریخ ۲۱ شوال ۷۱۳ھ اس شرط
پر کہ یہہ سلطنت سے دست بردار اور آیندہ کسی قسم کا دعوی نہ کرے اس کو زندہ اور
سلامت وادی آش چلے جانے کی اجازت دی گئی۔

جنگ مذکور کے بعد ابوالولید اسمٰعیل ابن فرج تخت غرناطہ پر متمکن ہوا
اس کے زمانہ حکومت مین غرناطہ کی رعایا نے نہایت امن اور اطمینان سے
اپنی زندگی بسر کی اور باوجودیکہ ۷۱۶ھ مطابق ۱۳۱۶ء مین قسطلہ کے عیسائیون
نے حصن[1] بجیح اور حصن[2] طشکر وغیرہ کو فتح کر لیا تہا لیکن اس کے تین ہی

[1] اس کو انگریزی مین کیسیر کہتے ہین۔ [2] اس کو انگریزی مین قسکر کہتے ہین۔

سال بعد ۷۱۹ھ مین عرب مقامات مذکور پر قابض ہو گئے۔

۷۱۹ھ مطابق ۱۳۱۹ء مین بطروہ[1] ولیعہد قسطلہ کی مدد کے لیے پچیس عیسائی بادشاہ اپنی اپنی فوج لیکر جنگ پر آمادہ ہوئے اور طلیطلہ مین اپنی افواج کو فراہم کیا ادہر سلطان ابوالولید نے سرحد پر جہان تک جا ممکن ہو سکتا تھا قلعہ تیار اور سرحد کو مستحکم کیا اور مقابلہ کو ہر طرح تیار ہو گیا۔ بطروہ طلیطلہ آیا اور باپ نے مجتہد العصر سے نہایت عجز و انکسار کے ساتھہ اپنی کامیابی کی دعا چاہی۔ بابا نے ہر طرح کی دعا اور ہمت سے اس کو جنگ کی اجازت دی یہان سے بطروہ مع اس فوج کثیر غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔ عربون کو جب معلوم ہوا کہ عیسائی پوری قوت کے ساتھہ ان کی طرف آرہے ہین اور بمقابلہ عیسائیون کے ہمارے پاس نصف سے بھی کم فوج ہے۔ ہر فرد بشر کو پریشانی لاحق ہوئی اور قبل از جنگ ان کے بشرونے ناامیدی کے آثار ظاہر ہونے لگے ایسی حالت یاس و ناامیدی مین جب یہ معلوم ہوا کہ ابوسعید[2] سلطان فاس نے ان کی درخواست مدد پر بالکل التفات نہین کی تو ناظرین خود اندازہ کر سکتے ہین کہ غرناطہ کے مسلمانون کی اس وقت کیا حالت ہو گی۔ سلطان ابوالولید نے سب طرف سے مایوس ہو کر اپنے

---

[1] انگریزی مین پیدرو کہتے ہین۔ [2] اس سے ظاہر ہے کہ عربون نے قبل از جنگ اس بادشاہ سے امداد چاہی تھی۔

خدا اور رسول پر بھروسا اور فوراً اپنے نامی فوجی افسر **شیخ الغزاۃ ابو سعید عثمان ابن ابی الاعلی المرینی** کو اپنی فوج خاص کا ایک دستہ دیکر اس طوفان کو روکنے کی غرض سے بتاریخ ۲۰ ربیع الاول ۷۱۹ھ روانہ کیا روانگی کے دو ہی روز بعد اس بہادر امیر نے اپنی قلت فوج کا بالکل لحاظ نہ کیا اور دشمن کے ہراول پر حملہ آور ہوا اور سیکڑون عیسائیون کو قتل کرتا ہوا ہراول کو قلب لشکر کی طرف بھگا دیا اس کے دوسرے ہی روز یکشنبہ کو مع پانچ ہزار عربون کے آگے بڑھا۔ یہ امیر خوب جانتا تھا کہ اگر **غرناطہ** کی تمام فوج نے بھی عیسائیون کا مقابلہ کیا تب بھی بوجہ کثرت سپاہ عدو پر ہمارا غالب آنا دشوار ہے۔ غرض بعد تامل بسیار **ابو الجیوش** کو ایک ہزار سوارون کے ساتھ کچھ فاصلے پر جھاڑی مین پوشیدہ کر دیا اور یہ حکم دیا کہ جب عیسائی ہمارا تعاقب کرتے ہوئے اس مقام سے آگے بڑھ جائین تو تم پیچھے سے ان پر حملہ کرنا۔ اس حکم کے بعد یہ امیر اپنی قلیل فوج کے ہمراہ روانہ ہوا۔

اس کے بعد ہی سلطان بذات خود **امیر المغربی** اور تین سو سوارون کو لیے بغرض امداد آیا۔ ادہر جب عیسائیون نے **شیخ الغزاۃ** کو ان معدودے چند کے ساتھ اپنے سامنے دیکھا تو دل مین بہت خوش ہوئے اور بغیر کسی قسم کی احتیاط کے **شیخ الغزاۃ** پر حملہ کیا اس امیر نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹنے کا حکم دیا۔ عیسائیون نے جب

مسلمانون کو اپنے سامنے سے بھاگتے دیکھا یہہ بھی بلا ترتیب و قاعدہ ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔ عیسائی ہنوز **ابو الجیوش** کے قریب سے گزرے ہی تھے کہ یہ امیر عقب سے مع ایک ہزار سوار دفعتاً دشمنون پر ٹوٹ پڑا اوسی وقت شیخ **الغزاۃ** نے اپنی فوج کو ٹھہرایا اور عیسائیون کا سد راہ ہوا۔ اس حالت بیخبری مین عیسائی دونون طرف سے اپنے کو گھرا پاکر ایسے ڈرے کہ یا تو اپنے دشمن کا تعاقب کر رہے تھے یا ایک دفعہ جدہر منہہ اوٹھا منتشر الحواس بھاگ نکلے اسی حالت بدحواسی مین عربون نے ان کا تعاقب کیا۔ تقریباً پچاس ہزار عیسائی قتل اور اسی قدر دریا اور نالون مین ڈوب گئے بعد اختتام جنگ معلوم ہوا کہ مقتولون مین خود **بطروہ** اور اوس کے پچیس معاون بھی شریک ہین۔ جو مال و اسباب عیسائی اپنے ساتھہ لائے تھے وہ عربون کے ہاتھہ آیا۔ قیدیون مین **بطروہ** کی بیوی اور بچے بھی شریک تھے۔ ان کی رہائی کے عوض مین عیسائیون نے **طریفہ** اور قلعہ **جبل الطارق** دینا چاہا لیکن عربون نے ان کو نہ چھوڑا۔ اس جنگ مین تعجب خیز بات یہ تھی کہ باوجودیکہ مسلمانون کی فوج چار ہزار پیادون اور پندرہ سو سوارون سے زیادہ نہ تھی مگر جنگ کے بعد جب حساب کیا گیا تو دریافت ہوا کہ تیرہ مسلمان شہید ہوئے[1]

[1] المقری نے صرف اس جنگ کا جو جنگ البیرہ کے نام سے مشہور ہے لکھا ہے۔ ابن الخطیب لکھتا ہے کہ یہ جنگ ۹ جمادی الاول ۷۱۹ھ مطابق ۱۳۱۹ء مین واقع ہوئی تھی اور بطروہ (پدرو) کی نعش ایک لکڑی کے صندوق مین رکھکر عرناطہ کے دروازہ پر لٹکا دی گئی تھی۔

چند روز تک جنگ ملتوی رہی لیکن بہر ابو الولید نے عیسائیون کو کمزور دیکھکر بیجیہ کے قریب قلعہ اشکر کو بتاریخ ۲۴ رجب ۷۲۴ھ مطابق ۱۳۲۴ء اور بتاریخ ۱۰ رجب ۷۲۵ھ مرطاش کو فتح کیا۔ اس جنگ مین سلطان کا بھتیجا محمد بھی شریک تہا کسی نازیبا حرکت پر سلطان مجمع عام مین اس پر خفا ہوا محمد کو یہ بہت ناگوار گزرا اور اس نے انتقام کی غرض سے بتاریخ ۲۷ رجب ۷۲۵ھ مطابق ۱۳۲۵ء اس مہم سے واپس آنے کے تین روز بعد ابو الولید کو غرناطہ مین مار ڈالا۔

ابو عبد اللہ محمد چہارم اپنے باپ کے انتقال کے بعد اورنگ سلطنت پر متمکن ہوا اور عیسائیون پر فوج کشی کرکے شہر قیرہ کو فتح کیا اور قسطر کو محصور کرلیا لیکن عیسائی چونکہ کسی ترکیب سے اس شہر مین فوج اور رسد پہونچا چکے تہے محمد چند روز کے محاصرہ کے بعد وہان سے ہٹ آیا۔ یہہ ہم پہلے تحریر کرآئے ہین کہ شاہان غرناطہ نے بنی مرین اپنے معاونون کو فوجی ضرورتون کے لحاظ سے جبل الطارق اور طریفہ اور الجزائر دیدئے تہے اور ۷۰۸ھ مین عیسائیون نے جبل الطارق پر قبضہ کرلیا تہا۔ یہہ قلعہ بلحاظ قدرتی استحکام اندلس کی کنجی سمجہا جاتا تہا ابو الحسن المرینی بادشاہ فاس اس مقام کے فواید سے اچہی طرح واقف تہا اوس نے اندلس آکر سلطان محمد کی مدد سے چند

روز کے محاصرہ کے بعد اس قلعہ کو فتح کر لیا اور بہت کچھ روپیہ خرچ کر کے اس کو بیرونی حملون سے جہان تک ممکن تہا محفوظ کر دیا **جبل الطارق** پر عیسائیون نے پہر حملہ کیا لیکن ناکام رہے۔ اس واقعہ کے بعد ہی جبکہ سلطان **غرناطہ** واپس جانے والا تہا **افریقہ** کے چند افسرون نے بتاریخ ۱۰ ذیحجہ ۷۳۳ھ مطابق ۱۳۳۳ء اس کو قتل کر ڈالا۔ سلطان محمد چہارم کے ہمراہی اس کی نعش کو مالقہ لے آئے یہین یہ دفن ہوا۔

جس روز سلطان **محمد** قتل ہوا اوسی روز اس کا بہائی **یوسف** جو اوسوقت الجزائر کے قریب وادی **شلف**[1] مین مقیم تہا فوج کی مدد سے تخت پر بیٹہا اور باوجودیکہ اس کی عمر صرف سولہ سال کی تہی اس نے چند ہی سال مین اپنے حسن انتظام سے وہ ناموری حاصل کی کہ جو اس کے خاندان مین بہت کم بادشاہون کو نصیب ہوئی تہی ۷۴۱ھ مطابق ۱۳۴۰ء مین **ابوالحسن المرینی** جہاد کی غرض سے ساٹہہ ہزار فوج کے ساتہہ اندلس آیا سلطان **یوسف ابوحجاج** نے بہی جہان تک اس سے ممکن ہو سکتا تہا اس بادشاہ کو فوج و سامان سے مدد پہونچائی اور چونکہ جہاد کا اعلان کیا گیا تہا اس لیے سیکڑون مشہور علما بہی اس جنگ مین شریک ہونے کی غرض سے

---

[1] اس مقام کو فی زمانہ "رائیو ڈلانیل" کہتے ہین۔

جمع ہوئے تھے بتاریخ ۷ جمادی الاول سنہ مذکور مین طریفہ کے قریب نہایت سخت جنگ واقع ہوئی اس جنگ مین عیسائیون نے عربون کو کامل شکست دیکر ہزارہا مسلمانون کو شربت شہادت پلایا ان شہدا مین عبد اللہ السلمانی لسان[1] الدین ابن الخطیب کا باپ بھی شریک تھا ابو الحسن نہایت مشکل سے اپنی جان بچاکر افریقہ بھاگ آیا سلطان یوسف نے غرناطہ آکر انتقام کی غرض سے فوج اور سامان فراہم کرنے کی کوشش کی اور ۷۴۹ھ مطابق ۱۳۴۹ء مین لسان الدین ابن الخطیب عالم یگانہ مشہور زمانہ کو اپنا وزیر مقرر کیا افسوس ہے کہ ایسے بادشاہ جامع الصفات قدردان و قدمایہ ور کی عمر نے وفا نہ کی خصوصاً جبکہ ریاست کے سنبھالنے کے لیئے ایسے بادشاہ کی سخت ضرورت تھی ۷۵۵ھ مطابق ۱۳۵۴ء مین جبکہ یوسف مسجد مین شریک نماز تھا ایک مخبوط الحواس آدمی نے اس کو مار ڈالا اور یہ قصر الحمرا مین دفن ہوا۔

یوسف کا بیٹا الغنی باللہ محمد پنجم اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت نشین ہوا اور کچھ عرصہ کے بعد لسان الدین ابن الخطیب کو ابو عنان

---

[1] لسان الدین ابن الخطیب جس کا ذکر آیندہ ہوگا ایک نامی عالم گزرا ہے منجملہ دیگر تصانیف کے اللمحۃ البدریہ فی تاریخ دولت النصریہ یعنی تاریخ بنی نصر قابل دید ہے۔

ابن ابو الحسن بادشاہ افریقہ کے پاس بھیجکر عیسائیون کے مقابلے مین مدد چاہی۔ جس وقت لسان الدین اور قاضی ابو القاسم الشریف سلطان ابو عنان کے سامنے پیش ہوئے تو ابن الخطیب نے فی البدیہ چند اشعار اس بادشاہ کی تعریف مین پڑہے یہان تک کہ اہل دربار پر وجد کی سی حالت طاری ہوگئی اور سلطان نے خوشی کی حالت مین لسان الدین سے کہا کہ "باوجودیکہ مین تمہارے یہان آنے کے اغراض سے واقف نہین ہون لیکن اب مین ان اغراض کو معلوم کرنا بہی نہین چاہتا مین بلا تامل تمہاری درخواستون کو منظور کرتا ہون جس چیز کی تم کو ضرورت ہو وہ ہم سے مانگ" تو لسان الدین نے اپنے اغراض سلطان سے بیان کیئے سلطان نے فوج کے بہیجنے کا حکم دیا۔ اور سفیر کو بہت کچہہ بیش بہا تحایف دیکر واپس روانہ کیا۔[1]

سلطان محمد پنجم کو ابہی پورے پانچ سال نہوئے تہے کہ اس کا علاتی بہائی اسمٰعیل رشتہ دارون کے ورغلانے سے باغی ہوگیا اور بتاریخ ۲۸ رمضان ۷۶۰ھ مطابق ۱۳۵۹ء مین درحالیکہ سلطان شہر سے باہر جنت العریف مین مقیم تہا رات کے وقت قلعہ کی دیوار سے مع اپنے ہمراہیون کے غرناطہ مین داخل ہوا

[1] یہہ واقعہ ابن خلدون نے بیان کیا ہے

اور قبل اس کے کہ لوگون کو خبر ہو قلعے پر قبضہ کرلیا - دوسرے روز جب سلطان محمد کو اس بغاوت کی اطلاع ہوئی اور یہ معلوم ہوا کہ باغی قلعہ پر قابض ہو چکے ہین اور اس کی گرفتاری کی فکر مین مصروف ہین تو یہ سید ہاوادی آش چلا آیا اور قلیل عرصہ مین بامداد رعایا بہت کچھہ فوج بہی فراہم کرلی - اس ہی اثنا مین بتاریخ ۱۰ ذیحجہ ابوالقاسم ابن شریف من جانب سلطان ابوسلیم بادشاہ فاس نے محمد پنجم سے کہا کہ بلحاظ ان تعلقات کے جو ایک زمانہ دراز سے تیرے اور بادشاہ افریقیہ کے خاندان کے ساتھہ چلے آتے ہین ابوسلیم نے تجھکو افریقہ بلایا ہے تاکہ جو کچھہ مدد کہ اوس کے امکان مین ہے وہ تجھکو دے محمد نے اس کے قبل لبطروہ بادشاہ قسطلہ کو اپنی مدد پر آمادہ کرنا چاہا تہا اور چونکہ اس نے کوئی قابل اطمینان جواب ابتک نہین دیا تہا اس نے ابوسلیم کی درخواست کو فوراً منظور کرلیا اور دوسرے ہی روز بتاریخ ۱۱ ذیحجہ مع اپنے مشہور وزیر لسان الدین ابن الخطیب کے افریقہ روانہ ہوا - یہان ابوسلیم نے اس کی بہت خاطر و مدارات کی اور اپنے محل خاص مین اس کو مہمان رکہا -

اسمٰعیل نے بعد غصب سلطنت بادشاہ قسطلہ سے دوستانہ تعلقات قایم کرنے چاہے چونکہ لبطروہ اوس وقت اہل برشلونہ کے ساتھہ جنگ مین مصروف

تہا اس نے بلا تامّل صلح کی درخواست کو منظور کرلیا لیکن قبل اس کے کہ
اس کا کوئی نتیجہ برآمد ہوتا صرف چند مہینے کی حکومت کے بعد **ابو عبد اللہ** نے
جس کی اعانت و شرکت سے اس کو بادشاہت نصیب ہوئی تہی بتاریخ ۴ شعبان
۷۶۱ھ مطابق ۱۳۶۰ء **اسمٰعیل** کو مع اوس کے بہائی **قیس** کے
قتل کر ڈالا اور خود بلقب **محمد ششم** تخت نشین ہوا **اندلس** مین بغاوت
کا سلسلہ جاری تہا اور اودہر **افریقہ** مین سلطان **محمد پنجم** اپنے زبردست معاون
کی مدد سے اپنے ملک کے واپس لینے کا بندوبست کر رہا تہا۔ چنانچہ پورے
انتظام کے ساتہہ بتاریخ ۲۷ شوال ۷۶۲ھ مطابق ۱۳۶۱ء اکیس مہینے
کی جلاوطنی کے بعد **محمد پنجم** **اندلس** مین داخل ہوا **محمد ششم** نے جب
دیکہا کہ فریق مقابل اس کو چارون طرف سے گہیرتا ہوا آرہا ہے تو اس نے
بطروہ بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بذات خود جاکر نہایت عجز و انکسار کے ساتہہ
مدد چاہی اور اپنی آیندہ کامیابی کو اس عیسائی کی فیاضی اور رحم دلی پر محوّل کردیا
گویا اپنے کو بالقصد ایک خون کے پیاسے درندے کے منہہ مین ڈال دیا
اسی کا نتیجہ ہے کہ بتاریخ ۲ رجب ۷۶۳ھ مطابق ۱۳۶۲ء اس عیسائی نے **محمد ششم**
کو مع اس کے تمام ہمراہیون کے **اشبیلیہ** کے قریب قتل کیا اور تمام مال و اسباب پر قبضہ کرلیا

واقعہ مذکور کے بعد سلطان محمد پنجم بآسانی تمام اپنے موروثی تخت پر
دوبارہ بتاریخ ۲۰ جمادی الآخر ۷۶۳ھ متمکن ہوا اور لسان الدین ابن الخطیب
کو جو اوس کے عیال و اطفال کے ساتھہ افریقہ مین رہ گیا تہا بلا کر اپنا وزیر اعظم
مقرر کیا۔ سلطان اپنے لایق عالم و فاضل و مدبر وزیر کو بے انتہا عزیز رکہتا تہا
اور بغیر اس کی رائی اور مشورے کے معمولی سے معمولی کام کو بہی شروع نکرتا
تہا۔ دربار کے بعض خود غرض اور ناعاقبت اندیش لوگون کو اس وزیر کی ترقی
بہت ناگوار گزری اور انہون نے از راہ حسد تزویر و مکر سے بادشاہ
کو اوس سے بدل کرانا چاہا اوسی زمانے مین افریقہ مین بغاوت شروع
ہوئی اور عبد العزیز ابن عبد الحسن اور عبد الرحمن دو چچازاد بہائیون مین
سلطنت کی وجہ سے خانہ جنگی ہونے لگی ابن الخطیب نے عبد العزیز کا
ساتہہ دیا اور جب عبد الرحمن ہزیمت پاکر غرناطہ بہاگ آیا تو عبد العزیز
کی درخواست پر اس نے سلطان کو صلاح دی کہ عبد الرحمن اور اوس کے
ساتہیون کو گرفتار کرکے عبد العزیز کے حوالے کر دینا چاہیئے۔ چنانچہ اس کی
ہدایت کے موافق سلطان محمد نے عبد العزیز کے سفیر سے اس امر کا وعدہ
کر لیا۔ ہنوز اس معاملے کی یکسوئی نہین ہوئی تہی کہ ابن الخطیب کو بقرائن

معلوم ہوا کہ مخالفین کا افسون سازش کارگر ہو چکا ہے اس نے فوراً چند روز کی رخصت حاصل کی اور مع اپنے بڑے بیٹے علی کے جبل الطارق آیا یہان پہلے سے عبد العزیز نے خفیہ طور پر ایک جہاز مقرر کر رکھا تھا۔ یہہ جہاز پر سوار ہو کر افریقہ بھاگ آیا عبد العزیز نے اس کی بہت خاطر و دلجوئی کی اور اپنے زمرہ مصاحبین مین شریک کر لیا۔ سلطان محمد نے اس کے بھاگ جانے کی خبر سُن کر عبد العزیز کو اس کی واپسی کی نسبت لکھا لیکن یہ درخواست وزیر ابو بکر کی وجہ سے نامنظور کر دی گئی ۷۷۴ھ مین عبد العزیز کا انتقال ہوا اور السعید ابن ابی فارس ایک کمسن لڑکا اس کی جگہہ تخت پر بیٹھا۔ اب سلطان محمد نے مکرر ابو بکر کو ابن الخطیب کے واپس بھیجدینے کے لیئے لکھا۔ اس وزیر نے پھر اس درخواست کو نامنظور اور نامہ بر کو دربار سے نکال دیا محمد نے اس توہین کے معاوضہ مین فوراً عبد الرحمن کو رہا اور مع فوج و سامان جنگ اس کو افریقہ بغرض انتزاع ریاست روانہ کیا اور خود جبل الطارق کو گھیر لیا۔ ان واقعات کی خبر جب ابو بکر ابن غازی کو پہونچی تو اس نے اپنے چچازاد بھائی محمد ابن عثمان کو سواحل افریقہ کی حفاظت کی غرض سے سوطا بھیجا اور خود اس کے عقب مین مع فوج بطویہ کی طرف آیا۔ یہان عبد الرحمن نے قرب و جوار کی لوگون کو

بغاوت کی ترغیب دی ابن غازی نے اس شہر کا محاصرہ کر لیا مگر جب کامیابی کی امید نہ پائی تو فاس واپس چلا آیا اسی اثنا مین سلطان محمد نجم نے ابوبکر کے چچازاد بھائی محمد ابن عثمان کو خفیہ طور پر ہموار کرنا چاہا اور یہ کہلا بھیجا کہ السعید ابن ابی فارس ایک ناتجربہ کار طفل کی عوض ابوالعباس احمد ابن ابی سالم کو جو طنجہ مین قید ہے بادشاہ بنانا چاہیئے تاکہ تمکو بھی کچھ فائدہ پہونچے۔ علاوہ اس کے سلطان محمد نے حسب ذیل شرائط پر مدد دینے کا وعدہ بھی کیا۔

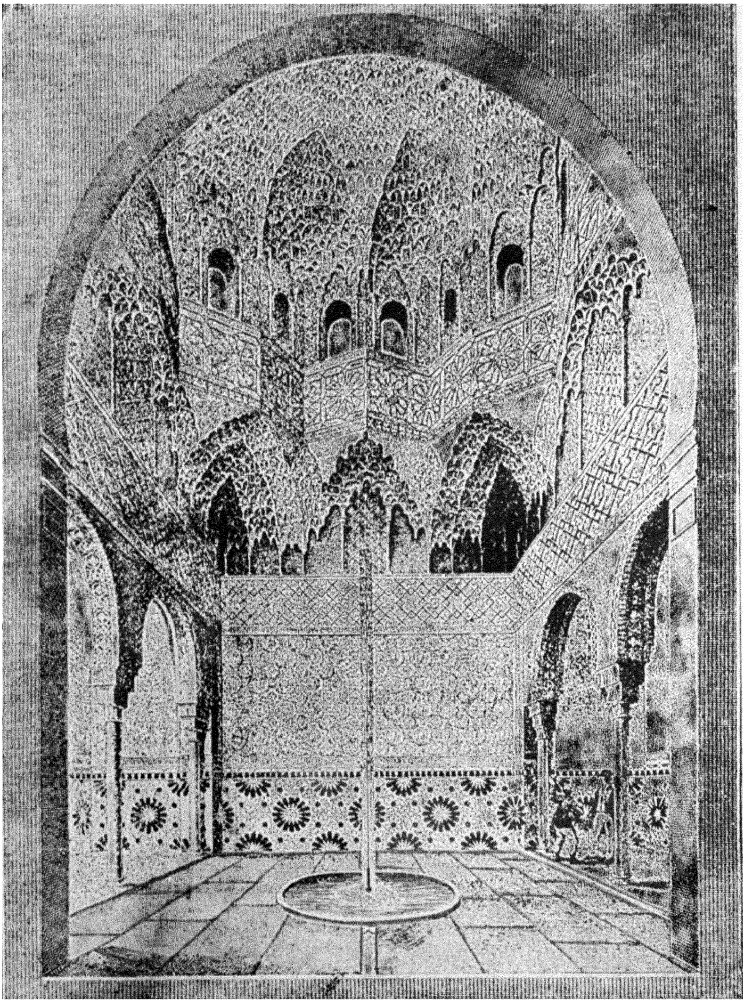
(۱) قلعہ جبل الطارق واپس کر دیا جائے۔

(۲) بنی مرین کے شہزادے بغرض حفاظت اندلس بھیجدیئے جائین۔

(۳) لسان الدین ابن الخطیب سلطان کے حوالہ کر دیا جائے۔

ابن عثمان نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور طنجہ آکر ابوالعباس احمد کو قید سے رہا کیا اور حکم دیا کہ جبل الطارق سلطان محمد کے سپرد کر دیا جائے سلطان نے اس قلعہ پر قبضہ کرتے ہی فوج اور روپیہ سے ابن عثمان کی مدد کی۔ شروع ۷۷۶ھ مطابق ۱۳۷۴ء مین احمد کو پوری کامیابی حاصل ہوئی اور یہ مظفر اور منصور فاس مین وزیر محمد ابن عثمان اور سلیمان ابن داؤد کے ساتھہ داخل ہوا ابن الخطیب کو جب یہان نہ پایا اور معلوم ہوا کہ یہ شہر سے بھاگ گیا ہے فوراً

اس کی تلاش شروع کی بالآخر اپنے دشمن جانی سلیمان ابن داؤد کی وجہ سے
ابن الخطیب گرفتار ہوگیا محمد پنجم نے اپنے وزیر عبداللہ ابن زمرق کو
اس کے لانے کے لیئے بھیجا اور ایک فرضی مقدمہ ابن الخطیب پر قایم
کیا لیکن جب بعض مشہور عالمون نے اس کی طرفداری کی تو سلیمان نے
اس خوف سے کہ کہین دشمن بری نہ ہوجائے ایک روز رات کو حیلخانہ مین
ایسے یکتائی زمانہ آدمی کو قتل کرڈالا۔



الحمراء كا ايك دالان

باب ششم

محمد پنجم کا انتقال - یوسف ثانی - محمد ہفتم - اس کا اشبیلیہ جانا - محمد کی بادشاہ قسطلہ سے ملاقات - محمد ہفتم کا انتقال - یوسف ثالث - صلح کل - طرز حکومت - محمد ہشتم محمد الصغر کی بغاوت اور تخت نشینی - الصغیر محمد نہم کا انتقال - یوسف ابن الاحمر کی بغاوت - یوسف کا انتقال - عیسائیون کے ساتھ جنگ - محمد ابن عثمان کی بغاوت - ابن اسمٰعیل

محمد پنجم نے ۷۹۳ھ مطابق ۱۳۹۱ء مین انتقال کیا اور اسکا بیٹا یوسف ثانی تخت نشین ہوا یہہ مثل اپنے باپ کے نہایت رحم دل اور صلح پسند آدمی تہا - چنانچہ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے تمام عیسائی بادشاہون کو اس امر کا پورا اطمینان دلایا کہ جو معاہدے کہ اس کے باپ نے ان لوگون کے ساتھہ کئے تہے اون کو یہہ قائم رکہے گا - اوس زمانہ کے عیسائی بادشاہون مین سب سے سربرآوردہ قسطلہ کا بادشاہ تہا - سلطان نے اس کو یہہ نہایت عمدہ گہوڑے ساز و سامان جواہر نگار سے آراستہ بطور تحفہ بذریعہ والی مالقہ بہیجے - بادشاہ قسطلہ نے سفیر کی جیسی کہ چاہیئے

تعظیم وتکریم کی اور بوقت واپسی اس نے بھی بیش بہا تحفہ سلطان کی لیئے روانہ کیئے

شخصی سلطنتون مین بادشاہ کا کثیر الاولاد ہونا ہمیشہ ریاست کے لیے بہت مضر ثابت ہوا اور بعض اوقات تو یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ بادشاہ کے مرنے کے قبل ہی بھائیون مین خانہ جنگی شروع ہوگئی اور ان مین سے جو کامیاب ہوا اوس نے اپنے باپ کو تخت سے اوتار کر اوس کے زمانہ حیات مین سلطنت پر قبضہ کرلیا سلطان **یوسف** کے چار بیٹے **یوسف** اور **محمد** اور **علی** اور **احمد** نامی تھے ان سب مین **محمد** لایق اور ہوشیار تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ سلطان نے اس کے بڑے بھائی **یوسف** کو اپنا ولیعہد مقرر کیا ہے جب جاہ وسلطنت نے اس کو ایسا بیقرار کیا کہ اپنے باپ اور بھائی دونون سے باغی ہوگیا اور مشہور کیا کہ "سلطان نے جو یہ صلح کل کا برتاؤ دشمنان اسلام سے رکھا ہے اوس کی خاص وجہ یہ ہے کہ یہ عیسائی مذہب کی طرف دل سے راغب ہے اور اوس کے اختیار کرنے کے لیئے صرف وقت کا منتظر ہے۔ چنانچہ اس وقت بھی چند عیسائی اس کے پاس موجود ہین جن سے یہ بہت محبت رکھتا ہے" عوام الناس کو گمراہ کرنے مین دیر کب لگتی ہے۔ سلطان کی ظاہر طرز حکومت سے عامہ خلایق نے اس افواہ کو باور کرلیا اور **محمد** کی مدد پر آمادہ ہوگئی۔ نوبت باینجا رسید کہ ایک روز

باغیون نے قصر الحمرا کو گھیر لیا قریب تہا کہ سلطان ہجوم رنج و غم سے سلطنت
سے خود کنارہ کش ہو اور حکومت اپنے باغی بیٹے کے سپرد کر دے کہ بادشاہ
فاس کے سفیر نے سلطان سے بلا کشت و خون اس بغاوت کے فرو کرنے کی
اجازت حاصل کی اور اکیلا باغیون کے مجمع مین گہس آیا اور ایک نہایت شستہ
اور پر اثر تقریر شروع کی جس مین اس سفیر نے بنی امیہ اور المرابطین اور
الموحدین اور بنی ہود کے زمانہ حکومت کو یاد دلا کر کہا کہ اسی خانہ جنگی کی
بدولت یہ خاندان یکے بعد دیگرے تباہ ہوئے اگر یہ لوگ ایک دوسرے کو
مارنے کی عوض متفق ہو کر عیسائیون کے ساتہہ لڑتے تو آج یہہ دن تم کو کیون
نصیب ہوتا۔ تم خود دیکہہ رہے ہو کہ یہ اسی باہمی نزاع کا نتیجہ ہے کہ تمام ملک
اندلس تمہارے قبضے سے نکل گیا اور اب تمہارے طرز سے یہہ صاف
ظاہر ہے کہ اس چہوٹے سے حصے کو جس پر اب تم قابض ہو اپنے دشمنون کے
سپرد کیا چاہتے ہو بہتر یہ ہے کہ تم اس بغاوت سے دست بردار ہو ہمارا بادشاہ
جہاد کا قصد رکہتا ہے۔ تم کو مناسب ہے کہ اپنے لائق اور بہادر بادشاہ کا ساتہہ
دو" اس تقریر نے عوام الناس پر خاطر خواہ اثر کیا اور باغی بلا کشت و خون اپنے
گہرون مین چلے آئے۔ گو سلطان یوسف کا خیال جنگ کا نہ تہا لیکن اب مصلحت

ونیز بصوابدید سفیر مذکور بعد اعلان جہاد شہر مرسیہ پر حملہ آور ہوا تہا۔ نیز متعدد لڑائیان واقع ہوئین۔ ہمیشہ عرب کامیاب رہے۔ چونکہ سلطان یوسف جنگ کی طرف بالکل متوجہ نہ تہا اس نے بادشاہ قسطلہ کے پیام صلح کو بلا تامّل منظور کرلیا اور جو مال و اسباب کہ ان لڑائیون مین اس کے ہاتہہ آیا تہا وہ اپنی فوج مین تقسیم کرتا ہوا غرناطہ چلا آیا۔ ۷۹۸ھ مین حاکم القنطرہ نے بلا وجہ موجہ غرناطہ کے قریب ایک قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان فوراً مقام واقعہ پر پہونچا اور عیسائیون کو شکست دیکر اپنی حدود سے خارج کردیا۔ گو یہ یورش بادشاہ قسطلہ کے اشارے سے ہوئی تہی۔ مگر مسلمانون کی کامیابی پر اس نے اپنے افسر فوج پر اس خلاف معاہدہ جنگ کا الزام عائد کیا۔

۷۹۸ھ مطابق ۱۳۹۶ء مین سلطان یوسف نے انتقال کیا اور چونکہ پہلے ہی سے محمد نے تمام امرائی ریاست کو اپنی طرف کرلیا تہا باپ کے مرتے ہی تخت نشین ہوا اور فوراً اپنے بڑے بہائی یوسف کو قلعہ شلوبانیہ مین قید کردیا۔

محمد ہفتم نے بعد تخت نشینی بادشاہ قسطلہ کے حالات سے ذاتی واقفیت حاصل کرنے کی غرض سے اشبیلیہ جانے کا ارادہ کیا چونکہ یہہ اس عیسائی کی ریاکاری اور دغابازی سے بخوبی واقف تہا اس نے علانیہ اس کے

پاس جانا مناسب نہ سمجھا غرناطہ مین جہاد کی خبر مشہور کی اور سرحد تک فوج کے ساتھہ آیا یہان فوج کو چھوڑکر خود مع بچیس دلیر ہمراہیون کے بلباس سفیر اشبیلیہ روانہ ہوا بادشاہ قسطلہ نے اس کو اپنے محل خاص مین مہمان رکھا محمد ہفتم نے اپنے زمانہ قیام مین تکمیل معاہدہ تمام حالات بادشاہ وملک کے دریافت کرلیئے اور بعد حصول مقصد بغیر افشای راز غرناطہ واپس چلا آیا۔

واقعہ مذکور کے بعد ہی عیسائی فوج نے جو سرحد کے قریب مقیم تھی معاہدون کے بالکل خلاف غرناطہ کی حدود مین داخل ہوکر مقامات کو تباہ اور رعایا کو پریشان کرنا شروع کیا۔ ایسی حالت مین سلطان کو یہ چاہیئے تھا کہ ان لوگون کو اپنی سرحد کے باہر کردیتا اور بعض معاہدہ بادشاہ قسطلہ سے کراتا لیکن سلطان نہایت مدبر اور شجیع آدمی تھا اور جنگ کے لیئے حیلہ ڈھونڈا کرتا تھا ایسے عمدہ موقع کو بھلا یہ کب ہاتھہ سے جانے دیتا۔ اس نے بادشاہ قسطلہ سے کسی قسم کی شکایت نہین کی اور اوسی وقت یلغار کرتا ہوا دور تک عیسائیون کے ملک مین نکل آیا۔ بعض قلعون اور شہرون پر قبضہ اور جو مقامات سرحد سے دور تھے اون کو تاراج کرتا ہوا بہت کچھہ مال غنیمت کے ساتھہ بای تخت واپس آیا جس وقت ان واقعات کی اطلاع بادشاہ قسطلہ کو ہوئی اوسنے

فوراً سفیرون کے ذریعہ سے شکایت و درخواست کی بربنائی صلح نامہ جن مقامات پر عربون نے قبضہ کیا ہے وہ واپس کردئے جائین سلطان نے جواب دیا کہ سلسلہ لڑائی کا تمہاری سرحدی فوج نے شروع کیا اور ہمارے ملک کو بہت نقصان پہونچایا لہذا شکایت ہمکو کرنی چاہیئے تھی نہ کہ تمکو ہم نے مجبوراً محض اپنی حفاظت اور سرحد کی مضبوطی کے لیئے چند قلعون پر قبضہ کیا ہے۔ عیسائی کو یہہ مذبذب جواب نہایت ناگوار گزرا اور اوس نے اپنے فوجی افسرون کو حکم دیا۔ کہ وہ چارون طرف سے **غرناطہ** پر حملہ کرین اور جبراً سلطان سے معاہدون کی تعمیل کرائین **محمد ہفتم** نے جب عیسائیون کو آمادہ جنگ دیکھا تو یہہ بھی ان کے مقابلہ کی غرض سے آگے بڑھا۔ چونکہ عیسائیون نے ایک ہی دفعہ مختلف مقامات پر یورش کی تھی۔ عربون کو بھی مجبوراً اپنی فوج کو تقسیم کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ جنگ مین طوالت ہوئی اور دونون طرف کی بہت کچھہ فوج کام آئی۔ مگر زیادہ نقصان عربون کو پہونچا۔ سلطان نے دیکھا کہ اس طرح قیامت تک بھی لڑائی کا تصفیہ نہ ہوگا لہذا اس نے کوشش کی کہ چارون طرف سے عیسائیون کو گھیرتا ہوا ایک مقام پر لے آئے اور یہان اپنی مجموعی قوت سے ان کا مقابلہ کرے مگر موسم سرما کے باعث جنگ مین کچھہ توقف ہوا۔ اسی اثنا مین بادشاہ **قسطلہ** مرگیا اور اس کا

شیرخوار بیٹا یحییٰ[1] تخت پر بیٹھا۔ چونکہ یحییٰ ابھی پورا ایک سال کا بھی نہ تھا اس کا چچا **فردلند** مہمات سلطنت کا متکفل مقرر ہوا۔ اس شخص نے جنگ کو بدستور قائم رکھا اور بہت کچھ کامیابی بھی حاصل کی۔ عیسائیون کی فوج بمقابلہ عربون کے کہین زیادہ تھی لہذا سلطان **محمد** نے ایک دوسرا طرز جنگ اختیار کیا یعنی ایک طرف ان عیسائیون کو اپنے حصول مقصد مین مشغول رکھا اور خود فوج لیکر دوسری طرف **جیان** پر صف آرا ہوا اس سے یہ فائدہ ہوا کہ عیسائی اپنی تہکی ماندی فوج کو جیان کی طرف لانے پر مجبور ہوئے اور چونکہ فوج کی نقل و حرکت آسان تھی **فردلند** نے فی الحال صلح کر لی۔ ۸۰۳ھ مطابق ۱۴۰۰ء مین سلطان **محمد** ہفتم سات ہزار سوار اور بارہ ہزار پیادون کی جمعیت سے بغرض فتح **القیدات** کوچ کیا۔ راستے مین عیسائی اس کے سد راہ ہوئے اور ایک سخت لڑائی واقع ہوئی۔ جب افسران فوج نے دیکھا کہ فوج لڑتے لڑتے تھک گئی ہے اور فریقین مین سے غالب و مغلوب نظر نہین آتا۔ جانبین سے یہ رائے قرار پائی کہ آٹھ مہینے کے واسطے جنگ ملتوی رہے جس کو فریقین نے منظور کیا اور صلح نامہ پر دستخط ہو گئے۔ اس مدت کے ختم ہونے کے قبل سلطان بہت سخت بیمار ہوا جب اس نے

[1] انگریزی مین جان کہتے ہین۔

دیکھا کہ میرا بچنا دشوار ہے تو اپنے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا اور اس خیال سے کہ
مبادا میرا بھائی یوسف[1] فساد برپا کرے اس نے فوراً خفیہ طور پر یوسف
کے قتل کا حکم جاری کیا جب یہ حکم قلعہ مذکور مین پہونچا تو یہان کا قائد شہزادہ یوسف
کے ساتھہ شطرنج کھیل رہا تھا یوسف نے اپنے حسن سلوک سے حاکم قلعہ
کو اپنا سچا دوست بنا لیا تھا۔ جب یہ حکم قائد نے پڑھا تو نہایت متفکر ہوا اور تا بدیر
حالت سکوت مین رہا یوسف اس کی پریشانی سے فوراً سمجھہ گیا کہ اب میرا زندہ
رہنا محال ہے اور جب بعد اصرار مضمون فرمان سے مطلع ہوا تو یوسف نے
درخواست کی کہ تھوڑی مہلت مجھکو دی جائے تاکہ مین اپنے رشتہ دارون سے
رخصت ہولون۔ یہ لوگ انہین باتون مین مشغول تھے اور حکم برندہ تعمیل حکم شاہی
مین تشدد کر رہا تھا کہ اتنے مین چند اعیان سلطنت وارد ہوئے اور سلطان محمد ہفتم
کے انتقال کی خبر سنائی اور یوسف کو تخت نشینی کی مبارکباد دی یوسف ان
اخبار بیم و رجا سے گاہے محزون و گاہے مسرور حالت سکتہ مین بیٹھا رہا مگر جب اس کے
ہوش و حواس درست ہوئے اور ان امرا کے کلام سے بوئی صدق آئی تو یہ فوراً
غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔

[1] جیسا کہ اوپر تحریر ہو چکا ہے محمد ہفتم نے تخت نشینی کی بعد ہی اپنے بڑے بھائی یوسف کو قلعہ شلوبانیہ مین مقید کر دیا تھا۔

سلطان **یوسف** نے جلوس کے بعد ہی بذریعہ امیر **عبداللہ** بادشاہ **قسطلہ** کو اپنی تخت نشینی کی اطلاع دی اس امیر نے یہان آکر بادشاہ سے کہا کہ ہمارے صلح پسند اور رحم دل سلطان کا دلی مقصد یہ ہے کہ اپنے ہمسایوں سے ارتباط و دوستی قایم رکھے تاکہ عامہ خلائق کو امن و آسودگی حاصل ہو۔ لہذا جو معاہدے کہ **محمد** مفتم نے تمہارے ساتھ کیے ہین اگر تم اون کو قایم رکھنا چاہو تو سلطان بلا تامّل اون کو منظور کرلے گا۔ بہت کچھ خط و کتابت اور معاہدون کے تغیر و تبدل کے بعد یہہ قرار پایا کہ دو سال تک جانبین سے جنگ ملتوی رہے بعد اختتام مدت مذکور سلطان **یوسف** نے اپنی نیک نیتی اور صلح کل طرز حکومت کا یہ دوسرا ثبوت دیا کہ اپنے بہائی **علی** کو بغرض توسیع مدت بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بھیجا مگر عیسائیون نے اس صلح آمیز طرز کو کم قوتی اور کم ہمتی پر محمول کیا اور یہ گستاخانہ جواب دیا کہ اگر تمہارا سلطان ہمکو سالانہ خراج دینا قبول کرے تو ہم تمہاری درخواست پر لحاظ کرین گے **علی** نے اس بیہودہ درخواست کو اوسی وقت نامنظور کردیا اور **غرناطہ** واپس چلا آیا۔

ان واقعات کے بعد ہی **فرڈلند** مع فوج کثیر **غرناطہ** کی سرحد مین داخل ہوا اور **انتقرہ** کا محاصرہ کرلیا۔ عربون نے فوج محصورین کی امداد کے واسطے

بہیجی اور اندر اور باہر دونون طرف کے عیسائیون کو اس قدر نقصان پہونچایا کہ قریب تہا کہ یہ ناکام اپنے ملک واپس چلے جائین۔ اسی اثنا مین **فرولند** نے امداد بہیجی اور یہ حکم دیا کہ قلعہ کے گرد ایک دیوار کہینچ دیجائے تاکہ وہ فوج جو قلعہ کے اندر مقیم ہے باہر نہ نکل سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور باوجودیکہ سلطان کے بہائی **علی** اور احمد نے باہر سے نہایت ہمت اور جرأت سے عیسائیون کا مقابلہ کیا۔ مگر اہل قلعہ کو رہائی نہ دیسکے اور بالآخر بوجہ فاقہ کشی اہل قلعہ نے اس وعدے پر کہ عیسائی صحیح وسالم چلے جانے دین گے قلعہ کا دروازہ کہول دیا اور عیسائی اس تمام حصہ ملک پر قابض ہوگئے۔

جبکہ سلطان اس جنگ مین مصروف تہا قلعہ **جبل الطارق** کی رعایا اپنے حاکم کے ظالمانہ طرز حکومت سے اس قدر پریشان ہوئی کہ بالآخر اوس نے خفیہ طور پر **ابوسعید** بادشاہ **فاس** سے درخواست کی کہ خدا کے لیئے اس ظلم وستم سے نجات دو اس بادشاہ کو ملک **اندلس** مین اپنی حکومت قایم کرنیکا خیال تک نہ تہا لیکن اس کے بعض خود غرض مشیرون نے بلاسبب اس کے ہمنام بہائی **ابوسعید** ایک باخدا اور صاف باطن شخص سے اس کو بدظن کردیا تہا لہذا اس کو یہہ عمدہ موقع اپنے بہائی کے باہر بہیجدینے کا ملا اور اس نے **ابوسعید** کو حکم دیا

کہ جہان تک جلد ممکن ہو سکے دو ہزار فوج لیکر اس قلعہ پر قبضہ کرلو ابو سعید
بادشاہ کے خیالات سے بالکل بے خبر حسب الحکم اندلس آیا اور جبل الطارق
کا محاصرہ کرلیا باوجودیکہ یہان کی رعایا نے اس کو ہر طرح مدد دی لیکن اس مستحکم
قلعے کو یہ شہزادہ فتح نہ کرسکا سلطان یوسف کو جب اس یورش کی خبر پہونچی تو
اس نے فوراً جو فوج کہ یہہ ایسے نازک وقت مین علیحدہ کرسکتا تہا اپنے بہائی
احمد کو دیکر حاکم قلعہ کی مدد کے لیئے بہیجا ابو سعید نے اس مدد کے آنے کی
خبر سن کر اپنے بہائی سے فوج و سامان کی درخواست کی مگر اس کے بہائی کی
خواہش یہی یہی تہی کہ یہ شہزادہ کسی طرح گرفتار و قتل ہو اس نے چند بیکار جہاز جو
جنگ مین کچہہ بہی مدد نہ دے سکتے تہے ظاہرا ہمدردی جتانے کے لیئے بہیجے
شہزادہ ابو سعید نے جب اپنے بہائی کو اس قدر بے پروا اور اپنے مین قوت
مقاومت نہ پائی تو اس نے احمد سے اس شرط پر صلح کرلی کہ باغی رعایا کی خطا
معاف کردی جائے گی احمد اس شہزادہ کے ساتہہ نہایت اخلاق و مروت سے
پیش اور اس کو اپنے ہمراہ بطور مہمان لیکر پایۂ تخت واپس آیا اس واقعہ کے کچہہ روز
بعد بادشاہ فاس نے بذریعہ سفیر یہہ درخواست کی کہ ابو سعید کسی ترکیب سے
مار ڈالا جائے۔ مگر یوسف کو اپنے بہائی کی ظلم و زیادتی اور اپنی سادہ دلی اور

نیک نیتی یا دہشی اس نے صرف اس درخواست ہی کو نا منظور نہین کیا بلکہ
بادشاہ کے خطوط اوس کے بہائی کو دکہا دئے اور کہا کہ اگر تو اپنے بہائی سے
انتقام لینا چاہے تو مین تجہکو فوج اور روپئے سے ہر طرح مدد دینے پر راضی
اور اگر تو اس کی اس قبیح حرکت سے درگزر کرے تو مین تجہکو یہان عمدہ سے
عمدہ مکانات رہنے کے لیئے دینے کو تیار ہون **ابو سعید** اپنے بہائی
کے اس ارادے سے بالکل لاعلم اس کے ساتہہ دلی محبت رکہتا تہا۔
جب اس کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے محض اس کی تباہی کے لیئے اس کو **اندلس**
بہیجا تہا غم و غصے سے اس کی حالت متغیر ہوگئی اور اس نے فوراً انتقام کا
قصد ظاہر کیا **یوسف** نے تمام سامان جنگ اس کے لیئے مہیا کر دیا۔ سنہ ۸۲۰ھ
مطابق سنہ ۱۴۱۷ع مین یہہ **المیریہ** سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا ادہر بادشاہ
فاس مطمئن تہا کہ **یوسف** نے ضرور اب تک **ابو سعید** کا کام تمام کر دیا ہوگا۔
کہ دفعتاً اس کو خبر پہونچی کہ شہزادہ عربون کی فوج اور نیز افریقہ کے مختلف قبیلون کو
ساتہہ لیئے دارالسلطنت کی طرف بعجلت تمام آرہا ہے۔ شہر **فاس** کے قریب
جنگ واقع ہوئی بادشاہ کو شکست کامل ملی اور یہ شہر مین پناہ گزین ہوا۔ رعایا نے
جب دیکہا کہ بادشاہ کی حفاظت مین قریب قریب تمام فوج کام آچکی ہے اور **ابو سعید**

کی فوج مین کسی طرح کی کمی نظر نہین آتی بلا اجازت دروازے شہر کے کھول دیئے اور شہزادہ **ابوسعید** کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔ اس کے بھائی سلطان **ابو اسعید** نے چند روز کی قید سخت کے بعد رحلت کی **ابوسعید ثانی** نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے معاون و سرپرست سلطان **یوسف** کو قیمتی تحفے بھیجے اور مدت العمر اوسکا سچا خیر خواہ بنا رہا

۸۲۰ھ مین **فرڈلنڈ** نے حسب خواہش **یوسف** دو سال کے لیئے صلح کر لی اور جب **یحییٰ**[1] عمر بلوغ کو پہونچا اور اپنے چچا کو علیحدہ کر کے عنان حکومت کو اپنے ہاتھ مین لیا تو اپنی مان کے حسب ہدایت صلح کی مدت کو بڑھا دیا۔

یوسف کے عدل و صلح پسند طرز حکومت کا اثر مسلمانون اور عیسائیون دونون پر ایسا پڑا تھا کہ عیسائی محکوم و غیر محکوم اپنے نزاعون کے تصفیہ کا دارومدار اسی پر منحصر کرتے تھے[2] **یوسف** نے ۸۲۳ھ مطابق ۱۴۲۰ء مین انتقال کیا اور جنت العریف مین جہان شاہان **غرناطہ** مدفون تھے دفن ہوا۔

یوسف کے بعد اس کا بیٹا **محمد ہشتم** سریر آرائے حکومت ہوا معاملات خارجہ مین یہہ **یوسف** کی تقلید کرتا رہا۔ چنانچہ تخت نشینی کے بعد ہی اس نے سفیرون کو

---

[1] یعنی جان بادشاہ قسطلہ۔ [2] یہ کوئی چھوٹی سی بات نہین کی عیسائی نسبت اپنی جمعقوم ہم مذہب بادشاہون کے ایک مسلمان کو اپنا قاضی بنائین اس کے متعلق جس سے عربون کی کمال عدل گستری اور روشن خیالی ثابت ہوتی ہے مین نے اپنے دیباچہ مین اقوال مورخین اہل یورپ پیش کر کے اس واقعہ کو ثابت کیا ہے۔ دیکھو جلد اول دیباچہ صفحہ ۱۔ نوٹ (۱)

قسطلہ اور افریقیہ بھیجا اور موجودہ معاہدون کی تجدید کے بعد ان کی تکمیل و
وتعمیل مین اس نے سرمو فرق نہ ہونے دیا اور ان بادشاہون کو اپنا دوست
بنائے رکھا۔ کاش یہ اپنی عزیز رعایا کے ساتھہ بھی اسی قسم کا برتاؤ رکھتا اور
ان کی دل جوئی کرتا تو یہ بھی مثل اپنے باپ کے ہر دل عزیز بنا رہتا مگر افسوس
کہ دشمنون کے ساتھہ تو اس نے دوستانہ تعلقات قائم کیئے اور اپنے
دوستون کے ساتھہ نہایت بے اعتنائی و بے وفائی سے پیش آیا۔ رعایا
تو ایک طرف امرا اور اعیان سلطنت کو بھی یہ نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا
اور علانیہ ان کی توہین و آبروریزی کرتا اور اپنی اس نازیبا حرکت سے نہایت
محظوظ ہوتا تھا۔ اوس زمانہ مین امیرزادے بلکہ تمام ملک کے شرفا فن سپاہ گری
پر فخر اور اس کے حاصل کرنے مین کوشش بلیغ کرتے اور روزانہ خاص
خاص مقامات پر جمع ہوکر مشق مین مصروف رہتے تھے۔ ان لوگون کو اسطرف
راغب کرنے کی غرض سے بادشاہ وقت بذات خود ان کامون مین ان کا
شریک رہا کرتا تھا لیکن محمد ہشتم نے ان تمام باتون کو یکلخت موقوف کر دیا۔
یہہ دن رات اپنے محل مین پڑا رہتا اور صرف اپنے کم رتبہ ملازمون کی صحبت
مین اپنا عزیز وقت خراب کیا کرتا تھا آخرکار ان حرکات نازیبا اور افعال ناشایستہ

نے امیر و غریب کو اس سے متنفر کر دیا اگر لایق اور خاندانی قاضی غرناطہ امیر یوسف
اس کا وزیر موجود نہ ہوتا تو رعایا اس کو ضرور تخت پر سے اوتار دیتی۔ اس امیر کی
محض ذاتی وقعت اور رعب داب نے عامہ خلایق کو بغاوت سے باز رکھا۔
مگر بے اعتدالیون کی بھی ایک حد ہوتی ہے جب ظلم و زیادتی اپنی حد سے
تجاوز کر گئے تو وزیر **یوسف** بھی جو سلطان کو راہ راست پر لانے سے
بالکل ناامید ہو چکا تھا بغاوت کو نہ روک سکا اور **محمد الصغیر** نے ایک روز
موقع پاکر شہر پر قبضہ کر لیا **محمد ہشتم** بدقت تمام شہر سے باہر آیا اور ایک غریب
ملاح کی شکل بنائے **ابو فارس** بادشاہ **تونس** کے پاس بھاگ آیا۔
اس بادشاہ نے اس کی بہت کچھ خاطر و مدارات کی اور مدد دینے کا بھی وعدہ کیا
محمد نہم نے ملک پر قبضہ کرتے ہی امراء کو اپنا طرفدار بنانا چاہا ایک حد
تک اس مین کامیابی بھی ہوئی مگر اس سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ اس نے وزیر
یوسف کو بلاوجہ اپنا دشمن بنا لیا۔
یوسف جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہین ایک مشہور خاندان کا رکن اور باوقعت
امیر اور دیگر عمائد سلطنت سے قرابت رکھتا تھا اس کو اپنے دوستون اور رشتہ دارون سے
سلطان کی بدظنی معلوم ہوئی تو یہ مع پندرہ سو امیرون کے **مرسیہ** بھاگ آیا

اور یہان سے اس نے بعد حصول اجازت بادشاہ قسطلہ کے پاس جاکر محمد
نہم کی ظلم و زیادتی کی شکایت کی اور اس کو اپنے بادشاہ یعنی محمد ہشتم کی مدد پر
آمادہ کرنا چاہا اس عیسائی نے مسلمانون کو آپس مین لڑانے کا عمدہ موقع دیکھا۔
اور بعد غور و تامل کے راضی ہوگیا اور رائے دی کہ چند باغی امیر اس کے سفیر کے
ساتھہ بادشاہ طولنس کے پاس جائین اور اس کو اپنا معاون بنانے کی کوشش
کرین۔ بادشاہ مذکور پہلے ہی سے ہموار کرچکا تہا اس سفارت کے پہونچتے ہی
اس نے پانچسو سوار اور ایک معقول رقم فوج و سامان کے لیئے
دیکر محمد ہشتم کو اندلس روانہ کیا۔ یہان وزیر یوسف نے اپنے آقا کے اگلے
برتاؤ کا اثر بہت کچہہ مٹا دیا تہا۔ جب سلطان اندلس مین داخل ہوا تو صوبہ المیریہ
کی رعایا نے اس کی مدد دینے کا اقرار کیا محمد نہم کو جب اس کے اندلس مین
آنے اور اس کامیابی کی اطلاع ہوئی تو اس نے بہ تعجیل تمام اپنے بہائی کو
سات سو سوار دیکر اہل فریقہ کے مقابلے کے لیئے بہیجا مگر یوسف کے طرفداروں
نے سازش کا ایسا جال بچہایا تہا کہ جب دونون فوجین ایک دوسرے کے سامنے
ہوین تو آدہے سے زیادہ عرب اپنی بادشاہ سابق سے آملے اور الصغیر کا بہائی
غرناطہ بہاگ آیا محمد ہشتم آگے بڑہتا ہوا غرناطہ پہونچا الصغیر نے پہلے مقابلہ کا

قصد کیا اور الحمرا مین قلعبند ہوگیا لیکن جب دیکھا کہ تمام رعایا اس کے بھائی کی مدد پر آمادہ ہے تو اس نے اپنے مشیرون کے حسب ہدایت قصر کے دروازے کھول دئے۔ سلطان نے الصغیر کو فوراً قتل کرڈالا اور دوبارہ ۸۳۳ھ مطابق ۱۴۳۰ء مین تخت پر بیٹھا۔

تجربے نے سلطان محمد ہشتم کو اب ہوشیار کردیا تہا اس نے اپنی طرز حکومت کو بالکل بدل دیا اور اپنی عزیز رعایا کی دل جوئی اور دل سوزی سے بنیاد سلطنت کو مستحکم کرنا چاہا اور اپنے سچے خیرخواہ یوسف کو اپنا وزیر اعظم مقرر کیا بعد ازان سلطان نے کوشش کی کہ باہمی بادشاہ قسطلہ سے دوامی صلح کا معاہدہ ہوجائے بادشاہ قسطلہ نے جواب دیا کہ جو رقم کہ مین نے تم کو بطور قرض دی تہی اوس کو اور مجہکو خراج دینا قبول کرو۔ محمد ہشتم نے ان شرائط کو نامنظور کردیا۔ چونکہ اوسی وقت یہ عیسائی بادشاہ اپنے ہم مذہبون کے ساتہہ جنگ مین مشغول تہا کسی قسم کا فساد برپا نہ ہوا لیکن اس نے بادشاہ تونس سے سلطان کی وعدہ خلافی اور احسان فراموشی کی شکایت کی اور اوس کو راضی کرلیا کہ اگر ہم دونون مین لڑائی ہوئی تو وہ سلطان کی مدد کریگا بادشاہ تونس نے سلطان کو مشورہ دیا کہ اس عیسائی کی جائز درخواستون کو منظور اور جو رقم اس نے دی تہی وہ ادا کردی۔ اسی اثنا مین

یحییٰ[1] نے باغی عیسائیون سے صلح کرلی اور دو مختلف راستون سے غرناطہ پر حملہ کیا۔ جس فوج نے قازرلا پر یورش کی تھی اوس کو عربون نے کامل شکست دی مگر قمر قاش کی طرف عیسائیون نے متعدد قلعون کو فتح کیا اور اوس حصۂ ملک کو تباہ اور تاراج کرتے ہوئے بے انتہا مال غنیمت کے ساتھہ قرطبہ واپس چلے گئے۔

باوجودیکہ رعایا نے سلطان کا پورے طور پر ساتھہ دیا اور سلطان نے بھی اپنے کو عملاً خیرخواہ قوم اور ملک ثابت کردیا تھا۔ تاہم بعض خودغرض کوتہ اندیش امیرون کی طرف سے اس کو اطمینان نہ تھا۔ چنانچہ اس کا یہ شبہ صحیح نکلا اور ایسے نازک وقت پر جبکہ عیسائی ملک کو برباد کررہے تھے ایک مشہور و متمول امیر یوسف ابن الاحمر نے بغاوت کے علم کو بلند اور بادشاہ قسطلہ کو دوبارہ جنگ پر بدین وعدہ آمادہ کیا کہ تادم مرگ مین اپنے سر پر پست[2] کو خراج ادا کرتا رہونگا اور بوقت ضرورت آٹھہ ہزار فوج سے مدد دونگا۔ عیسائی کے لیئے یہ بغاوت نعمت غیرمترقبہ تھی اس نے بلاتامل اس امیر کی درخواست کو قبول کرلیا۔ باغی مسلمان اور عیسائی دونون البیرہ کے پہاڑون کے دامن مین خیمہ زن

[1] یعنی جان بادشاہ قسطلہ۔ [2] یعنی بادشاہ قسطلہ۔

ہوئے یہان ایک جنگ عظیم واقع ہوئی اور صبح سے شام تک دونون فوجین
برابر لڑتی رہین شام کے قریب جب سلطان نے دیکھا کہ ہزارون مسلمان شہید
ہوگئے اور جو باقی رہ گئے ہین وہ دشمنون کی نسبت بہت کم ہین ہجوم رنج والم سے
پریشان شہر مین داخل ہوا۔ عیسائی فوج کا بھی ایک بہت بڑا حصہ کام آچکا تہا اور جو
فوج کہ باقی رہ گئی تہی وہ اس قابل نہ تہی کہ دوسرے روز اپنی اس کامیابی سے
کچھہ فائدہ اوٹہائے۔ پس بادشاہ **قسطلہ** نے **ابن الاحمر** کے اصرار اور خوشامد
پر توجہ نہین کی اور **قرطبہ** واپس چلا گیا۔ مگر یہان پر اس باغی امیر کا دل بڑہانے کی
غرض سے بادشاہ **قسطلہ** نے دربار عام مین اس کو اپنی طرف سے بادشاہ **غرناطہ**
بنایا اور آیندہ مدد دینے کا وعدہ کیا **ابن الاحمر** حدود **غرناطہ** مین داخل ہوا اور
رندہ اور **لوشہ** وغیرہ مقامات پر سرحدی عیسائیون کی مدد سے قبضہ کر لیا۔ اور
یہان سے اس نے ایک خط شکریہ کا بادشاہ **قسطلہ** کے پاس بہیجا اس مین اسنے
اس عیسائی کو اپنا سرپرست تسلیم اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا اور نیز یہ تحریر کیا
کہ بروقت جنگ فوج وسامان سے اپنے سرپرست کی مدد کرتا رہون گا اور جب
کبھی بادشاہ جبل **طلیطلہ** سے گزر کر **غرناطہ** کی طرف آئے تو یا تو بذات خود دربار
مین حاضر ہوکر اپنی اطاعت وفرمان برداری کا ثبوت دونگا اور اگر نہ آسکا تو اپنی امرا کو نیابتاً بہیجونگا

عیسائیون کا دلی مقصد یہی تہا کہ یہ چہوٹا سا حصہ ملک اندلس کا جو مسلمانونکے قبضہ مین باقی رہ گیا ہے اس پر بہی کسی نہج سے قابض ہوجائین لہذا بادشاہ قسطلہ نے اس بغاوت کے قایم رکہنے کی کوشش کی اور ابن الاحمر کو فوج وسامان سے مدد دیتا رہا۔ یہ امیر امداد کے پہونچتے ہی غرناطہ کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان نے بہی اپنے جان نثار وزیر یوسف کو اس کے مقابلہ کی غرض سے بہیجا۔ ۸۳۹ھ مطابق ۱۴۳۶ء مین ان دونون امیرون مین بہت سخت لڑائی واقع ہوئی جس مین وزیر یوسف قتل ہوا اور اوس کی فوج ہزیمت خوردہ غرناطہ کی طرف بہاگ گئی۔ اس شکست سے اہل غرناطہ کچہہ ہراسان و مرعوب ہوئے کہ سب نے سلطان محمد کو مشورہ دیا کہ دشمن غرناطہ کے قریب آپہونچا ہے اور ہمارے پاس اتنی فوج نہین کہ ہم اس کا مقابلہ کرین بہتر ہوگا کہ اس کے آنے کے قبل ہی تو یہان سے چلا جا۔ سلطان کو مجبوراً اس رائی کی پابندی کرنی پڑی اور یہ مع اپنے عیال و اطفال اور جو خزانہ کہ الحمرا مین جمع تہا لیکر مالقہ مین جہان ہنوز اس کے طرفدار باقی تہے پناہ گزین ہوا۔

ابن الاحمر نے جب میدان کو بالکل خالی پایا تو اس نیت سے کہ رعایا بد دل نہ ہوجائے تمام فوج کو اس نے شہر کے باہر چہوڑا اور صرف چہہ سو سوارون کے

ساتھہ **غرناطہ** مین داخل ہوا اور **قصر الحمرا** مین تمام امرا و اعزہ شہر کو حاضری کا حکم دیا اور سب سے اطاعت و فرمان برداری کا حلف لیا۔ اور پھر اس نے ایک خط بمضمون ذیل بادشاہ **قسطلہ** کو بھیجا۔

یوسف محمد ابن الاحمر بادشاہ **غرناطہ** تمہارا مطیع و فرمان بردار بعد اظہار عقیدت و نیازمندی معروضہ کرتا ہے کہ مین سیدہا **غرناطہ** آیا اور یہان کے تمام امرا اور علما نے مجھکو اپنا بادشاہ تسلیم کیا۔ یہہ دن مجھکو خدائی تعالیٰ کے فضل و کرم اور تمہاری عنایت و مدد سے نصیب ہوا۔ سلطان **محمد ہشتم** مع اپنے رشتہ دارون کے **مالقہ** کی طرف بھاگ گیا لیکن جانے کے قبل جو مال و اسباب کہ **الحمرا** مین جمع تہا تمام و کمال اپنے ساتھہ لے گیا اور اب مین نے تمہارے فوجی افسر کو سلطان کے تعاقب مین **مالقہ** روانہ کیا ہے مجھکو امید ہے کہ اپنے سرپرست کی مدد سے مین اس کو گرفتار کرلون گا"

یہہ عیسائی مسلمانون کی بربادی کی خبر سن کر دل مین بہت خوش ہوا۔ اور **ابن الاحمر** کو اس کامیابی کی مبارکباد دی۔ اس کے بعد ہی بادشاہ **تونس** کا ایک خط اس کے پاس بدین مضمون پہونچا کہ "سلطان **محمد** کو زیادہ پریشان کرنا مجھکو گوارا نہین مین امید کرتا ہون کہ تم اپنی رقم وصول کرنے پر اکتفا کروگے" اس

عیسائی نے سلطان محمد کی حالت پر بہت کچھ رنج و افسوس ظاہر کیا اور لکھا کہ
"مین خود سلطان کو تخت سے علیحدہ کرنا نہین چاہتا تھا لیکن جب یہ فعل وقوع مین
آچکا ہے تو اب اس کا انسداد میرے دست قدرت مین نہین ہے مجھکو البتہ اس کے
دشمنون کی مدد دینے کا اعتراف با افسوس ہے"

ابن الاحمر کو یہ خلاف امید کامیابی اس وقت حاصل ہوئی تھی کہ جب
اس کا آفتاب عمر قریب غروب پہونچ چکا تھا۔ چنانچہ تخت نشینی کے چھ مہینے کے
بعد اس نے انتقال کیا اور محمد ہشتم تیسری بار تخت پر بیٹھا۔ اس نے امیر عبد الحق
کو اپنا وزیر مقرر کیا اور اس کے حسب رائے شاہان قسطلہ و تونس سے صلح
کی درخواست کی عیسائیون نے بمصلحت وقت ایک سال جنگ کو ملتوی رکھا
اس مدت کے ختم ہوتے ہی باہمی محاربات شروع ہو گئے جن مین کبھی عیسائی اور
کبھی مسلمان غالب ہوتے ۸۴۰ھ م ۱۴۳۷ء اور ۸۴۱ھ مین امیر عبد البار فوج
عرب کے مشہور سپہ سالار نے قمر قاش اور وادی آش کے قریب عیسائیونکو
متواتر شکستین دین اور ان کے علم اور سامان پر قبضہ کر لیا۔

جبکہ عرب اس طرف جنگ مین مصروف تھے عیسائیون نے دوسری طرف
ان کے ملک پر حملہ کیا اور بعض بعض مشہور شہرون اور قلعون کو فتح کر لیا۔ سلطان محمد

نے جب دیکھا کہ اس کی فوج مین اب مقابلے کی قوت باقی نہین رہی تو اس نے
عیسائیون کو صلح پر آمادہ کرنا چاہا مگر بادشاہ قسطلہ نے ایسے شرائط پیش کیے
جن کو یہ اگر منظور کر لیتا تو قلعہ وادی آش اور بنیرہ جو یہ تخت کے بالکل قریب
تھے عیسائیون کے قبضے مین چلے جاتے مجبوراً اس کو جنگ کا سلسلہ قایم رکھنا
پڑا۔ اس اثنا مین عیسائیون نے جبل الطارق کا محاصرہ کر لیا ان کی متواتر
کامیابیون نے ان کو ایسا بے فکر کر دیا تھا کہ عیسائی میدان جنگ کو اپنا گھر سمجھکر
آرام سے سو رہا کرتے تھے۔ اہل قلعہ نے ایک رات موقع پاکر ان کی فوج
پر شبخون مارا۔ اس مین عیسائیون کے بعض مشہور افسر قتل ہوئے اور فوج حالت
پریشانی مین جدہر منہ اوٹھا بھاگ نکلی۔ بہت قتل ہوئے ہزارون دریا مین ڈوبکر
مر گئے۔ جس وقت عرب جبل الطارق کی دیوارون کے سامنے عیسائیونکو
قتل و غارت کر رہے تھے قریب قریب اوسی وقت سلطان محمد کے وزیر یوسف
کا بیٹا ابن سراغ ایک مشہور عیسائی افسر دان پیریا کو قمرقاش کے قریب
مین شکست دے رہا تھا مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر جب عرب عیسائیون کو
شکست دے چکے تھے ابن سراغ نے جوش فتح مین اور عیسائی افسر
نے بحالت یاس و ناامیدی میدان جنگ مین جان دے دی۔

قسمت کے اس طرح ایک دفعہ پھر جانے اور عربون کے ظفریاب ہونے سے
بادشاہ **قسطلہ** کی ہمت ٹوٹ گئی اور ایک زمانے تک عیسائیون نے **غرناطہ**
کا رخ نہ کیا لیکن عربون کی عظیم الشان کامیابی ان کے لیئے باعث مضرت ہوئی
اس لیئے کہ جب سلطنت کو عیسائیون کی یورشون سے امن ملا تو خانہ جنگی کے آثار
نمودار ہونے لگے۔ اس خانہ جنگی مین **محمد ابن اسمٰعیل** اور **ابن عثمان** سلطان
کے دو بھتیجے بھی شریک تھے **ابن عثمان** اوس زمانہ مین **المیریہ** مین مقیم تھا۔
اس کو جب پایہ تخت مین بغاوت کی خبر پہونچی تو یہ خفیہ طور پر **غرناطہ** آیا اور باغیون کا معین
و مددگار ہو کر بغاوت کو اس قدر بڑہایا کہ یہ آخر الامر **الحمرا** پر قابض ہو گیا اور بادشاہ
کو تیسری بار تخت سے اوتار کر قید کر دیا۔ ۸۴۹ھ مطابق ۱۴۴۵ء مین **عبدالباسط**
نے جو بادشاہ کی گرفتاری کے بعد شہر سے بھاگ گیا تھا اس کا مقابلہ کرنا چاہا۔
یہ امیر دیرینہ سال و دور اندیش آدمی تھا۔ اس نے یہ دیکھا کہ اگر مین سلطان **محمد** کی
رہائی کی غرض سے جنگ کو شروع کرتا ہون تو اس کا پہلا نتیجہ یہ ہوگا کہ **محمد ابن**
عثمان سلطان کو مروا ڈالیگا بہتر یہ ہے کہ شہزادہ **ابن اسمٰعیل** کے نام سے فوجکشی
کی جائے۔ چنانچہ اس امیر نے فوراً **ابن اسمٰعیل** کو اپنے ارادے سے آگاہ کیا
اس شہزادہ نے پہلے بادشاہ **قسطلہ** سے مدد کا وعدہ لیا۔ اور پھر امیر **عبدالباسط** سے آملا۔

ابن عثمان نے یہ سنا کہ عیسائی اسمٰعیل کی مدد پر آمادہ ہین تو اس نے
ان کو اس ارادے سے باز رکھنے کے واسطے ان کے ایک قلعہ مورل کو
بعد حملہ سخت فتح کر لیا اس فتح کا رعب قرب وجوار کے عیسائیون پر ایسا پڑا کہ یہ لوگ
شہرون اور قلعون کو چھوڑ کر ایک نہایت مستحکم قلعہ ظلمہ نامی مین پناہ گزین ہوئے
ابن عثمان بھی ان کے عقب مین بتعجیل تمام پہونچا اور قلعہ مذکور کا محاصرہ
کر لیا اگرچہ عیسائی بمقابلہ عربون کے اقل قلیل اور بوجہ شکست سابق نہایت
پریشان حال تھے مگر اونہون نے ہمت و بہادری سے مسلمانون کے حملون کا
جوابدیا۔ اور جب تک کہ ایک ایک عیسائی نے اپنی جان کو اس قلعہ پر تصدق نہ کیا
عربون کو آگے بڑھنے نہ دیا۔

۸۵۲ھ مطابق ۱۴۴۸ء مین سلطان ابن عثمان نے اپنی فوج کو چند
حصّون مین تقسیم اور مختلف راہون سے عیسائیون پر حملہ کرنے کا حکم دیا اور ایک دستہ
فوج کا ابن اسمٰعیل کے مقابلے کے لیے بھی بھیجا یہ تیاری جنگ مین مصروف
تھا کہ اسی اثنا مین اس کو خبر فرحت اثر پہونچی کہ شاہان ارغون اور[1] بونیہ بادشاہ
قسطلہ کے ساتھ جنگ کا ارادہ رکھتے ہین۔ اس نے اوسی وقت سے عیسائیون کو

[1] یہ دونون بادشاہ قوم عیسائی سے تھے۔

آپس مین لڑانے کی کوشش شروع کی اور فوراً اپنے سفیر ارغون اور اربونیہ بھیجکر ان بادشاہون کو اس امر پر راضی کیا کہ اگر یہ دونون قسطلہ پر حملہ آور ہون تو یہ بھی اس طرف سے یورش کریگا۔ چنانچہ حسب قرارداد ۸۵۴ھ مطابق ۱۴۵۰ء مین سلطان بذات خود مع لشکر کثیر صوبہ مرسیہ کو تاخت وتاراج کرتا اور فوج قسطلہ کو شکست دیتا ہوا بہت کچھ مال غنیمت کے ساتھہ غرناطہ واپس آیا۔ اسی طرح سال آیندہ بھی بشراکت شاہ ارغون اور اربونیہ عربون نے پھر فوج کشی کی ابن عثمان نے ابکی دفعہ اندلوسیہ پر حملہ کیا اور جس طرح مرسیہ کو اس نے تباہ کیا تہا اس ملک کو بھی جہان تک ممکن ہوسکا خراب کرتا رہا اگر یہ چاہتا تو قرطبہ کا محاصرہ کرلینا کوئی مشکل امر نہ تہا لیکن اس دفعہ بھی اس نے اس قدر کامیابی پر اکتفا کی۔

امیر عبدالبار کا جس نے ابن اسمٰعیل کو بغاوت پر آمادہ کیا تہا ایک بیٹا محمد نامی تہا اور یہ غرناطہ مین ایک عورت پر ایسا فریفتہ وعاشق ہوا کہ جب ابن عثمان نے اس شہر پر قبضہ کیا اور عبدالبار یہان سے جانے لگا تو محمد نے اپنے باپ کے ساتھہ آنے سے انکار کردیا تہا اسی وفاداری اور بہادری کے باعث ابن عثمان نے اپنے دشمن کے بیٹے کو اپنے زمرہ

مصاحبین مین داخل کیا اور ہر طرح اس کو اپنا دوست اور خیرخواہ بنانے کی
کوشش کی۔ جب اس کو اطمینان کامل ہوگیا کہ یہ مجھ سے بے وفائی نہ کریگا
تو اب سلطان نے محمد ابن عبد البار کو فوج دیکر مرسیہ کی طرف بھیجا۔
پہلے پہل اس نوجوان امیر نے اپنے مفوضہ کام کو اس خوش اسلوبی سے
انجام دیا کہ اس کو اس مہم مین پوری کامیابی حاصل ہوئی۔ لیکن ایک تو عالم شباب
اور پھر اوس پر جوش فتح اس نے صرف مرسیہ کے قلعون اور شہرون کے
فتح کرنے پر قناعت نہین کی بلکہ بلا تامل لارقہ پر حملہ آور ہوا۔ یہ ہنوز اس شہر کے
سامنے وارد ہی ہوا تھا کہ ایک جمعیت کثیر عیسائیون کی اس شہر مین سے نکلی اور
امیر محمد کی تھکی ماندی فوج پر یورش کی۔ اس جنگ نے اس نوجوان امیر کی فتح
کو مبدل بہ شکست کر دیا اور یہ ہزیمت خوردہ صرف چند ہمراہیون کے ساتھ غرناطہ
واپس آیا۔ ابن عثمان کو جب اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے محمد ابن
عبد البار کو طلب کیا اور یہ کہا کہ "جب تو نے اپنی بہادر فوج کے ساتھ مرنا پسند
نہین کیا اور میدان جنگ سے اپنی فوج کو مردہ چھوڑ کر بھاگ آیا تو اب مین تجھکو
اس نامردی کی سزا جیلخانہ مین دونگا۔ چنانچہ اوسی وقت یہ بدقسمت امیر ہارڈالا گیا۔"
ہم اوپر تحریر کر آئے ہین کہ ابن اسمٰعیل محض بادشاہ قسطلہ کے بہروسہ پر

عبدالبار وغیرہ باغی امراء کا شریک حال ہوا تھا مگر قبل اس کے کہ بادشاہ مذکور ایفائے وعدہ کرتا **اربونیہ** اور **ارغون** کے عیسائیون نے **ابن عثمان** کی شرکت سے **قسطلہ** پر حملہ کیا تھا اور سلطان کو ایک عمدہ موقع اپنے دشمن سے انتقام لینے کا ملا تھا **ابن اسمٰعیل** کو مجبوراً معرکہ آرائی ملتوی کر دینی پڑی اور یہ اس امر کا منتظر رہا کہ اس کے دوست اور معاون کو خانہ جنگی سے نجات ملے تو یہ حسب وعدہ مدد طلب کرے۔ آخر الامر بادشاہ **قسطلہ** نے بمشکل شاہان **اربونیہ** اور **ارغون** کو صلح پر راضی کیا اور **ابن عثمان** کی طرف متوجہ ہوا۔ ۸۵۹ھ مطابق ۱۴۵۴ء مین **ابن اسمٰعیل** نے مدد کے پہونچتے ہی **غرناطہ** پر یورش کا قصد کیا یہان متواتر کامیابیون نے **ابن عثمان** کو اس قدر مغرور اور متکبر بنا دیا تھا کہ اس نے بخلاف عادت منصفانۂ سابق ظلم و زیادتی شروع کر دی تھی اور بعض نامی امراء کو بلاوجہ قتل کر ڈالا تھا امراء اور عامۂ خلائق دونون روز بروز اس سے بددل ہوتے جاتے تھے۔ اس نے بدقت تمام فوج کو فراہم کیا اور **ابن اسمٰعیل** کے مقابلے کی غرض سے آگے بڑھا لیکن اس کے ظلم نے فوج کے شوق جنگ اور جوش شجاعت کو بجھا دیا تھا۔ اس جنگ مین اس کو کامل شکست ملی اور یہہ **غرناطہ** پہاگ آیا یہان پہونچکر اسنے دیکھا کہ تمام رعایا علانیہ اس کی مخالفت پر آمادہ ہے اسنے نازک

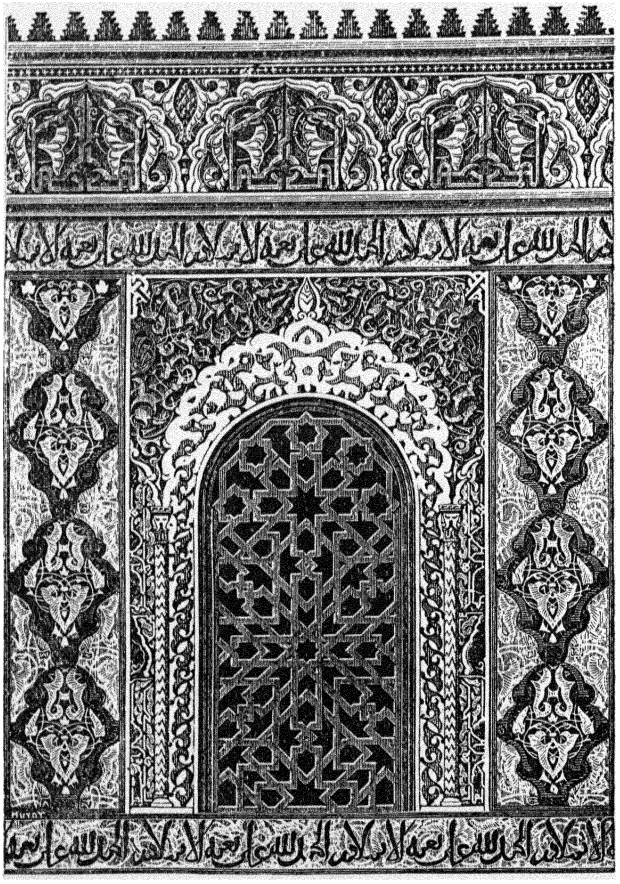
وقت پر بھی اس نے اپنے مذموم طرز کو نہ چھوڑا اور بعض امرا کو قصر الحمرا مین قتل کر ڈالا۔ بعدہ مع چند خاص مشیرون کے بھاگ کر پہاڑون مین پناہ گزین ہوا ابن اسمٰعیل بلا تعرض دار السلطنت غرناطہ مین داخل ہوا اور اوسی روز اس کی تخت نشینی کا تمام ممالک محروسہ مین اعلان کیا گیا۔ ان واقعات کے چند روز بعد اس کے دوست اور معاون یحییٰ بادشاہ قسطلہ نے انتقال کیا اور اوس کا بیٹا وان انریق تخت نشین ہوا اس زمانہ سے سلطان کے انتقال تک جو ۸۷۰ھ مطابق ۱۴۶۶ء تک واقع ہوا۔ عیسائیون کے ساتھ سلسلہ جنگ کا قائم رہا جسمین اس کے بیٹے ابو الحسن نے کمال ناموری حاصل کی۔

باب ہفتم

ابوالحسن کی تخت نشینی صحرہ پر عربون کا قبضہ۔ جنگ الحمّہ۔ عربونکی شکست۔ الرنجل کی بغاوت۔ لوشہ کا محاصرہ۔ عیسائیون کی شکست۔ انقلاب غرناطہ۔ ابوعبداللہ فردلند۔ ملاقہ ادرالمیریہ اور باجہ پر عیسائیون کا قبضہ۔ خانہ جنگی۔ عربون کی شکست جنگ غرناطہ۔ عیسائیون کی عہد شکنی۔ عربون کا ملک اندلس سے اخراج۔

سنہ ۸۷۰ھ مطابق سنہ ۱۴۶۶ء مین سلطان ابن سمعیل نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا ابوالحسن مسند فرمانروائی پر متمکن ہوا۔ زمانہ اب بالکل بدل چکا تہا اور وہ عیسائی بادشاہ جنہون نے سلطان کے باپ اور دادا کے ساتھہ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی ہمیشہ خواہش کی تہی اور بروقت ضرورت ان کی مدد بہی کرتے رہتے تہے مرچکے اور بجائی اون کے فردلند[1] اور اس کی بیوی ازابیلا قسطلہ مین حکمران تہے۔ یہہ دونون باوجود کم سنی بے حد متعصب اور اس فکر و کوشش

[1] فردلند اور ازابلا کی شادی کے بعد اغون نے قسطلہ مین شریک ہوگیا تہا۔



مسجد الحمراء کی ایک کھڑکی

مین تھے کہ جو ملک عربون کے قبضے مین باقی رہ گیا ہے اس کو کسی طرح اپنے دائرہ حکومت مین شریک کرلین اور اگر ممکن ہو تو ایک مسلمان کو بھی اس جزیرہ نما ملک مین زندہ نہ چھوڑین - ۸۸۰ھ مطابق ۱۴۷۶ء مین **فرڈلند** نے سلطان کو لکھا کہ اگر تم صلح چاہتے ہو تو بلا عذر ہم کو خراج دینا منظور کرو **ابوالحسن** نے جواب دیا کہ **غرناطہ** کے دارالضرب مین اب سونے کے سکے کے عوض فولادی شمشیرین اور سنانین عیسائیون کے جگر چاک کرنے کی غرض سے تیار ہوتی ہین - یہ جواب اس نوعمر سلطان کا غرور و لاف زنی پر مبنی نہ تھا بلکہ جیسا آیندہ بیان کیا جائے گا اس نے مصمم قصد کرلیا تھا کہ یا تو اس ملک مین جہان ہم کو آٹھ سو برس گزر چکے ہین آزادانہ بلا شرکت غیرے حکومت کرین گے یا میدان جنگ مین اپنی جانین دے دین گے تاہم چند سال جنگ ملتوی رہی -

۸۸۶ھ مطابق ۱۴۸۱ء مین **ابوالحسن** نے دفعتاً اپنی پوری قوت سے سرحد **اندلسیہ** کے قلعہ صخرہ[1] پر حملہ کیا - اور باوجودیکہ یہ قلعہ نہایت بلند اور مستحکم اور اس کے ایک جانب سے دریائی وادی لگا نہایت زور و شور سے بہتا تھا مگر عربون نے اپنے نوجوان سلطان کو جنگ مین شریک دیکھکر اپنی جانون کی

[1] اس مقام کو بعض مورخین صخرہ کہتے ہین اور بعض صخرہ اسی طرح عیسائی مورخ بھی بعض سگرہ اور بعض زارہ لکھتے ہین -

بالکل پروانہ کی اور نہایت ہمت سے رات کے وقت اس کی دیوارون پر
چڑھ گئے اور قلعہ کو بمحنت و کوشش رات بھر ہی مین فتح کرلیا۔ چونکہ اس قلعہ کو
فرولند کے دادا نے عربون سے چھینا تہا اس قلعہ کے ہاتھہ سے نکل جانیکا
اس عیسائی کو بے انتہا رنج ہوا اور اس نے اوسی وقت حکم دیا کہ جہان تک جلد
ممکن ہوسکے فوج سرحد پر بھیجی جائے اور اس قلعہ کے بدلے عربون کی حدود
مین جو مقامات کہ ان کی فوج سے خالی ہون اون پر قبضہ کرلیا جائے۔ چنانچہ ۸۸۷ھ
مطابق ۱۴۸۲ء مین عیسائیون کو خبر پہونچی کہ قلعہ الحمہ[1] بغیر کافی فوج و سامان کے
خالی پڑا ہوا ہے۔ یہہ معلوم ہوتے ہی حاکم **قادس** نے بآسانی اس پر قبضہ کرلیا
مگر عیسائی اپنی شرارت جبلی سے باز نہ آئے یعنی ہزارون مسلمان عورتون اور بچون
کو بلاوجہ قتل کرڈالا۔ جس وقت اس حادثہ عظیم کی خبر **غرناطہ** پہونچی تمام شہر مین کہرام
مچگیا سلطان ڈرا کہ رعایا کا غم کہین ان کو باغی نہ کردے اس نے فوراً ایک اپنے
وزیر کو تاکیدی حکم دیا کہ جہان تک جلد ممکن ہوسکے عیسائیون کو سرحد کے باہر کردے
عیسائی فوج جس نے اس قلعہ کو فتح کیا تہا تعداد مین دس ہزار تہی۔ چونکہ یہہ قلعہ
غرناطہ کے قریب واقع تہا عیسائی افسر نے یہان لڑنا مناسب نہ سمجہا اور اتنی مین

[1] اس قلعہ کی حمام تمام جہان مین مشہور تہے اور المقری لکہتا ہی کہ صرف ان حمامون سے پانچ لاکہ دینار سالانہ وصول ہوا کرتے تہے

تہا کہ مع مال غنیمت واپس ہوجائے اس غرض سے عربون نے اس کو
مع فوج محصور کرلیا۔ عرب ہنوز اس مستحکم اور ہر طرح کے محفوظ قلعہ کے فتح کرنیکی
فکر و کوشش مین تہے کہ ان کو اطلاع ہوئی کہ **قرطبہ** کا حاکم اہالیان قلعہ کی مدد
کے لیئے آرہا ہے۔ فوج عرب کے افسر نے کچہہ فوج تو قلعہ کے سامنے
چہوڑی اور مع باقی لشکر کے حاکم **قرطبہ** کا مقابلہ کیا۔ بعد زد و خورد بسیار عیسائی
شکست خوردہ بجانب **قرطبہ** بہاگ آئے متصل اس واقعہ کے حاکم **اشبیلیہ** مع
فوج بغرض امداد قلعہ کے سامنے نمودار ہوا۔ چونکہ عربون کے پاس کافی فوج اوسوقت
نہ تہی بعد مشورہ یہ غرناطہ واپس چلے آئے۔ بعد چندے عربون نے دوبارہ قلعہ **الحمہ**
کا محاصرہ کیا اور ہر چند کہ تدابیر اس کے استرداد مین کین مگر سوا اس کے کہ ہزارون
عرب کام آئے کوئی نتیجہ حسب دل خواہ برآمد نہ ہوا۔

ماہ جمادی الاول ۸۸۷ھ مین سلطان کو اطلاع ہوئی کہ **فردلند** بذات خود
اپنی پوری فوج کے ساتہہ **غرناطہ** کی طرف آرہا ہے مگر یہ کوئی نہین کہہ سکتا تہا کہ اسکا قصد
کیا ہے اور اس بار کس شہر پر کس قلعہ پر حملہ کریگا۔ اس کے بعد ہی خبر پہونچی کہ **فردلند** نے شہر
لوشہ کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان بہی فوراً شہر مذکور کی طرف روانہ اور بتاریخ ۲۷ جمادی
الاول عیسائیون کو شکست دیکر اون کے تمام مال و اسباب پر قابض ہوا۔

افسوس ہے کہ باوجود ان متواتر صدمات
شدید کے عرب ہوشیار نہ ہوئے اور ایسے نازک وقت جبکہ عیسائی چارون طرفسے
اس چھوٹی سی اسلامی ریاست کو گھیرے ہوئے رہی سہی قوت کے توڑنے
مین ہمہ تن مصروف تھے۔ نفسانیت وخود غرضی کی بدولت خانہ جنگی شروع ہوگئی
بغاوت کی وجہ یہہ ہوئی کہ سلطان **ابو الحسن** کی دو بیبیان تھین ایک تو اس کے
چچا سلطان **عبد اللہ** کی لڑکی جس کے بطن سے دو بیٹے **ابو عبد اللہ محمد** اور
ابو الحجاج یوسف تھے اور دوسری بی بی ایک عیسائی عورت تھی۔
چونکہ سلطان بہ نسبت شہزادی کے اپنی دوسری بی بی کو زیادہ چاہتا تھا **ابو عبد اللہ**
محمد اور **یوسف** کو خوف ہوا کہ کہین سلطان اس کے بچون مین سے کسی کو اپنا
ولیعہد مقرر نہ کردے امرائے عرب نے بھی ان شہزادون کی تائید کی جس وقت
سلطان جنگ مین مصروف تھا۔ یہہ دونون بھاگ کر وادی **آش** آئے اور بعد
اعلان بغاوت **بسطہ** اور **المیریہ** اور بعدہ خاص دارالسلطنت **غرناطہ** پر یہہ باغی
شہزادے مسلط ہوگئے اور سلطان کو مجبوراً **مالقہ** چلا آنا پڑا عیسائیون کو فوج کشی
کے واسطے اس سے زیادہ اور کیا موقع ملسکتا تھا۔ عین زمانہ خانہ جنگی ۸۸۸ھ م
۱۴۸۳ء مین **اشبیلیہ** اور **استیجہ** اور **شریش** کے حاکم بہ جمعیت آٹھہ ہزار

فوج حملہ آور ہوئے۔ باوجودیکہ اس جنگ مین عیسایئون کے نامور سپہ سالار اور فوجی افسر موجود تھے ونیز بغاوت نے عربون کو نہایت کمزور کر دیا تھا۔ جنگ مالقہ مین ایک قلعہ بھی ان سے فتح نہ ہو سکا یہین ہزار عیسائی سپاہی کام آئے اور شریش اور اشبیلیہ کے حاکم مع دو ہزار آدمیون کے گرفتار ہوئے۔ اور جو فوج کہ باقی رہ گئی نہایت پریشان اور تباہ حال اپنے ملک واپس بھاگ آئی۔ اس فتح نے اہل مالقہ کا ایسا دل بڑھایا کہ ابکی انہون نے دشمن کی یورش کا انتظار بھی نہ کیا اور آخر ماہ صفر سنہ مذکور مین عیسایئون کی سرحد مین گھس آئے مگر اس مہم مین عربون نے شکست کھائی اور بعد نقصان عظیم مالقہ چلے آئے۔

خانہ جنگی کا آخر کار یہ نتیجہ ہوا کہ سلطنت دو حصّون مین تقسیم ہو گئی۔ شہر غرناطہ اور اوس کے مضافات پر سلطان کا بڑا لڑکا ابو عبد اللہ محمد حکمران ہوا اور مالقہ اور غرب کا حصہ سلطان کے قبضہ مین رہا ابو عبد اللہ محمد نے اپنے کو آدھی سلطنت کا خود مختار اور مستقل بادشاہ پا کر تمام ملک کو اپنے دائرہ حکومت مین لانے کی کوشش کی اور سلطان کی عدم موجودگی مین مالقہ کی طرف روانہ ہوا اتفاق سے سلطان سے راستہ مین مقابلہ ہو گیا۔ شہزادہ بعد شکست غرناطہ بھاگ آیا مگر اس ناکامی سے بھی یہ متنبہ نہ ہوا اور بغیر کافی انتظام محض اپنے خود غرض

دنا تجربہ کار مشیرون کے حسب رائی ماہ ربیع الاول ۸۸۸ھ مین دفعتاً یلغار کرتا ہوا
لوشینہ مین داخل ہوا اور فوج کو اس ملک کے تاخت وتاراج اور عیسائیون کے
قتل کا حکم دیا فوج مخالف کے افسر نے بھی ان کو لوٹ مار مین مصروف رکھا اور
حالت بے خبری مین بعجلت تمام عربون کے عقب مین تمام راستون اور درّہ ہائے
کوہ کو اپنے قبضہ مین کر لیا۔ عربون کا جب کاسہ طمع بھر چکا اور اوس ہی غفلت وغرور
مین یہ بے انتہا مال غنیمت لیے ان درّہ ہائی کوہ سے گزر رہے تھے عیسائیون
نے ان کو چارون طرف سے گھیر کر قریب قریب تمام فوج کو قتل کر ڈالا اور **ابو عبد اللہ**
محمد کو گرفتہ وبستہ **قسطلہ** بھیجدیا۔ **غرناطہ** مین جب فوج کی تباہی اور سلطان کی
گرفتاری معلوم ہوئی اہل شہر نے سلطان **ابو الحسن** سے یہان آنیکی درخواست
کی۔ چونکہ اس واقعہ کے چند ہی روز قبل بوجہ فالج سلطان بالکل اندھا ہو گیا تھا۔
اس نے اپنے بھائی **ابو عبد اللہ الزغل** کو تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ نشینی اختیار کی
ماہ ربیع الثانی ۸۹۰ھ مطابق ۱۴۸۵ء مین عیسائیون نے دوبارہ مع
لشکر گران صوبہ **مالقہ** پر یورش کی اور جو قلعے کہ بغیر انتظام کے پڑے تھے اون پر
قبضہ کرتے ہوئے قلعہ **بقوان** کو محصور کر لیا۔ بعد سعی بسیار ایک دیوار قلعہ مذکور کی
گری اور اوس ہی راہ سے ایک ہزار عیسائی اندر گھس آئے مگر عربون نے اس

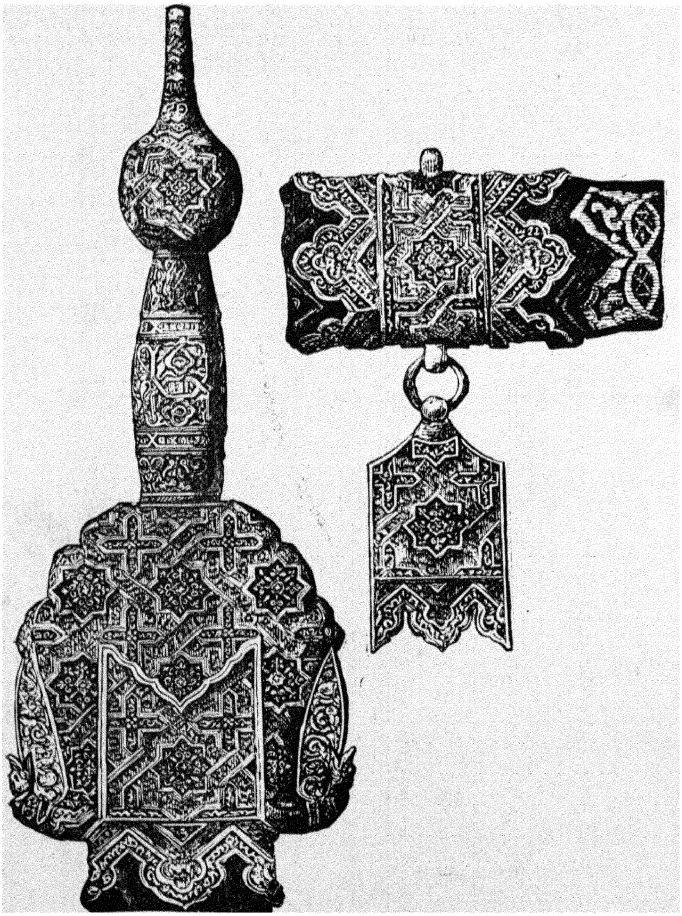
موقع پر اپنے تو پخانے سے جس مین ان کو کمال مہارت تہی ایسا کام لیا کہ ان ہزار آدمیون مین سے ایک بہی زندہ نہ بچا۔ با این ہمہ عیسائیون کی فوج محض بوجہ کثرت عربون پر غالب آئی اور قلعہ عیسائیون کے تصرف مین آگیا۔ بعد ازان ماہ جمادی الاول سنہ مذکور مین عیسائیون نے قلعہ رندہ کو فوج سے خالی پاکر قبضہ کرلیا۔

بتاریخ ۱۹ ماہ شعبان سنہ ۸۹۷ھ الزغل غرناطہ سے سرحدی انتظام کے واسطے روانہ ہوا یہ قلعہ مشلین[1] کے انتظام اور انصرام مین مصروف تہا کہ بتاریخ ۲۲ شعبان اس کو عیسائی فوج کے آنے کی اطلاع ہوئی۔ چونکہ عیسائیون کے اسطرف آنے کا فی الحال خیال وگمان تک نہ تہا یہ نہایت پریشان ہوا۔ عیسائی قلعہ کے سامنے پہونچتے ہی عربون کی فوج پر جو باہر پڑی ہوئی تہی حالت بے خبری مین حملہ آور ہوئے اور عربون کو پسپا کرتے ہوئے سلطان کے خیمے کے قریب تک گہس آئے عربون نے سلطان کو خطرناک حالت مین دیکہہ کر باوجود عیسائیون کے متواتر حملون کے نہایت ہمت و اطمینان قلب سے اپنے پیرون کو جمایا اور نعرہ اللہ اکبر بلند کرتے ہوئے عیسائیون پر جا پڑے۔ آن واحد مین جنگ کا نقشہ بالکل بدل دیا۔ ابہی تو عیسائی

[1] اس کو مکلین بہی کہتے ہین۔ عربون نے بوجہ استحکام و مضبوطی اس کا نام درقہ غرناطہ بہی رکہا تہا۔ یعنی سپر غرناطہ۔ درق لفظ عربی ہے جس کے معنی چرمی سپر کے ہین۔

فوج عرب کو پیچھے ہٹاتے ہوئے لیئے چلے آرہے تھے یا ابھی عرب ان کو سب طرف سے دباتے ہوئے ان کی قیامگاہ کی طرف لے چلے اور چند لحظون مین کامل فتح حاصل کرلی۔ عیسائی بدحواس ہوکر بھاگ اوٹھے اگر سوار ان عرب انکا تعاقب کرتے تو شاید ایک عیسائی بھی زندہ نہ بچتا۔ مگر **فردلند** بذات خود بغرض مدد قریب آپہونچا تھا۔ جس کی اطلاع عربون کو عین وقت پر ہوئی اور یہ مجبوراً تعاقب سے باز رہے۔ تاہم اس جنگ مین عیسائیون کا پورا توپخانہ عربون کے ہاتھہ آگیا اور ان توپون کو انہون نے قریب کے قلعون پر چڑھا دیا اور **فردلند** کے مقابلہ کے واسطے ہر طرح تیار ہوگئے۔ ماہ رمضان تک لڑائی دونون طرف سے ملتوی رہی۔ اس مہینے مین عیسائیون نے قلعہ **قمبل** کا محاصرہ کیا اور بذریعہ آلات قلعہ شکن حصار کو توڑ کر قلعہ مذکور کو فتح کرلیا اور پھر قلعہ **شاکروالورہ** پر یکے بعد دیگرے مسلط ہوگئے

فردلند ایک لائق و ہوشیار شخص تھا۔ اس نے اپنی تجربہ کار نظرون سے دیکھا کہ جنگ کا زمانہ غیر محدود تک قایم رکھنا صرف دشوار ہی نہین بلکہ غیر ممکن ہے اور نیز بقول شخصے "جنگ دوسردارد" کون کہہ سکتا ہے کہ آخر کار جانبین مین سے کس کو فتح اور کس کو شکست حاصل ہوگی۔ پس بعد غور و تامل بسیار اس نے مکر و فریب سے اپنی فیروزی کی ایسی بنیاد ڈالی کہ اگر یہ تمام عمر میدان جنگ مین گنواتا تو بھی یہ بات



اخیر سلطان غرناطہ ابو عبد اللہ کی تلوار کا قبضہ

حاصل نہ ہوتی۔ یعنی محمد ابن ابوالحسن کو جو جنگ لوشینہ سے اب تک اس کی
قید مین پڑا ہوا تہا رہا کیا۔ اور بہت کچہہ خوشامد و حلفی وعدۂ امداد کے بعد کہا کہ "
تخت غرناطہ کا وارث حقیقی تو ہے زغل نے تیری عدم موجودگی مین موقع
پاکر سلطنت کو غصب کرلیا ہے۔ اب مین تیری مدد کرنیکے لیئے تیار ہون۔
میری دلی خواہش یہ ہے کہ مین تجہکو تخت غرناطہ پر بٹہاکر اپنا حق ہمسائگی ادا کرون
مین نے اس امر کا اعلان دیا ہے کہ تیری رعایا مین سے جو تیرا ساتہہ دے گا۔
اوس کو اپنا دوست اور تیرے مخالفون کو اپنا دشمن سمجہون گا" ابوعبداللہ محمد
اس عیسائی کے مکر سے بالکل بے خبر اس کی طرفداری و معاونت سے
خوش خوش مالقہ آیا یہان کے لوگ اس کا ساتہہ دینے پر بلا تامل راضی ہوگئے
اور جو معاہدہ کہ فرڈلنڈ سے ہوا تہا اوس پر اپنی خوشنودی ظاہر کی۔ عامۂ خلائق
کو یہ کیا خبر تہی کہ فرڈلنڈ اس فریب کے ذریعے سے مسلمانون کو آپس مین
لڑا کر تباہ کرنا چاہتا ہے۔ غرض جیسا کہ فرڈلنڈ نے خیال کیا تہا وہی ہوا
اور عرب خانہ جنگی مین مصروف ہوگئے۔ یہ بغاوت ۳ ربیع الاول ۸۹۱ھ
مطابق ۱۴۸۶ء مین شروع ہوئی اور آخر جمادی الاول تک قایم رہی۔ زمانہ
بغاوت مین بعد فتح لوشہ۔ ابوعبداللہ نے بغرض صلح حسب ذیل شرائط اپنے

چچا الرغل کے سامنے پیش کین۔

(۱) یہہ کہ ابوعبداللہ محمد۔ لوشہ یا کسی اور بڑے شہر کا حاکم مقرر کردیا جائے

(۲) اگر شرط اول منظور کی جائے تو پھر ابوعبداللہ محمد بھی بمقابلہ فردلند سلطان کی مدد کے واسطے آمادہ و تیار رہے۔ ہنوز شرائط صلح نامہ کا تصفیہ نہ ہوا تھا کہ تاریخ ۲۶ جمادی الاول ۸۹۱ھ غرناطہ مین یہ خبر شائع ہوئی کہ فردلند باجازت ابو عبداللہ محمد۔ لوشہ پر قابض ہوگیا ہے اس خبر کے سنتے ہی سب کو یہی خیال گزرا کہ اس صلح سے ابوعبداللہ محمد کو بہبود ہی کا دینا اور عیسایون کا فائدہ منظور تھا جو کچھہ شکوک اس سازش کی نسبت باقی رہ گئے تھے وہ اہل لوشہ کی جن کی بدولت اس کو یہ کامیابی حاصل ہوئی تھی غرناطہ مین پناہ گیر ہونے و نیز البیزین کے عیسایون کے تایید ابوعبداللہ محمد فساد برپا کرنے سے بالکل رفع دفع ہوگئے۔

فردلند اور ابوعبداللہ محمد نے چند روز فوج و سامان کے انتظام مین صرف کیے بعد ازان بماہ جمادی الثانی ۸۹۱ھ قلعہ البیرہ اور مشلین اور متفرید کو فتح کرتے ہوئے ان دونون نے صحرہ کا محاصرہ کرلیا۔ مقام مذکور پر انہون نے بدقت تمام قبضہ کیا ہی تھا کہ فردلند کو بادشاہ فرانس کی فوج کشی کی اطلاع پہونچی۔ اس نے فوج بقدر ضرورت ان قلعجات مفتوحہ مین متعین کی اور خود فوراً

قسطلہ واپس چلا گیا فرڈلنڈ خوب جانتا تہا کہ اگر عربون کو ذرا سا بہی موقع فوج کی درستی اور انتظام کا ملا تو یہ ضرور اس تمام ملک پر جس کو اس نے اس محنت وجانفشانی سے فتح کیا ہے قابض ہو جائین گے۔ علاوہ برین جنگ فرانس و قسطلہ کے زمانہ مین جنگ غرناطہ کا قایم رکہنا غیر ممکن تہا اس نے مثل سابق ابو عبداللہ محمد کو بعد ترغیب وتحریص تا تصفیہ جنگ فرانس بغاوت کے جاری رکہنے پر آمادہ کیا اور اگر فوج سے نہین تو آلات حرب و روپیہ سے اس کی برابر مدد کرتا رہا ابو عبداللہ محمد۔ مالقہ آیا اور یہان کے امرا اور رعایا کو دوبارہ ہموار کرنا چاہا۔ اہل لوشہ کی تباہی کے واقعات ہنوز پیش نظر تہے کوئی اس کے مکر وفریب مین نہ آیا۔ ناچار البیرین کے عیسائیون کو اپنی مدد پر آمادہ دیکہکر یہ خفیہ طور پر البیرین چلا آیا۔ الرنبل کو جب ابو عبداللہ کے دارالسلطنت کے اس قدر قریب آجانے کی خبر پہونچی تو اس نے رعایا کو آگاہ کیا کہ یہ پہر تم کو دہوکا دیکر عیسائیون کو فائدہ پہونچانا چاہتا ہے اور علمای وقت نے یہ فتوی دیا کہ چونکہ ابو عبداللہ محمد نے خلاف احکام الہی خدا ورسول کے عیسائیون کی تائید مین اپنے مالک مجازی کے ساتہہ بغاوت کی ہے لہذا ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ اس جہاد مین اپنے سلطان کی مدد کرے۔ بعدہ سلطان نے بتاریخ ۲۷ محرم ۸۹۲ھ مطابق ۱۴۸۷ء البیرین پر حملہ کیا مگر اس

جنگ مین اس نے اس قدر تساہل و بے پروائی کی کہ اس کو آخر کار بے نیل مرام **غرناطہ** واپس آنا پڑا۔

سلطان نے **غرناطہ** مین تمام ممالک محروسہ کے صوبہ داروں اور جاگیرداروں کو طلب کیا اور ان سے حلفی وعدہ لیا کہ یہ سب یکدل ہوکر اس جہاد مین پوری سعی کرین گے **ابوعبداللہ** اس شورے کی خبر سن کر بہت ڈرا یہ جانتا تہا کہ اگر اس کا کوئی فوری بندوبست نہ ہوا تو یہ سب امراء سلطان کا ساتھہ ضرور دین گے اور پھر کامیابی غیر ممکن ہوگی۔ اس نے فوراً ان واقعات کی اطلاع **فرڈلنڈ** کو کی اور اپنے وزیر کو اہل مالقہ اور **حصن المنشاۃ** کے افہام و تفہیم کی غرض سے بھیجا اور ان کو **فرڈلنڈ** کے غضب سے ڈرایا۔ اس تخویف نے اپنا پورا اثر کیا۔ ان مقامات کے باشندون نے اس کی اطاعت منظور کرلی مگر اور شہر حسب دستور ثابت قدم رہے۔ اوس کی درخواستون کو نامنظور کردیا اور یہ جواب دیا کہ ہم سلطان کو ایک بار جواب دے چکے ہین اوسی کے علم کے سائے مین لڑکر جان دینا ہم کو منظور ہے **ابوعبداللہ** نے **فرڈلنڈ** کو مکرر مدد کے لیئے لکہا۔ ماہ ربیع الثانی ۸۹۲ھ مین **فرڈلنڈ** بذات خود مالقہ آیا اور بحری اور برّی اپنی دونون قوتون سے اس شہر کا محاصرہ کرلیا۔ سلطان **الرغل** بہی مالقہ کی مدد کے لیئے پہونچا لیکن جنگ کے قبل

اس کو یہ وحشت ناک خبر پہونچی کہ ۵ رجمادی الاول کو انقلاب عظیم غرناطہ مین واقع ہوا اور محمد ابو عبد اللہ نے موقع پاکر دار السلطنت پر قبضہ کرلیا الزغل نے مجبوراً مالقہ کو اوس ہی حالت مین چہوڑا اور خود اوس ہی وقت غرناطہ کی جانب روانہ ہوا۔ اثنائی راہ مین جب اس نے سنا کہ شہر دشمن کے تحت تصرف مین آچکا ہے یہہ وادی آش مین ٹہیر گیا اہل مالقہ نے چند ماہ عیسائیون کی سخت اور متواتر یورشون کو روکا آخر کار جب اپنے مین قوت مقاومت نہ پائی تو ماہ شعبان ۸۹۲ھ مین شہر اور قلعہ کو فرڈلند کے حوالہ کردیا باوجودیکہ مالقہ کے اطراف و جوانب مین جتنے قلعجات اور شہر واقع تہے سب بلا کشت وخون عیسائیون کے قبضہ مین آچکے تہے تاہم ہزارون مسلمان فرڈلند کی فوج کے ہاتہون قتل ہوئے اور ہزارون نے طوق غلامی پہنا

ابو عبد اللہ محمد کا اس وقت تک یہی خیال خام تہا کہ فرڈلند حق ہمسائگی ادا کر رہا ہے اور بعد فتح کامل یہہ ضرور ریاست غرناطہ میرے سپرد کردیگا۔ مگر ۸۹۳ھ مطابق ۱۴۸۸ء مین جب یہ ناعاقبت اندیش امیر ہزارون مسلمانون کے قتل کا بار عظیم اپنی گردن پر لیئے اپنے خواب غفلت سے بیدار ہوا تو اس نے دیکہا کہ فرڈلند نے خلاف معاہدہ اون مقامات پر بہی قبضہ کرلیا ہے جہانکی

رعایا ہی نے محض بامید جان بخشی **ابو عبد اللہ محمد** کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا تھا
ایک سال تک جانبین سے جنگ ملتوی رہی۔ آغاز ۹۹۴ھ مین **فرڈلنڈ** اپنی
پوری قوت سے **لبسطہ**[1] کی طرف متوجہ ہوا مگر قبل از محاصرہ **ابو عبد اللہ محمد** نے
البشرات وغیرہ مقامات کی فوجون کو فراہم کیا۔ خود قلعہ **لبسطہ** مین چلا آیا۔
باوجودیکہ روزانہ کی لڑائیون اور فقر و فاقہ نے عربون کو نہایت کمزور کر دیا تھا
مگر یہ محض اس امید موہوم پر لڑتے رہے کہ شاید موسم سرما مین عیسائی محاصرہ سے
دست کش ہو جائین۔ مگر جب موسم سرما نمودار ہوا تو انہون نے دیکھا کہ خلاف امید
عیسائی اس موسم کے انتظام مین مشغول اور جدید مکانات وغیرہ تیار کر رہے ہین
ان کی نو دمیدہ امیدون پر پانی پھر گیا اور **ابو عبد اللہ محمد** نے چار و ناچار صلح
کی کوشش کی۔ **فرڈلنڈ** کو یقین کامل تھا کہ جو کام توپون سے نہین نکلا ہے وہ
فاقہ کشی سے نکل آئے گا۔ مگر اصل واقعہ دریافت کرنے کی غرض سے اس نے
پیام صلح کو اوس وقت نامنظور نہ کیا اور یہ کہکر کہ ہمارے سفیر تمہارے سلطان سے
خود شرائط صلح کا تصفیہ کر لین گے۔ چند افسرون کو ان کے ساتھ باین حکم بھیجا کہ وہ
جس طرح ممکن ہو یہ معلوم کر لین کہ عرب کتنے روز تک اس محاصرے کی برداشت

---

[1] جنگ لبسطہ مین عربون نے قلعہ شکن توپون سے کام لیا تھا۔ المقری۔

کی قوت رکھتے ہین۔ شہر مین جب ان افسرون کے آنے کی خبر پہونچی تو سلطان نے محض بغرض فریب دہی حکم دیا کہ جو سامان باقی رہ گیا ہے اوس کو جا بجا راستے پر اس طرح رکھین کہ جس سے عیسائیون کو یہ معلوم ہو کہ ہمارے پاس ضرورت سے زیادہ سامان موجود ہے۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور عیسائی عربون کے اس حسن انتظام سے ایسے متاثر اور اس شرط پر راضی ہوئے کہ اگر قلعہ ان کے سپرد کر دیا جائے تو سب مسلمانون کو زندہ اور سلامت مع مال و اسباب کے قلعہ خالی کر دینے کی اجازت دی جائے گی۔ عربون نے عیسائیون کو اس قدر نرم و صلح کل پاکر قلعے کو خالی کر دینے سے صاف انکار کیا اور کہا کہ اگر عیسائی ممالک محروسہ سے باہر چلے جائین تو ہم صلح کرین گے ورنہ جنگ کے واسطے ہم ہر وقت تیار ہین۔ اسی قسم کے مباحثے مین ایک زمانہ گزر گیا اور عربون پر اور بھی زیادہ تکلیف گزرنے لگی مجبوراً یہ رائے قرار پائی کہ قبل اس کے کہ عیسائی ہماری حالت سے واقف ہون اون کے پہلے شرائط کو منظور کر لینا چاہیئے تاکہ کم از کم ہماری جان اور مال تو بچ جائے۔ چنانچہ شرائط مذکورۂ بالا پر فریقین مین صلح ہوئی اور بتاریخ ۱۰ محرم ۸۹۵ھ مطابق ۱۴۸۹ء بروز جمعہ عیسائی شہر لبطہ مین داخل ہوئے۔ اور اپنے معاہدے کے بالکل خلاف مسلمانون کو جبراً شہر سے خارج کیا اور

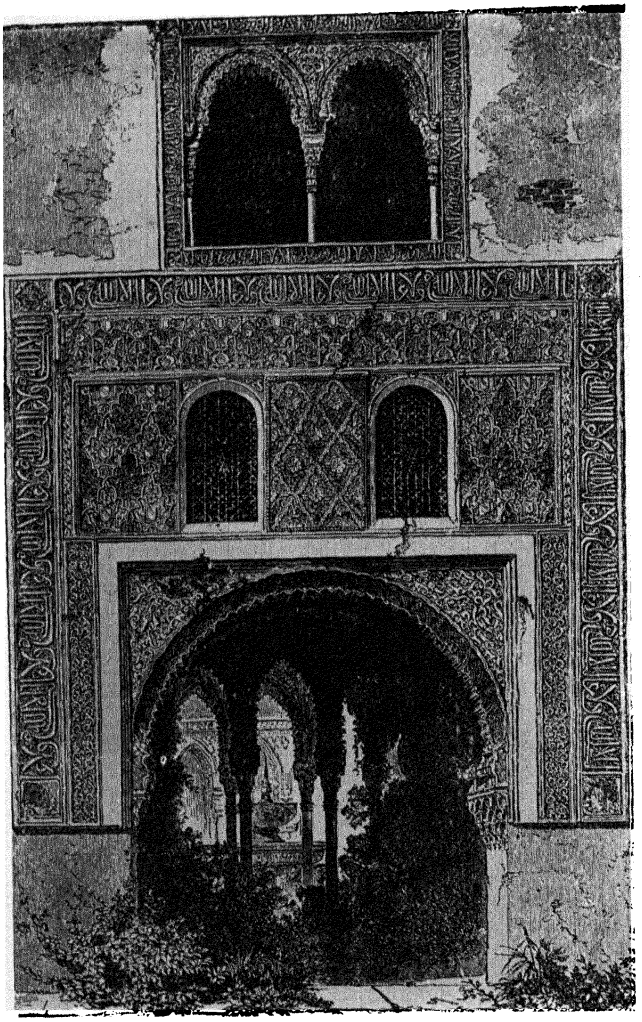
ان کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔

اب عربون کی حالت روز بروز ابتر ہوتی جاتی تھی اور ملک بتدریج ان کے ہاتھہ سے نکلتا جاتا تھا مگر افسوس ہے کہ یہ اپنے سنبھلنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ کشتی سلطنت پر کوئی ایسا ناخدا مثل **عبد الرحمن ثالث** حکمران نہ تھا جو اپنی ڈوبتی ہوئی ناؤ کو گرداب تباہی سے بچائے اور مخالف اجزا ریاست مین قوت اتصالی پیدا کرے۔ آتش بغض و نفاق نے روغن خود غرضی چھڑک چھڑک کر خانہ جنگی کے شعلون کو ایسا بھڑکایا کہ آخر کار سب جل کر خاکستر ہو گئے اور عربون کا نام و نشان تک **اندلس** مین باقی نہ رہا۔ **الرغل** وادی **آش** مین بادشاہت کا دم بھر رہا تھا اور **ابو عبد اللہ محمد** - **غرناطہ** کی چار دیواری کے اندر اپنے زعم باطل مین تمام **اندلس** کا اپنے کو بادشاہ سمجھتا تھا۔ عیسائی ان کے گھر کے دروازہ کے قریب مسلمانون کی بربادی کا تماشا دیکھہ رہے تھے **فردلند** حسب اقتضاے وقت کبھی **الرغل** کا ساتھہ دیتا اور کبھی **ابو عبد اللہ محمد** کو مسلمانون کے قتل اور غارتگری پر آمادہ کرتا تھا۔ جب تمام صوبہ بسطہ نے اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا تو اب **فردلند** - **المیریہ** کی طرف متوجہ ہوا۔ اور **ابو عبد اللہ محمد** کو اپنے سے باغی سمجھکر **الرغل** سے صلح کا پیام سلام شروع کیا اور کہا کہ اگر تو صوبہ **المیریہ** پر

میرا قبضہ کرادے تو مین تجھکو اپنی جانب سے یہان کا حاکم مقرر کردونگا
الرغل کو حکومت کی ہوس نے ایسا اندہا کیا تہا کہ اس نے بمقابلہ اپنے
چچا زاد بہائی کے عیسائیون کی ماتحتی پسند کی اور بلا تامل اس شرط کو منظور کرلیا
ماہ صفر ۹۵۵ھ مین **الرغل** بذات خود **فردلند** کو اپنے ساتہہ **المیریہ** لایا اور
تمام صوبہ اس کے سپرد کردیا۔ عیسائیون کو اس نعمت غیر مترقبہ کی کب امید
تہی اور یہ کب سمجھتے تہے کہ یہ مشہور مقام بلا کشت وخون ان کے ہاتہہ آجائیگا
فردلند ظاہر **الرغل** کی نہایت دل جوئی کی اور اس کو اپنی طرف سے اس
صوبہ کا حاکم مقرر کیا لیکن اس چالاک عیسائی قالوپرست نے یہان کے مشہور
شہرون اور قلعون مین اپنی فوج متعین کردی۔ یہان سے سلطان **الرغل**
فردلند کو وادی آش لایا جسپر عیسائیون نے فوراً قبضہ کرلیا۔ سلطان ان کے
دہوکے سے بے خبر ہی سمجہتا رہا کہ چونکہ اس وقت **ابوعبداللہ محمد** سے جنگ
کا سامنا ہے اس لیئے تا تصفیہ جنگ ان مقامات کا عیسائیون کے قبضہ مین
رہنا بہتر ہوگا۔ **المیریہ** اور وادی آش کا بغیر جنگ عربون کے ہاتہہ سے نکل جانا
کیا تہا کہ گویا چشم زدن مین عیسائی تمام ملک پر مسلط ہوگئے۔ اب صرف شہر **غرناطہ**
اور اس کے مضافات باقی رہ گئے **فردلند** نے **غرناطہ** کو چارون طرف سے

گھیر لیا اور بعد فتح برج ملیح اس مقام کو اپنی فوج کا مستقر قرار دیا۔ چونکہ ہنوز پایہ تخت مسلمانون کے قبضہ مین نہ تھا فردلند نے الرغل سے بگاڑ کرنا پسند نہین کیا اور اس کو یہی امید دلاتا رہا کہ غرناطہ کے فتح ہوتے ہی مین تجھکو اس تمام ملک کا بادشاہ بنا دونگا۔

الغرض جب تمام سامان جنگ مہیا ہوگیا تو فردلند نے سلطان محمد کو کہلا بھیجا کہ جس طرح الرغل نے بلا کشت وخون اپنی رضامندی سے المیریہ اور وادی آش کو ہمارے سپرد کردیا ہے اسی طرح تو بھی قلعہ الحمرا ہم کو دیدے۔ اس کے صلے مین جس قدر دولت تو چاہے گا اور اندلس مین جس صوبہ کی حکومت تجھکو منظور ہوگی وہ مین تیرے سپرد کردون گا۔" سلطان محمد نے تمام امرائے شہر کو جمع کیا اور بعد مشورہ یہ رائے قرار پائی کہ فردلند کو اوس کے سابق کے وعدے یاد دلائے جائین اور اون کے ایفا کا متقاضی ہونا چاہیئے اگر وہ راضی ہوجائے اور حسب وعدہ جو ملک اوس کے قبضے مین آیا ہے وہ تمام وکمال ہمارے حوالے کردے تو صلح منظور ہے ورنہ ہر شخص کو اپنے وطن پر جان ومال تصدق کرنا فوز عظیم تصور کرنا چاہیئے۔ سلطان نے فردلند کو جواب دیا کہ "مجھے تو ہر طرح سے تیرے ساتھ مل کر رہنا منظور ہے مگر مجبور ہون کہ میری رعایا تیرے شرائط کو کسی طرح قبول نہین کرتی اگر تو حسب معاہدہ سابق تمام ملک کو میرے قبضے مین دیکر قسطلہ واپس



الحمراء کا ایک منظر

چلا جائے تو پھر تو جو شرائط صلح پیش کریگا اون کی منظوری اور تکمیل مین ہماری طرف سے
کسی قسم کی فروگزاشت نہ ہوگی" ادہر جب **غرناطہ** مین عامہ خلائق کو عیسائیون کی
درخواست کا علم ہوا تو ایک دفعہ تمام مسلمان اپنے خواب غفلت سے چونکے۔
اور اب جبکہ کسی قسم کی امید باقی نہ رہی تھی ان کو معلوم ہوا کہ عیسائی محض اپنا دلی
مقصود حاصل کرنیکے واسطے ہم کو فریب دیتے اور ہم اس خیال سے کہ **ابو عبد اللہ**
محمد یا الزغل مین سے کسی ایک کو اس ملک کا بادشاہ بنا دین گے برابر دہوکا
کھاتے رہے۔ اب سوائے اس کے اور کوئی تدبیر ذہن مین نہین آتی کہ عیسائیونکے
کسی ایسے شہر یا قلعے پر حملہ کرنا چاہیئے جس کے بچانیکے واسطے ان کو **غرناطہ** کے
سامنے لابدہٹ آنا پڑے۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کافی ہوتا ہے **ابو عبد اللہ**
محمد نے بعد یورش عیسائیون کے بعض معمولی قلعون پر قبضہ کر لیا لیکن خلاف امید
عیسائیون نے اس حملے کی پروانہ کی اور اپنے قلعون کو بچانے کی عوض **غرناطہ** پر
حملہ آور ہوئے **غرناطہ** کی عین دیوارون کے سامنے کئی بار سخت لڑائی ہوئی بارے
ہر مرتبہ عرب فیروزمند رہے **فرڈلند** نے جب دیکھا کہ **غرناطہ** کا تسخیر کرنا آسان نہین اور
بغیر فوج کثیر اور تو یہانی قلعہ شکن اس شہر پر حملہ کرنا فوج کو محض برباد کرنا ہے یہہ بغرض انتظام
فوج و سامان اپنے ملک واپس چلا آیا۔ عیسائیون کے واپس جاتے ہی سلطان

ابو عبد اللہ نے جو کچھہ فوج اوس وقت موجود تھی لیکر البشراۃ[1] پر حملہ کیا اور یہان بغرض انتظام جو کچھہ فوج عیسائی چھوڑ گئے تھے اس کو قتل و غارت کرکے اس پر فضا پہاڑی صوبے کو پھر ایکبار اسلام کے دایرہ حکومت مین لایا اور اسلامی علم جس پر قرآن کی آیتین لکھی تھین پہاڑون کی چوٹیون پر ہوا مین لہراتا نظر آیا۔

افسوس ہے کہ اس چھوٹی سی کامیابی نے عربون کو ایسا بے فکر کیا کہ یا تو یہ ابھی چونکے تھے یا ابھی پھر بد اقبالی کے خواب غفلت نے ان کی آنکھین بند کردین۔ خود غرضی اور حسد کا جس کی بدولت ان کو یہ روز بد نصیب ہوا تھا بازار پھر گرم ہوا۔ ماہ شعبان ۹۵۰ھ مطابق ۱۴۹۰ء مین الزغل سے اپنے بھتیجے کی ثروت و حکومت نہ دیکھی گئی اور یہ مع اپنے ہمراہیون کے البشراۃ مین ہنگامہ برپا کرنے لگا اور قلعہ اندرش پر قبضہ کرلیا۔ سلطان ابو عبد اللہ محمد قلعہ ہمدان پر قابض ہوگیا۔ مسلمان خانہ جنگی مین ہمہ تن مصروف تھے کہ ان کو فرڈلند کے غرناطہ کے قریب پہونچنے کی خبر ہوئی اس وحشت ناک خبر کے سنتے ہی ابو عبد اللہ محمد بہ تعجیل تمام پایہ تخت واپس آیا فرڈلند نے اون قلعون اور شہرون کو جو بار دیگر مسلمانون کے قبضے مین آگئے تھے پھر فتح کیا اور اون قلعونکو

[1] یہہ نام ایک پہاڑ کا بھی ہے جس کو انگریزی مین الپکرا اس کہتے ہین۔

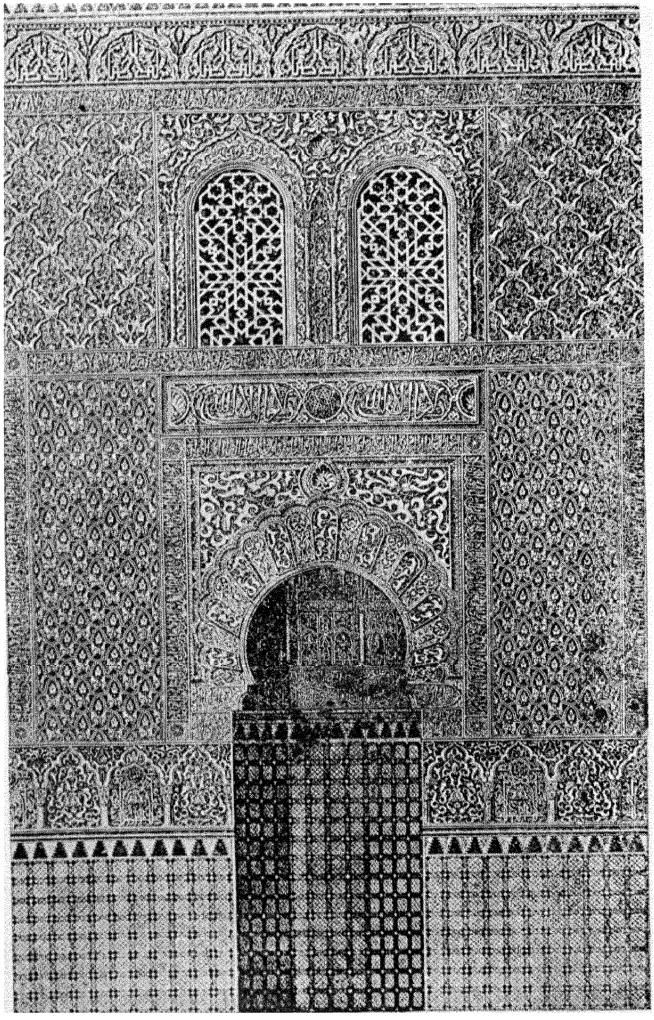
جن کا انتظام بوجہ بعد مسافت مشکل تہا منہدم کرڈالا اور مسلمانون کو علاوہ قلعون اور شہرون کے قصبون اور دیہاتون سے بہی جبراً بعد ضبطی اموال نکال دیا اور نیز **الزغل** پر بہی یہ ظاہر کیا کہ اب اس کی خوشامد اور دوستی کی ضرورت باقی نہین رہی اور نہ اب اس کا **اندلس** مین رہنا گوارا ہے **الزغل** مین اتنی قوت کہان تہی کہ وہ اس عیسائی کو وعدہ خلافی کی سزا دیتا یا اوس کے حکم کی تعمیل نہ کرتا۔ جلاوطنی کے رنج والم سے پریشان **غرناطہ** جانا پسند نہ کیا اور سیدہا **افریقہ** چلا آیا۔ اور بمقام **تلمسان** عزلت نشینی مین باقی حصہ اپنی عمر کا صرف کر دیا۔ **فردلند** نے اپنے مفتوحہ مقامات کے انتظام و استحکام مین اپنا تمام وقت صرف کیا اور پہر چونکہ **فرانس** کے ساتہہ جنگ کا اندیشہ تہا **قسطلہ** واپس چلا آیا۔

فردلند کے جاتے ہی سلطان **ابوعبداللہ محمد** نے **برشینہ**[1] کو بعد محاصرہ فتح کرلیا۔ اس کامل فتح نے مسلمانون کی ہمت کو بڑہایا اور قرب وجوار کے قلعون اور شہرون کے مسلمانون نے اپنے عیسائی حاکمون سے باغی ہوکر شور وفساد شروع کیا مگر قبل اس کے کہ ان کو کسی قسم کی بہبودی حاصل ہوتی وادی **آش** کے عیسائی گورنر نے فوراً مقام واقعہ پر پہونچکر نہایت سختی کے ساتہہ اس بغاوت

---

[1] انگریزی مین پرسینا لکہتے ہین۔

کو فرو کیا۔ بتاریخ ۲ جمادی الثانی ۸۹۶ھ مطابق ۱۴۹۱ء فردلند مع اپنی کامل قوت اور قلعہ شکن توپخانے کے غرناطہ کے مضافات مین داخل اور سرسبز و شاداب شہرون اور دیہاتون کو تاراج کرتا ہوا غرناطہ کے سامنے نمودار ہوا۔ شہر کے قریب اس نے ایک دوسرے مختصر شہر کی بنیاد ڈالی۔ یہان سے یہ سات مہینے کامل غرناطہ پر حملے کرتا رہا لیکن اس کی تمام محنت و مشقت رائیگان ہوئی اور ہزارہا عیسائی کام آئے۔ چونکہ غرناطہ کی پشت پر جبل البشراۃ واقع تہا۔ فردلند شہر کا پورا محاصرہ نہ کرسکا جبل شلیر سے تمام ضروری سامان شہر مین برابر آرہا تہا یہی وجہ تہی کہ اہل شہر کو اطمینان حاصل تہا مگر جب موسم سرما کا سخت زمانہ آیا اور بوجہ برف باری پہاڑی راستے بالکل بند ہوگئے اور غلے کی پیداوار مین بہی کمی ہوئی تو اہل غرناطہ کو بہی بہت فکر و تردد ہوا اور چونکہ شہر اور قلعہ کی آبادی کچہ کم نہ تہی چند ہی روز مین اس قدر سختی گزرنے لگی کہ ماہ صفر ۸۹۷ھ مین باوجود برف باری ہزارون البشراۃ کی طرف بہاگ نکلے اور جو باقی رہ گئے تہے انہون نے سلطان سے درخواست کی کہ جب تک ہمارے رگ و پے مین جان باقی ہے ہم دشمن کے مقابلے اور اپنے ملک پر اپنی جانین نثار کرنیکے لیئے تیار ہین۔ بہوکون مرنے کی عوض ہم میدان جنگ مین تیر تفنگ کہانا پسند کرتے ہین گو عیسائیون کی تعداد اسّی ہزار سے



مسجد الحمراء کی محراب

زیادہ ہے اور ہم بیس ہزار سے بھی کم ہین لیکن اس کا بفضلہ ہماری ہمتون پر
کوئی اثر نہین پڑتا کیا ہم جنگ وادی لکہ جہان امیر طارق نے بیس ہزار عربونکے
ساتہہ ایک لاکہہ عیسایئون کو شکست دی تہی کبہی بہول سکتے ہین - صرف تائید
الٰہی ہمارے شامل حال رہنا چاہیئے اگر خدای تعالیٰ کو یہی منظور ہے کہ ہمارے
دشمن ہم پر فتح پاہین تو مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین ہم ہر طرح راضی برضا ہین
سلطان ابو عبد اللہ محمد نے دیکہا کہ اہل شہر کا اضطراب دن بدن بڑہتا
جاتا ہے اور اگر فوراً صلح یا جنگ کا تصفیہ نہ ہوا تو ممکن ہے کہ یہ لوگ باغی ہوکر کوئی
ایسی حرکت کر بیٹہین کہ جس سے ہمکو کوئی نقصان عظیم پہونچ جائے - اس نے اب وزرا
اور امرائی سلطنت سے مشورہ کیا سبکی یہی رائی ہوئی کہ لڑنے کی قوت ہم مین باقی
نہین اگر جنگ مین خدانخواستہ ہم ناکام ہوئے تو پہر یہ عیسائی ایک مسلمان کو بہی
زندہ نہ چہوڑین گے پہر یہ ہوگا کہ ایسے شرائط پر صلح کی جائے جس سے عامہ خلائق
کے جان و مال کو نقصان نہ پہونچے - سلطان نے بہی اس رای سے اتفاق کیا
چونکہ فوج اور رعایا جنگ پر پوری طرح آمادہ تہی اس نے اپنے وزیر ابو القاسم
عبد الملک کے ذریعہ سے خفیہ طور پر فرڈلند کو صلح کا پیغام بہیجا - عیسائی قلعہ
کی اندرونی حالت سے بالکل ناواقف تہے اور اوس وقت تک ان کی یورشوں سے

قلعہ کو کسی قسم کا صدمہ نہین پہونچا تہا پس اس نے اس پیام کو غنیمت جانا اور درخواست کو منظور کر لیا اس راز کو رعایا سے پوشیدہ رکہنے کی غرض سے ابوالقاسم راتون کو عیسائیون سے کبہی قلعہ کے باہر اور اگر موقع ہوا تو کبہی قلعہ کے اندر صلحنامہ کے شرائط کی تصفیہ کیواسطے ملا کرتا تہا غرض بعد ردوقدح بسیار آخر ۸۹۶ھ ۱۴۹۱ء مین صلحنامہ پر سلطان ابو عبداللہ محمد اور فرڈلنڈ بادشاہ قسطلہ دونون نے دستخط کیے۔ صلحنامہ کے بعض اہم شرائط ذیل مین درج ہین

(۱) مسلمان غریب اور امیر کے جان اور مال کو کسی قسم کا نقصان نہ پہونچنے پائیگا اور جہان یہ رہنا چاہین شہر کے اندر یا باہر رہنے کی اجازت دی جائیگی۔

(۲) مسلمانون کے مذہبی امور مین عیسائی دخل ندین گے اور مذہبی قواعد کی ادائی مین کسی قسم کی مزاحمت نہ کرین گے۔

(۳) کوئی عیسائی مسجد مین نہ گہسنے پائے گا۔

(۴) مساجد اور اوقاف بدستور قایم رہین گے۔ ان امور مین عیسائی دست اندازی نہ کرین گے بلکہ ان کے قائم رکہنے مین مسلمانون کی مدد کرین گے۔

(۵) مسلمانون کے معاملات مین شرع اور ان ہی کے قانون کی پابندی کیجائیگی اور مسلمان قاضی ان کے حقوق اور مقدمات کے تصفیہ کیلیے مقرر کیے جائینگے

(۶) اس جنگ مین جن مسلمانون کو عیسائیون نے گرفتار کیا ہے وہ فوراً رہا کر دیئے

جائین گے۔ اور جو مسلمان عیسائیون کی قید سے شہر مین بھاگ آئے ہین وہ گرفتار نہ کیے جائین گے۔

(۷) اگر کوئی مسلمان اندلس سے افریقہ جانا چاہے تو اوس کو اجازت دی جائے گی اور سرکاری جہاز مین وہ افریقہ پہونچا دیا جائے گا۔

(۸) جو عیسائی کہ مسلمان ہو گئے ہین وہ اسلام کے ترک کرنے پر مجبور نہ کیے جائین گے۔ اگر کوئی مسلمان عیسائی ہونا چاہے تو اس اطمینان کے بعد کہ وہ برضا و رغبت خود اپنا مذہب بدلنا چاہتا ہے اوس کو اجازت دی جائے گی جس کے تصفیہ کا حق صرف مسلمانون کو حاصل ہوگا گو عیسائی حاکم بھی بروقت تصفیہ موجود رہسکتے ہین

(۹) اس جنگ مین جو مال غنیمت مسلمانون کے ہاتھہ آیا ہے وہ بدستور ان ہی کے قبضے مین رہے گا۔

(۱۰) مسلمانون کے گھرون پر عیسائی سپاہ متعین نہ کی جائے گی۔

(۱۱) موجودہ ٹیکس کے علاوہ کوئی جدید بار مسلمانون پر نہ ڈالا جائے گا۔

(۱۲) تین سال تک مسلمانون سے کسی قسم کا ٹیکس نہ لیا جائے گا۔ تمام محصول جو اس وقت وہ ادا کر رہے ہین وہ اس زمانہ تک معاف کر دیا جائے گا۔

(۱۳) سلطان ابو عبد اللہ محمد کے سپرد البشرات کی حکومت کر دی جائیگی۔

(۱۴) آج سے ساٹھہ روز کے اندر اس معاہدہ کے شرائط کی تکمیل پورے طور پر کردی جائے گی۔

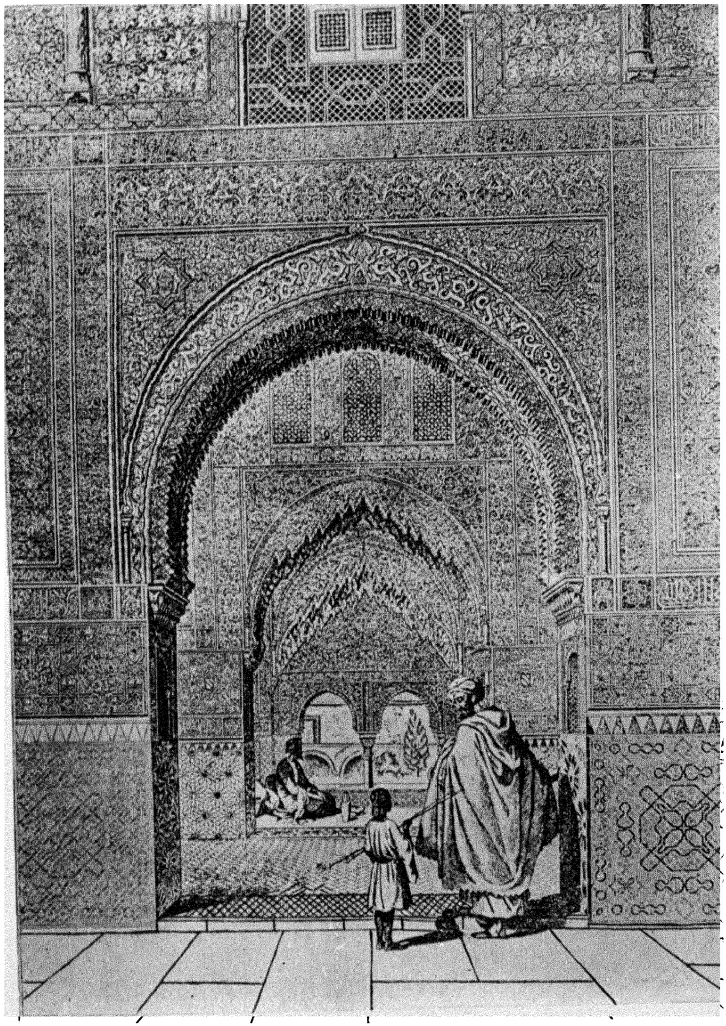
(۱۵) معاہدہ کا اثر قائم رکھنے اور عیسائیون کو اس کی پابندی پر مجبور کرنے کی غرض سے روما کے پوپ کی دستخط اس معاہدہ پر لیجائیگی اور وہ اسکی تعمیل کا ذمہ دار ہوگا

(۱۶) ساٹھہ روز کے اندر شہر غرناطہ اور قلعہ الحمرا اور توپخانہ اور دیگر تمام سامان جنگ جو اس وقت قلعہ مین موجود ہے عیسائیون کا قبضہ کرادیا جائے گا۔

صلحنامہ کی کارروائی کو پوشیدہ رکھنا کوئی آسان امر نہ تہا۔ آخرکار عامہ خلائق کو اس کا علم ہوہی گیا اور چونکہ پہلے ہی سے مسلمان سلطان کو فرڈلنڈ کا دوست سمجھتے تہے اور یہ خیال تہا کہ اس مین قوم کی محبت اور حمیت باقی نہین رہی ہے اس وحشت ناک خبر کو سن کر کہ عنقریب سلطان دارالسلطنت غرناطہ کو بلا کشت و خون عیسائیون کے حوالہ کردینے والا ہے۔ عام بددلی پہیل گئی اور علانیہ آوازے بلند ہوئے کہ سلطان نے مفت ملک کو کھو دیا سلطان نہایت پریشان ہوا اور اس خیال سے کہ کہین بغاوت بنے بنائے کام کو بگاڑ نہ دے۔ ساٹھہ روز کے قبل ہی بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۸۹۷ھ مطابق ۱۴۹۲ء مین اس مشہور شہر کو عیسائیون کے سپرد کردیا۔ اس طرف عیسائی بوجہ خوشی پہولے نہ سماتے تہے فرڈلنڈ و ازابلس

کے مذہبی پیشوا مندوزہ کو حکم دیا کہ وہ مع فوج پہلے شہر مین داخل ہو اور قلعہ الحمرا
کے سب سے بلند برج پر جہان ابھی اسلام کا نشان دھیمی ہوا مین لہرا رہا تھا صلیب
کو نصب کر دے۔ اس نیک شگون کو دیکھتے ہی مین خود مع ملکہ ازبلا کے شہر مین
داخل ہونگا۔ جب سلطان ابو عبد اللہ محمد نے مندوزہ کو قلعہ مین آتے دیکھا
مع پچاس امرا کے گھوڑے پر سوار قلعہ کے باہر نکل آیا۔ اوس وقت کا سماں دیکھنے
کے قابل تھا۔ شہر پر اداسی چھائی ہوئی تھی مسلمانون کے دم مین دم نہ تھا۔
ان کے دلون پر جو صدمہ گزر رہا تھا اوس کا احاطہ تحریر مین لانا غیر ممکن ہے انکی
حالت مردون سے بدتر تھی ہر شخص یہی کہکر کہ مشیت ایزدی مین کسی کو دخل نہین
جو خدائی تعالی کو منظور تھا وہی ظہور مین آیا اور ہمکو صبر و شکر اختیار کرنا چاہیئے اپنے
دل کو تقویت دیتا تھا اس طرف رنج و الم سے مسلمانون کا یہ حال اور اودہر عیسائیون کی
جانب سے نعرہای خوشی اور نقارہای شادمانی کی آواز بلند تھی فرڈلند اور ملکہ اپنے
لباس شاہانہ اور زرہ فولادی پہنے ان کے چپ و راست تمام اعیان ریاست
اور افسران فوج اپنے لشکر کے ساتھ استادہ تھے۔ اوس وقت نظرین سبکی
الحمرا کے برج کی طرف تھین اور صلیب کے ظہور کا انتظار تھا سلطان ابو عبد اللہ
محمد نے قصر کے دروازہ کو جس مین سے یہہ باہر نکلا تھا اس غرض سے اپنے سامنے

چنوا دیا کہ اس کے بعد کوئی دوسرا اس کے ذریعہ سے قصر مین داخل ہو سکے
یہ دروازہ اس وقت تک ایسی ہی حالت مین کھڑا ہے اور اہل دنیا کے لیئے
ایک عبرتگاہ ہے۔ سلطان سیدھا **فردلند** کی طرف آیا۔ **فردلند** نے فوراً گھوڑے
سے اوتر کر اس کو گلے لگایا۔ سلطان نے قلعہ کی کنجیان دیکر کہا کہ "خدائی تعالیٰ
نے تجھکو فتح عطا فرمائی ہے تجھکو چاہیئے کہ اپنی مفتوحہ قوم کے ساتھہ رحم دلی اور شفقت
سے پیش آئے" **فردلند** چاہتا تھا کہ تشفی آمیز الفاظ زبان سے کہے سلطان
بغیر توقف آگے بڑھ گیا اور ملکہ **ازابلا** سے ملتا ہوا **البشرات** جہان اسکا تمام مال و
اسباب اور رشتہ دار جا چکے تھے روانہ ہو گیا انا للہ وانا الیہ راجعون
جب سلطان **ابو عبد اللہ محمد البشرات** کی ایک پہاڑ کی چوٹی پر پہونچا تو بیساختہ
اس نے گھوڑے کو **غرناطہ** کی طرف موڑا اور اپنے خاندان کی گزشتہ عظمت و
شان پر آخر نظر ڈال کر زار و قطار رونے لگا۔ سلطان کی ماں نے جو اوس وقت
ساتھہ تھی اس کی یہ حالت دیکھکر اپنے دل کو نہایت سخت کیا اور کہا کہ "جب تو
باوجود ایک مرد سپاہی پیشہ ہونے کے اپنے ملک کو نہ بچا سکا تو اب مثل عورتون کے
ایک گم شدہ شئے پر رونے سے کیا فائدہ" **ابو عبد اللہ محمد** نے ایک آہ سرد
کھینچی اور جواب دیا کہ جو صدمہ کہ اس وقت میرے قلب پر گزر رہا ہے وہ کسی



الحمراء كدار الاختين

دوسرے کو ہرگز کبھی نصیب نہ ہوگا یہ مقام اس وقت تک "دم واپسین عرب" کے نام سے مشہور رہے۔

الغرض تھوڑی دیر مین چاندی کی صلیب جو **فردلند** کے ساتھ ہمیشہ رہا کرتی تھی قلعہ کے برج پر آفتاب کی شعاعون سے چمکنے لگی۔ صلیب کے دیکھتے ہی عیسائیون نے خوشی کے نعرے بلند کیئے اور **فردلند** مع ملکہ اور ابلا نہایت تزک و احتشام سے شہر **غرناطہ** مین داخل ہوا اور قلعہ **الحمرا** مین اقامت اختیار کی وہ بےنظیر قصر جسکی تعریف مین تمام جہان کی زبانین سوکھی جاتی تھین آن واحد مین عربون کے قبضے سے نکل گیا۔

قصر الحمرا کو شاہان **غرناطہ** نے بصرف کثیر شہر کے قریب ایک نہایت بلند ٹیلے پر **جبل شلیر** کی برف سے چھپی ہوئی چوٹیون کے سایہ مین تیار کیا تھا۔ اس کی چار دیواری کے اندر ایسے خوشنما سبزہ و شاداب باغ نہرہائی شیرین و درختہائے میوہ دار جن پر انواع و اقسام کے پرندون کی خوش الحانی سے تمام قصر گونج جاتا تھا آراستہ

اشعار

کیا جنات[1] نے آراستہ جس قصر شاہی کو	بنایا جس کو گہر ہر رنگ کی نغمہ سرائی کا

[1] تمدن عرب مترجمہ شمس العلماء مولوی سید علی بلگرامی۔ یہ کسی عربی اشعار کا ترجمہ ہے۔

نظر آتا ہے عالم خواب کا سارا طلسماتی	وہ الحمرا ہی الحمرا نہین جس کا کہین ہمتا
ہزار افسوس تیری بیکسی اور زار حالت پر	کہ اب تو منہدم ہوتا چلا ہے حسرتا ورد
ترا وہ قلعہ اور کنگورہ دار اوسکی وہ دیوارین	وہ اب گرتی چلی ہین ہر سمان جن مین تنزل کا
جہان کا نومنین جادو کی صدائین شکوہ آتی ہین	جہان شاہد ہی تیری عظمت و شوکت کا ہر ذرا
جہان چاند اپنی نورانی شعاعون سے بصد خوبی	ترے دیوار و در کو عمد کی سے آپ ہے دہوتا
سمان وہ بہی ہے تیرا دیکہنی کی لایق قابل	نہین الفاظ مین جس کا بیان لطف آسکتا

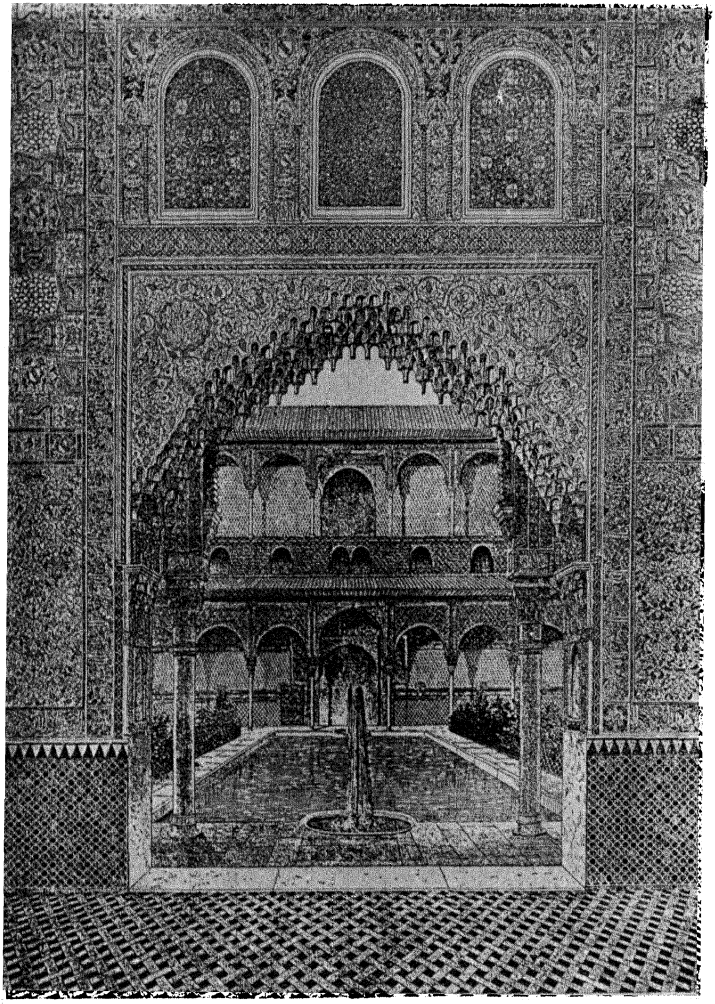
اس قصر کی ہر ایک چیز قابل دید اور اس قدر حیرت انگیز ہے کہ جس کو دنیا کے مشہور صناع و دستکار دیکہکر دنگ رہ جاتے ہین اور اس کی بلند دیوارون کی گچ کی صفائی جو اسوقت تک سنگ مرمر سے زیادہ چکدار اور لوہے سے زیادہ مضبوط اور جالی دار دیوارون کی طرح طرح کی نازک گلکاریان اور اسکی نئی وضع کی محرابون سے ایک ایک لٹکتی ہوئی قلم سے نزاکت ٹپکتی ہے۔ گہنٹون عالم محویت مین خدا کی قدرت کا تماشا دیکہا کرتے ہین۔

آمدم بر سر مطلب حسب معاہدہ جب سلطان **ابو عبد اللہ محمد البشرات** یہان پہونچا یہان جو عیسائی فوجین متعین تہین وہ سب اوٹہالی گئین اور اس مختصر سے صوبے پر اس کا قبضہ کرا دیا گیا مگر **فرڈلنڈ** نے اپنی چال بازیون سے اس کو ایسا پریشان کیا

کہ آخر کار سلطان نے یہ ملک **فردلند** کے ہاتھہ فروخت کردیا اور خود **افریقہ** چلا
آیا اور بادشاہ **فاس** کی فوج مین ملازمت اختیار کی اور وہین ۹۴۰ھ مطابق ۱۵۳۳ء
کی جنگ مین مارا گیا۔ ایک عربی مصنف اس قسمت بادشاہ کے حالات لکھتے لکھتے
ایک مقام پر تحریر کرتا ہے کہ "یہ بھی کیا بدقسمت آدمی تہا جس نے اپنا ملک عیسائیون کے
سپرد کردیا اور پھر زندہ رہنا گوارا اور ایک دوسرے شخص کا ملازم ہوکر مرنا پسند کیا"
لیکن اس غصے کے بعد **ابوعبداللہ محمد** کے حال زار پر اس مورخ کو رحم بھی آگیا۔
اور لکھا کہ "مشیت ایزدی مین انسان کی کیا مجال ہے کہ دخل دے منظور الٰہی یہی تہا
کہ وہ ملک جس کو عربون نے جان عزیز دیکر خونہا کے عوض خریدا تہا اور جس پر انہون
نے تقریباً آٹھہ سو برس نہایت رعب داب سے حکومت کی تہی وہ پھر دشمنان
اسلام کے قبضہ و تصرف مین چلا جائے"

جنگ **غرناطہ** کے اختتام کے بعد ہی عیسائیون نے خلاف معاہدہ
مسلمانون پر ظلم و تعدی شروع کردی اور نوبت یہان تک پہونچی کہ ۹۰۴ھ مطابق
۱۴۹۸ء مین ایک عام حکم مسلمانون کو دیا گیا کہ یا تو مذہب نصاریٰ اختیار کرو یا مرو
اس حکم کے نفاذ کے بعد ہی مسلمانون نے بغاوت شروع کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ
ہزارہا قتل ہوئے اور یہ حکم ہوا کہ اگر ایک مدت مقررہ مین انہون نے اپنے مذہب

کو ترک نہ کیا تو اور زیادہ سختی کی جائے گی۔ مسجدون مین جمع ہونے اور نماز پڑھنے
کی قطعی ممانعت تہی اور اون کی عورتون کو یہ حکم تہا کہ سب بلا نقاب مثل عیسائی
عورتون کے باہر نکلا کرین اور اپنے قومی لباس اور طرز معاشرت کو بہی بکلیت
ترک کر دین۔ اگر ان جابرانہ احکام کے خلاف کوئی حرکت کسی سے سرزد
ہوتی تہی تو وہ فوراً قتل کر دیا جاتا تہا۔ بعض مسلمان اس ظلم و زیادتی سے بچنے
کے لیئے بظاہر تو عیسائی ہو گئے مگر باطناً اپنے مذہب پر قایم رہے۔ اکثر
عیسائیون سے باغی ہو کر لڑنے مرنے پر آمادہ ہو گئے اور اس قدر کشت و خون
واقع ہوا اور ان کی عورتون اور بچون کو اس بے رحمی سے عیسائیون نے قتل کیا
کہ جو بچ گئے تہے اونہون نے محض ان معصومون کے بچانے کی غرض سے
ہتیار رکہدئے اور بمشکل تمام اپنے تئین **افریقہ** پہونچایا اور جو باقی رہ گئے تہے
ان کو عیسائیون نے ۱۰۷۰ھ مطابق ۱۶۶۱ء مین جبر **اندلس** سے خارج کر دیا
ہزارون کا کام تو راستے مین تمام ہو گیا اور جو بچے وہ **فاس** اور **تلمسان** اور **تونس**
وغیرہ مقامات مین جس طرف ان کا منہہ اوٹہا جا کر بس گئے فاعتبروا یا اولی الابصار



البركه كا دالاى الحمراء مين

باب ہشتم

اسلامی اندلس کے مجمل حالات - طرز ریاست صنعت و حرفت - علوم و فنون

تعلیم نسوان - شجاعت - عربون کا اثر یورپ پر

گزشتہ ابواب مین ہم نے واقعات مندرجہ بالا کا ذکر جا بجا اور ہر بادشاہ کے عہد حکومت مین مجملاً کر دیا ہے منجملہ ان امور کے ہم اس اخیر باب مین بعض اہم باتون کو بالتفصیل تحریر کرنا چاہتے ہین تاکہ ناظرین عربون کی ترقی علوم و فنون کو و نیز جو اثر کہ خلافت اندلس کا اقوام یورپ پر پڑا ہے بآسانی دریافت کر سکین۔

اصول ریاست

عربون نے بغرض نظم نسق جو اصول قایم کئے تھے وہ بہت ہی صاف اور آسان تھے۔ خلیفہ وقت کل امور مذہبی مالی اور فوجی کا مالک تھا۔ کام ریاست کا چار محکمون یعنی فینانس۔ امور خارجیہ۔ عدالت اور فوجی پر منقسم اور ہر محکمہ ایک وزیر کے سپرد تھا لیکن ان مین سے کوئی مجاز نہ تھا کہ بلا اجازت خلیفہ بطور خود کسی اہم مقدمہ کا تصفیہ کر سکے۔ وزیر اعظم کو حاجب[1] کہا کرتے تھے علاوہ

[1] حاجب مجلس وزرا کا صدر نشین بھی ہوا کرتا تھا۔

ان وزرا کے اور بھی امرائی سلطنت رائی اور مشورے مین بضرورت شریک کر لیئے جاتے تھے جن کو اعزازاً خطاب وزیر[1] کا دیدیا جاتا تھا لیکن یہ صرف وزیر کہلاتے تھے اور وزرائی سلطنت وزیر الوزرا تین کے لقب سے مشہور تھے وزرا کے ماتحت معتمدین کو عام طور پر خطیب الدولہ کہا کرتے تھے ان مین سے خطیب الرسائل جو دول غیر سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور خطیب الزمام جس کے ذمے نصاریٰ اور یہودی وغیرہ کے مذہبی دجایداد کی حفاظت و نگرانی تھی اور صاحب الاشغال جس کے سپرد ریاست کے اخراجات کا حساب و کتاب تھا سب مین ممتاز تھے۔ سوائے خلیفہ کی حکومت کے یا ان افسران ملک کے جن کے سپرد صوبجات منجانب خلیفہ ہوتے تھے اور کوئی حکومت یا قوت ملک مین نہ تھی عربون مین نہ موروثی جاگیردار تھے اور نہ موروثی امراء۔ اگر کوئی شخص نہ صرف اندلس بلکہ دیگر عربی سلطنتون پر نظر ڈالے تو یہ اچھی طرح ثابت ہو جائیگا کہ ان کی طرز حکومت گو بظاہر شخصی معلوم ہوتی ہے فی الواقع جمہوری تھی۔ خلیفہ ملک کا حاکم تھا اور اس کے ظل عاطفت مین تمام امیر و غریب کی حالت مساوی تھی چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک اعرابی اور بادشاہ غسان کے معاملے مین فیصلہ

[1] یہ طرز انگلش پردی کونسل سے ملتا ہوا ہے۔

صادر کرتے وقت یہ ارشاد فرمایا تھا کہ "سزائی بدل بادشاہون کے لیئے بھی جاری کی جائے گی اس واسطے کہ مذہب اسلام مین کسی قسم کے اعزازی حقوق یا ذات کی تفریق نہین ہونی چاہیے کل مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مین برابر تھے" ہم پہلے کسی مقام پر یہ بتا آئے ہین اور عربون کی طرز حکومت کے جمہوری ہونیکے لیئے یہہ ثبوت کافی ہے کہ جس قانون کی رو سے خلیفہ قاضی کو معزول کرسکتا ہے اوسی قانون پاک کی رو سے قاضی خلیفہ کو سزا دیسکتا ہے ہر فرد مسلمان کے مقابلے مین خلیفہ مدعی اور مدعا علیہ مثل احد من الناس ہے یعنی قاضی دونون کو سزا دیسکتا ہے۔ خلیفہ قانون کا نگران ہے اور قاضی خلیفہ کا پاسبان۔ پس مسلمان وغیر مسلم کے باہمی تعلقات مین ہم کو جدید قانون کی تلاش وفکر کی ضرورت نہین یہی ایک قانون مقدس ہے کہ جس مین نہ باہمی مرتبے کا فرق رکھا گیا اور نہ ملت وقوم ورنگ مین کوئی رعایت کی گئی جو اصول اخلاق ومعاشرت وتمدن کے مقرر کردئے گئے۔ وہ مسلمان اور غیر مسلمان سب کے واسطے منصوص ہوگئے اور ان کی بابت ارشاد ہوچکا کہ الملت لکم دینکم نہ ہم کو ان مین تغیر وتبدل کی مجال اور نہ ترمیم وتنسیخ کا اختیار

اس زمانہ کے بعض متعصب علمائے بیت النصاری یعنی یورپ اور بالخصوص

فرقہ قسیسین نے عربون کے عبرت انگیز تنزل کے منجملہ دیگر نتائج کے ایک نتیجہ یہہ نکالا ہے کہ مسلمانون مین تدبیر ملک اور تہذیب قوم کے اصول کبھی مرتب ہی نہین ہوئے اور نیز یہ نقص مذہب اسلام اور تعلیم قرآن شریف اور تلقین حضرت ختم المرسلین کا ہے کہ ایسی بلند حوصلہ اور بہادر قوم ایسی ترقی کے بعد اس طرح معدوم ہوگئی کہ نام ونشان تک اوس کا باقی نہ رہا اور اپنے دین ومذہب پر فخر کرتے ہین کہ روز بروز ترقی کرتا رہا۔ لیکن انصاف پسند اور صائب الرائے علماء و مورخین جو علم تاریخ اور فلسفہ تاریخ کے ماہر ہین وہ سمجھتے ہین کہ ترقی وتنزل اقوام کا کن وجوہ سے ہوا ہو رہا اور آیندہ ہونے کا احتمال ہے۔ اہل یورپ کی ترقی کو ابھی چار سو برس بھی نہین گزرے بقول شخصے کے آدمی وہ کے پیر شدی۔

ایک طرف تو ایسا سخت اعتراض کہ دین اسلام مین ترقی محدود کردی گئی اور دوسری طرف یورپ کے مہذب اور تعلیم یافتہ مورخین اور استدلال سے بال کی کھال نکالنے والے صاحب تجربہ وصاحب دلیل فلسوفین۔ برق کو قید کرنیوالے دخان کو غلام کارگزار بنانے والے حکماء ان بادیہ نشینون کی برق رفتار کامیابی پر حیرت ظاہر کرتے ہین اور دور از کار توجیہین گھڑتے ہین۔ توحید کے مزے سے واقف نہ تھے۔ اس معمّے کو حل نہ کرسکے۔

قبلہ عشق یکے باشد و بس

عرب ولولہ اور جوش عشق اسلام مین کفن بسر اور تیغ بکف سرفروشی کے لیے تیار گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور مشرق سے مغرب تک ایک عالم کو نعرہ اللہ اکبر سے زیر و زبر کر دیا۔ لا الہ الا اللہ کی صدا سے دشت و کوہ گونج اوٹھا۔ ناظرین یہہ خیال نہ کرین کہ جوش مذہب نے عربون کو متعصب بنا دیا تہا اور جیسا کہ مخالفین بیان کرتے ہین کہ عربون نے عربستان سے نکلتے ہی دست تطاول دراز اور ہر شخص کے گلے پر خنجر کہکر اوس کو اسلام کے اختیار کرنے پر مجبور کیا ہم نے اپنے دیباچہ مین اور پہر اپنی کتاب مین جا بجا مورخین اور علمای اہل یورپ کے اقوال سے یہہ اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ اس قوم کی تاریخ مین یہہ بات آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ عرب ہمیشہ احکام آنحضرت صلعم کے پابند رہے اور اقوام مفتوحہ پر کبھی بوجہ تعصب مذہبی ظلم و زیادتی نہین کی بلکہ اون کے مذہب و معابد کو متعصب لوگون کے شر و فساد سے محفوظ رکہا۔ وعظ اور پند و نصایح سے لوگون کو اسلام کیطرف کہینچا

ہم سے ملا کرو تمہین دلبر بنائین گے	غیرون سے مت ملو وہ ستمگر بنائین گے

تہذیب و اخلاق گویا وہ زمین شاداب ہے جس مین عشق صافی نشو و نما پاتا ہے اور سرسبز و بارآور ہوتا ہے اس کے بعد توحید کے نکتے بتائے گئے۔ اَلشَّیْطٰنُ

یعدکم الفقرا و یامرکم بالفحشاء واللہ یعدکم مغفرۃ منہ وفضلا واللہ واسع علیم[1] اور یہ سکھایا گیا کہ یاران ہمراز سے الفت رکھین واغیار حیلہ سازسے گریزکرین یعنی اون کو عصبیت قوم وملک وملت کا درس دیا گیا اور یہ تعلیم ان ننگے بھوکے صحرانشین مجاہدین کے دل مین ایسی راسخ کردی گئی کہ ایک گدڑی پوش عرب نے یزدجرد اور اوس کے دربار کی شان وشوکت کو پوچ ہیچ سمجھا اور بہ تمکین ووقار فرش زمین پر چار زانو بیٹھکر اس بیباکی سے منصب سفارت کو ادا کیا کہ تمام دربار کو اپنا مرعوب کردیا۔ اسی طرح دوسرے صحرائی عرب نے ہرقل قیصر روم کے دبدبہ قیصری کو بے وقعت اور بے معنی خیال کیا۔ ان کی نگاہون مین عرب وعربیت قابل قدر ولائق تعریف اور عجم وعجمیت حقیر وذلیل قرار پاگئی۔ عربی کھجور کا درخت اندلسی سرو صنوبر وشمشاد سے خوبتر نظر آیا۔ عربی جلتا ہوا ریگستان اور اوجاڑ کوہستان عجمی مرغزار اور چمنستان سے عزیزتر قرار پایا۔ عربی امی عجمی رومی اور یونانی عالم کو بدتہذیب اور واجب التربیت سمجھنے لگا۔ ایک مرتبہ غل مچگیا کہ

زشیر شتر خوردن وسوسمار		عرب را بجائی رسید است کار	
کہ تخت کیان را کند آرزو		تفو بر تو اے چرخ گردون تفو	

[1] شیطان تم سے تنگی کا وعدہ کرتا ہو اور بیحیائی کا حکم کرتا ہو اور اللہ تم سے اپنی بخشش وفضل کا وعدہ کرتا ہو اور اللہ وسعت والا اور علم والا ہے

نصاریٰ کے پادریون اور اہل یورپ کے فلاسفہ سے پوچھا جائے کہ یہہ کیا بات ہے کہ ایک آدمی یتیم کمل پوش نے کہ جس کو نہ پدر و مادر کی تعلیم نہ مکتب و مدرسہ کی تربیت میسر ہوئی الاعراب اشد کفراً و نفاقاً جیسی اجہل اور وحشی قوم کو پچیس برس کے عرصہ مین سرآمد اقوام عالم بنا دیا۔

یتیمی کہ ناکردہ قرآن درست	کتب خانۂ چند ملت بشست

یہ اوس تعلیم کا نتیجہ ہے جس کی نسبت ارشاد ہوا ہے کہ اگر جن و انس کل مخلوقات جمع ہو جائین تو ہرگز اس کے مثل نہ لائین گے ان ہی معنی مین قرآن شریف کی نسبت معجزہ دوامی کا دعویٰ کیا گیا ہے۔

الغرض مسلمانون کو کسی دوسرے قانون کے ڈھونڈھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ ان کی تدبیر و تہذیب بالکل نئے اصول پر مبنی تھی وہ مضر ہون یا مفید ناقص ہون یا کامل بہرطور اہل یورپ کے اصول سے جدا تھے اور جو بنی آدم کے فرد و جماعت دونون پر یکسان اثر رکھتے تھے۔ اہل یورپ یا تو سمجھے نہین یا عمداً محض بوجہ بغض و تعصب مذہبی عربون پر اعتراض کر بیٹھے۔ مسلمانون مین مذہباً جباری سلطنت کا یا کسی فرد بشر کی شخصی حکومت کا قبول کرنا ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام مین دولت شخصی نہین ہے بلکہ دولت عامہ ہے۔ خدا کو اپنا بادشاہ حقیقی اور سلطنت کو سلطنت

خدائی سمجھتے ہین۔ قانون قانون الٰہی ہے جو حاکم و محکوم دونون پر یکسان مؤثر ہے نہ ملکون کی تقسیم نہ قومون کی تفریق۔ ملک ملک اسلام۔ قوم امت محمدی اگر عرب و عجم مین فرق ہے تو نسل کا فرق ہے۔ زبان کا فرق ہے۔ رسم و رواج کا فرق ہے مگر قانون معاد و معاش سب کا ایک ہی ہے۔ چنانچہ خلاق عالم اپنے کلام پاک مین عصبیت و اخوت قوم کے باب مین اس طرح ارشاد فرماتا ہے اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا[1] لہذا تدبیر و تہذیب مملکت بھی ایک ہی ہے یہی قانون معاد و معاش جو فرقی کے افراد مین انفراداً منصوص ہے وہی قانون معاد و معاش قوم کے فرقون پر اور ممالک کے اقوام پر فرض ہے اور وہی قانون امت مرحومہ اور دیگر امم محرومہ کے باہمی تعلقات مین لازم و ملزوم ہے۔

اس مین شک نہین کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کے بعد اور بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین موروثی سلطنت قائم ہوگئی تاہم قوم خاندان شاہی مین سے جس کسی کو لائق اور قابل خلافت سمجھتی تھی تخت پر بٹھا دیتی تھی۔ چنانچہ اس قاعدے کو ترکون نے جاری رکھا ہے۔ سلطنت روم مین سلطان کے انتقال کے

[1] جبکہ تم آپس مین دشمن تھے پھر تمہارے دلون مین الفت پیدا کی (اسی) نعمت کی وجہ سے آپس مین تم بھائی ہو گئے۔

بعد اولاد اکبر جانشین نہین ہوتی بلکہ جو رکن خاندان عثمانیہ لائق تر ہوتا ہے وہ بادشاہ بنا دیا جاتا ہے۔

عدالت و کوتوالی | اندلس مین قاضی کو نہایت وسیع اقتدارات حاصل اور عدالت کا تمام کام اوسی کے سپرد تہا۔ خاص دارالسلطنت کے قاضی کو قاضی القضات یا قاضی الجماعت کہتے تہے۔ بنی امیہ کے زمانہ حکومت مین کوتوالی کا انتظام نہایت اعلیٰ درجہ کا تہا۔ کوتوال کو صاحب الشرطہ کہا کرتے تہے باوجودیکہ کوتوالی اور کوتوالی مجسٹریٹوں کو جو صاحب المدینہ اور صاحب اللیل کے نام سے موسوم تہے۔ بہت کچہہ اختیارات حاصل تہے لیکن یہ سب شہر کے قاضی کے پوری طرح ماتحت تہے مثل ممالک عرب و عجم اندلس مین بہی ایک محتسب مقرر اور اوس کے سپرد بازارون اور ٹون اور تجارت پیشہ کی نگرانی و انتظام تہا۔

طبابت | نسبت شام و عراق۔ اندلس مین اس محکمہ کو بہت کچہہ ترقی بہی دیگئی تہی افسر محکمہ کو الصاحب البرید کے نام سے موسوم کیا کرتے تہے۔ تمام ممالک محروسہ کے ٹپہ خانون کا انتظام اسی افسر کے سپرد تہا۔ ہر بڑے شہر مین ایک ٹپہ خانہ تہا اور راستون مین جابجا مناسب مقامات پر چوکیان اور گہوڑون اور اونٹون کی ڈاک تیار رہا کرتی تہی۔ ان گہوڑون اور اونٹون پر جو خاص ٹپہ رسانی کے

واسطے متعین تھے سرکاری نشان یا داغ ہوتا تھا۔ سرکاری ڈاک کے ساتھہ خانگی خطوط بھی ہر شہر اور قصبہ مین نہایت احتیاط کے ساتھہ پہونچائے جاتے تھے خلیفہ **عبد الرحمن الناصر لدین اللہ** کے زمانہ حکومت مین بالخصوص فوجی اغراض کے واسطے کبوترون سے بھی ٹپہ رسانی کا کام لیا جاتا تھا اور اس قسم کے سدھے ہوئے کبوتر ہر فوج کے ہمراہ رہا کرتے تھے۔ ہر شہر مین افسر ٹپہ کے سپرد صرف نگرانی ٹپہ خانہ کا کام ہی نہ تھا بلکہ اوس کے فرایض منصبی مین امور ذیل ملک و رعایا کی حالت اور حکام کا طرز عمل۔ سکہ وغیرہ کی خفیہ نگرانی بھی داخل تھی اور اس کا فرض تھا کہ امور مذکورہ کی نسبت روزانہ خفیہ روزنامچہ خاص خلیفہ کے ملاحظہ کے واسطے بذریعہ ٹپہ پیش کیا کرے[1]

بری و بحری قوت

بحری اور بری فوج کا اعلیٰ افسر خود خلیفہ تھا لیکن صوبجات مین فوج کی سپہ سالاری والیان صوبہ کے سپرد کردی جاتی تھی۔ سپہ سالار فوج کو امیر کہا کرتے تھے۔ مثل شام اور عرب **اندلس** مین بھی فوج دو حصون مین منقسم تھی۔ باقاعدہ اور بے قاعدہ۔ باقاعدہ مین تمام ماہوار یاب سپاہی[2] شریک تھے۔ بے قاعدہ مین وہ لوگ بروقت ضرورت شریک کرلیے جاتے تھے جو بطور خود محکمہ فوج مین

[1] ہسٹری آف دی ساراسنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲ صفحہ ۴۱۰ [2] ماہوار کی مقدار ایکہزار درہم سے اسی ہزار درہم سالانہ تک ہوتی تھی

شرکت جنگ کی درخواست کیا کرتے تھے۔ ہر سال مصنوعی جنگ ہوا کرتی تھی اور سپاہیون کو فن جنگ سکھانے مین بلیغ کوشش کی جاتی تھی۔

فوج کی تقسیم حربیہ[1] ان کا لباس زرہ وخود اور ہتیار نیزہ اور تلوار و سپر تھے۔ رامیہ[2] یہ بھی زرہ بکتر مین ڈوبے ہوئے علاوہ تیر و کمان کے تلوار اور سپر سے آراستہ ہوتے تھے۔ سوارون کا لباس زرہ بکتر اور تلوار و نیزہ اور تیر ان کے ہتیار تھے فوج دس دس ہزار کے دستون مین منقسم اور ہر دستہ کا افسر اعلی ایک امیر یا سپہ سالار ہوتا تھا۔ ہزار آدمیون کے افسر کو قائد اور سو آدمیون کے افسر کو نقیب کہا کرتے تھے۔ خلیفہ کی حفاظت کے لیے ایک خاص فوج مقرر تھی جس کی ماہوار نسبت اورون کے زیادہ اور اون کا لباس مکلف ہوتا تھا اندلس مین جب خانہ جنگی اور بیرونی لڑائیون نے خلیفہ کو مجبور کیا تو اہل بربر بھی فوج مین بھرتی کیے گئے جو رفتہ رفتہ خاص فوج سلطنتی مین شامل ہو گئے تھے۔

انجینیر فوج کے آرام و آسایش کا عربون کو بڑا خیال تھا۔ ہر فوج کے متعلق ایک گروہ انجینیر اور مزدورون کا تھا جو ہمیشہ فوج کے آگے راستہ بناتا یا صاف کرتا چلتا تھا۔ انجینیر کے افسر کا نام امیر المنجنیقین[3] تھا۔ ان کی تعلیم خاص طور پر ہوتی تھی۔ پہلے

---

[1] پیادے۔ [2] تیر انداز [3] ابن خلکان تحریر کرتا ہے کہ تعداد مین ایک مشہور۔ دیکھو صفحہ ۲۰۸

یہ سب فوج مین شریک کیئے جاتے تہے پہران کو سامان حرب اور قلعہ اور قلعہ شکن آلات کا بنانا اور محاصرہ کے لیئے قلعہ کے گرد مقامات کے درست کرنا وغیرہ وغیرہ نہایت احتیاط سے سکہایا جاتا تہا

فوجی شفاخانہ

میدان جنگ مین ہر فوج کے ساتہہ دواخانہ اور اونٹون پر پلنگ اور ضروری سامان زخمیون کے علاج اور آرام کے لیئے مہیا رہتا تہا تمام دستے فوج کے ملک مین جا بجا متعین تہے جو بوقت ضرورت فوراً فراہم کر لیئے جاتے تہے آج کل جو دقتین فوج کی فراہمی اور سامان کی باربرداری کے انتظام مین ہوتی ہین وہ اوس زمانہ مین بالکل مفقود تہین۔ نہ تو شراب کی ضرورت تہی اور نہ برف اور عمدہ کہانون کی۔ سپاہیون کی زندگی خرمایا اون معمولی کہانون پر تہی جس کو ہر سپاہی بغیر محنت اور مشقت اپنے ساتہہ رکہہ سکتا تہا۔ ہر صحیح القوی عرب کو فوج مین شریک ہونا لازمی تہا کوئی خاص زمانہ فوجی ملازمت کا مقرر نہ تہا لیکن جب سپاہی اچہی طرح کام سیکہہ لیتے تہے اور ملک مین امن وامان ہوتا تہا تو یہ لوگ رخصت کر دیئے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۷) انجیر یعقوب بن صابر المنجنیقی گزرا ہی جس نے ایک کتاب عمدۃ المسالک فی سیاسۃ الممالک اس فن مین تصنیف کی تہی اسمین اس نے جنگ مین فوجون کی ترتیب و تقسیم قلعون پر حملہ کرنا گہوڑون کی سواری مستحکم مقامات کا محاصرہ انجنیرنگ مختلف ہتیار اور آلات قلعہ شکن کا استعمال فوجون کا جمع ہو کر یا کہل کر لڑنا وغیرہ وغیرہ جو لکہا ہوا وہ قابل پڑہنے کے ہے

جاتے مگر بوقت جنگ اون کو محکمہ جنگ مین حاضر ہو جانا پڑتا تہا۔

فوجی جاگیر | بعض وقت افسران فوج کو تنخواہ کے عوض جاگیرین[1] عطا کی جاتی تہین اسلیے لوگون کا فرض تہا کہ اس جاگیر کی آمدنی پر اپنی اپنی فوج حسب حیثیت تیار اور بوقت ضرورت فوج سلطانی مین شریک ہو جایا کرین۔ اس افسر کو صاحب المعاقل کہتے تہے۔ عربون کے بعد بہی جو اسلامی سلطنتین قائم ہوئین مثل ترک وغیرہ انہون نے بہی اس طریقہ کو قائم رکہا۔ دولت عثمانیہ مین کچہہ روز قبل تک فوجی جاگیرین تقسیم ہوتی تہین مگر آخر کو جو نقصانات بوجہ بغاوت ملک کو پہونچے سلطان **محمود ثانی** نے انیسوین صدی عیسوی کے اوائل مین اس طرز کو بالکل مسدود کر دیا۔

طرز جنگ | بوقت جنگ روانگی کے قبل فوج پانچ حصّون مین تقسیم کی جاتی ہے **طلیعہ** یعنی ہراول فوج سے کئی میل آگے رہتا اور یہ کام اکثر سوارون کے جو بآسانی نقل وحرکت کر سکتے ہین سپرد کیا جاتا تہا اون کو حکم یہ تہا کہ یہ دشمن کی فوج کے مقام اور اوسکی تعداد کو دریافت کرلین اور جن مقامات سے ان کا گزر ہو وہان کے نقشے تیار اور

[1] انگریزی مین اس کو فیوڈل سسٹم کہتے ہین۔ زمانہ قدیم مین فرانس مین یہی طرز جاری تہا اور نارمنز نے جب انگلستان فتح کیا تو وہان بہی اس کو جاری کیا۔ عربون نے اس کو یورپ سے نہین لیا بلکہ شام اور عرب مین بہی یہ طریقہ جاری تہا۔ دیکہو المقری اور ہسٹری آف دی سارسنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۲۴ صفحہ ۴۳۵۔

زمین کے نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہوکر سپہ سالار کو اطلاع کرتی رہین
ہراول کے پیچھے اصل لشکر روانہ ہوتا تہا اس کے بیچ کی فوج کو قلب اور داہنی کو
میمنہ اور بائین کو میسرہ کہتے تہے۔ اس لشکر کے عقب مین کچہہ فاصلے پر بغرض
محافظت ایک دستہ فوج کا جسکو ساقہ کہتے ہین ہوتا تہا راستہ مین جہان فوج کا قیام ہوتا وہان تمام جنگل
صاف کرلیا جاتا تہا اور راستہ اور سڑکین تیار کی جاتی تہین۔ بازار کہل جاتے تہے اور
لشکر کے اطراف مین جا بجا آگ روشن کردی جاتی تہی۔ راستون اور گزرگاہون پر
داستان گو بیٹہے ہوئے سپاہیون کو اون کے باپ اور دادا کی بہادری اور شجاعت
کی داستان سناکر اونکے دلون مین جوش و حوصلہ جنگ پیدا کرتے تہے کسی طرف فوجی
ورزش جسمانی تلوار و نیزہ بازی مین مصروف نظر آتے تہے طرز جنگ مین بہی بہت کچہہ
تغیر اور تبدل واقع ہوا تہا اوائل زمانہ مین دو صفین یکے بعد دیگرے کہڑی کی جاتی
تہین اور اسی ترتیب سے عرب خود حملہ کرتے اور دشمنون کی یورش کو روکتے تہے
وقتاً فوقتاً حسب ضرورت جب جدید قوانین جنگ تیار کیے گئے تو ان دو صفون کی
عوض حربیہ یعنی پیادہ کئی صفون مین یکے بعد دیگرے بشکل مثلث یا جیسا موقع ہو اپنے
نیزون کو سامنے زمین مین نصب کرتے اور ایک گھٹنے پر سپرون کے عقب مین مثل
دیوار آہنی جم جاتے تہے ان کی پشت پر تیر انداز اور چپ و راست سوار استادہ رہتے

تھے۔ یہہ طریقہ دشمن کے حملون کو رد کرنے کا تھا۔ جہان فوج مخالف زد مین آئی سب سے پہلے تیز انداز اون پر تیرون کا مینہہ برساتے اور پیادہ تلوار اور چھوٹے نیزون پر حملہ کو رد کتے تھے۔ اس کے ساتھہ ہی سوار دونون طرف سے حملہ آور ہوتے تھے۔ عربون کی صفون کو توڑنا آسان بات نہ تھی لیکن سب سے زیادہ سوارون نے اپنا خوف عیسائیون کے دلون مین جمایا تھا۔ متعدد لڑائیون مین یہ دیکھا گیا ہے کہ صرف سوارون کو اپنی طرف آتے دیکھکر عیسائی لشکر پراگندہ اور منتشر ہوگیا بوقت جنگ سپہ سالار ایک بلند مقام سے بوساطت اپنے مصاحبین ہر دستہ فوج کے افسر کے نام حکم جاری کرتا تھا۔

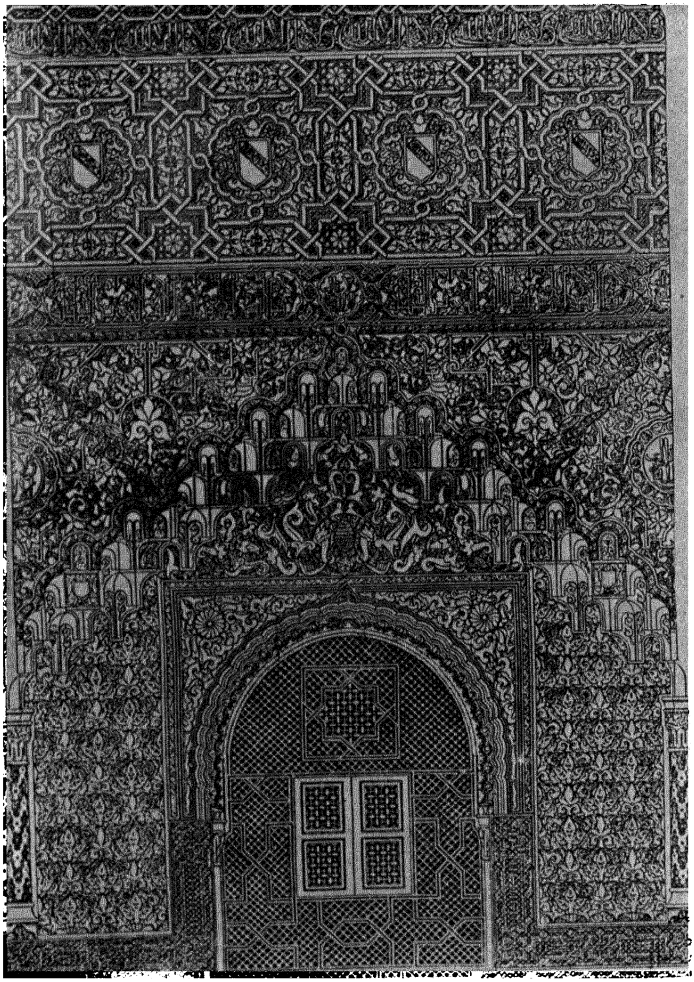
آلات قلعہ شکن

قلعون اور مستحکم شہرون کی دیوارین توڑنے کی غرض سے عربون نے خاص قسم کے آلات ایجاد کیے تھے جن کو منجنیق اور دبابہ کہتے ہین۔ اول الذکر تو مثل گوپن کے تھے اور آخر الذکر ایک کل کچھوا نما ان دونون کلون کے ذریعہ سے بڑے بڑے پتھر قلعہ کی دیوارون پر اس قدر زور سے پھینکے جاتے تھے کہ تھوڑی ہی عرصہ مین دیوار منہدم ہوجاتی تھی۔ تیرھوین صدی عیسوی سے جب بارود ایجاد ہوئی توپون کا استعمال عربون نے شروع کیا۔ الحاصل جو ترقیان فنون جنگ مین عربون نے کی تھین اون سے اہل یورپ بالکل بے بہرہ تھے۔ ایک مشہور

جرمن مورخ لکھتا ہے کہ "اہل نیز نٹائین کو اپنی سابقہ شان و شوکت اور تمدن پر اس قدر ناز نہتھا کہ یہ عرب بادیہ نشینون کو اپنے مقابلہ مین جاہل اور غیر مہذب تصور کرتے تہے اگر نظر انصاف سے دیکہا جائے تو یہ خود عربون سے زیادہ نالایق اور جاہل تہے۔ ان لوگون نے جب کبہی کسی شہر پر قبضہ کیا تو اوس کو اور غریب رعایا کو تاخت و تاراج ہی کر کے چہوڑا۔ دشمن کے ملک مین داخل ہو کر قصبون اور دیہاتون کو جلا دیا کرتے تہے۔ ان کے برخلاف عرب ہمیشہ ان مذموم حرکات سے باز اور بری رہے جبتک کہ وہ مجبور نہین ہوئے انہون نے دشمن کے ملک کو برباد نہین کیا[1]"

بحری قوت | ابن خلدون نے اندلس کی بحری قوت کی ترقی اور تنزل کی نسبت جو کچہہ لکھا ہے وہ مسلمانون کے لیئے خاص دلچسپی رکہتا ہے۔ تاریخ سے ظاہر ہے کہ عربون کی بحری قوت اقوام غیر کی مجموعی قوت سے بہت زیادہ تہی۔ عربون نے مثل بری جنگ کے اس کے واسطے بہی نہایت عمدہ اصول قایم کیئے تہے۔ اس کے زمانہ عروج مین افسر اعلیٰ کو امیر الماء اور امیر البحر بہی کہا کرتے تہے عبد الرحمن ثالث کے زمانہ حکومت مین اس افسر کا نام قائد الاساطیل رکہا

[1] ترقی علوم و فنون در زمانہ خلفائے اسلام۔ مصنفہ وان کریمر۔



الحمراء کی دارلاختین کی اوپر کی منزل

گیا۔ جنگی جہاز کے افسر کو قائد یا مقدم اور اوس کے ماتحت کو رئیس خطاب کیا کرتے تھے۔ ہر صوبہ دار کو حکم تھا کہ ایک مقررہ تعداد مین جنگی جہاز تمام سامان سے مہیا بمیش کیا کرے۔ تمام بندرگاہون مین کسی بلند ٹیلہ یا پتھر پر کتاب[1] جہان راتون کو روشنی جلا کرتی تھی بنایا جاتا تھا تاکہ جہازون کی آمد و رفت مین دقت اور نقصان واقع نہ ہو۔

صنعت و حرفت

سلطنت **غرناطہ** جس کا ذکر بالتفصیل گزشتہ باب مین تحریر ہو چکا ہے۔ عربون کی سابقہ عظمت و جبروت کی ایک بے مثل یادگار تھی۔ اس مین **اندلس** کے وہ حصے اور صوبے شریک تھے جو اس کے جنوب و مشرق کی جانب سواحل بحر متوسط اور آبنائی طارق پر واقع ہین۔ اس کی مسافت شرق سے غرب تک تقریباً دو سو دس میل۔ اور جنوب سے شمال تک پچہتر میل سے زیادہ نہ تھی لیکن باوجود اس تنگی وسعت کے اس مختصر سے خطہ زمین کے حدود مین وہ تمام باتین موجود تھین جو اوس زمانہ مین بزرگ ترین سلطنتون کو بھی نصیب نہ تھین جس پر تمام یورپ رشک و حسد کی نظر بد ڈال رہا تھا۔ یہان کے مرغزار اور وسیع میدانون پر عربون نے فن زراعت کو ختم کر دیا تھا اور جو دریا مثل شنیل وغیرہ جبل شلیر کی چوٹیون سے نکل کر دامنہائی کوہ کو سیراب کرتے ہوئے سمندر کی طرف رو رو

[1] یعنی لائٹ ہاوس۔

شور سے بہ رہے تھے اون کی اس قدر نہرین اور شاخین نکالی تھین کہ ایک
خوشنما جال تمام ملک پر پھیلا گیا تھا۔ ان نہرون کے ذریعے سے پانی دور دور
پہونچایا جاتا تھا۔ علاوہ اس ملک کی چیزون کے عرب اور شام
افریقہ کے وہ میوہ جات اور اجناس جنسے نہ تو اہل یورپ واقف تھے اور نہ
اون کی کاشت کے طریقے جانتے تھے۔ ان کو عرب کسان باوجود اختلاف
آب وہوا اور زمین سال مین کئی بار کاشت کرتے تھے۔ ریشم اور سن بکثرت
بڑے بڑے بنادر مثل المیریہ اور مالقہ سے اطالیہ جایا کرتا تھا اور بندرگاہین
یورپ اور شام اور افریقہ کے تجارتی جہازون سے معمور رہا کرتی تھین غرناطہ
نہ صرف اس سلطنت کا بلکہ تمام دنیا کا پایۂ تخت بنا ہوا تھا۔ اہل جنیوا اور فلارنس
نے غرناطہ مین مختلف مقامات اور کلین اور گرنیان بغرض ترقی تجارت قائم
کی تھین۔ اس ملک مین تیس بڑے شہر اور اسی قدر قلعہ اور ہزارون چھوٹے شہر
اور بنادر آباد تھے۔ ان مین کا ہر ایک شہر ایک چیز کی ایجاد اور تجارت مین مشہور
تھا۔ مورخ گبن بیان کرتا ہے کہ صرف وادی الکبیر کے کنارے پر بارہ ہزار
شہر اور قصبے بسے ہوئے تھے۔ عرب راستبازی اور امانت و دیانت مین شہرہ آفاق
تھے۔ ان کا ایک لفظ اندلس کے تمام عیسائیون کی دستاویز اور تحریر کے مقابلہ

مین کافی سمجھا جاتا تھا۔[1]

زراعت | عربون نے زراعت کو اس قدر ترقی دی تھی کہ یہ ایک خاص اور مکمل فن بن گیا تھا۔ یہہ ہر میوہ اور درخت اور زمین کی خاصیت اور ماہیت سے اچھی طرح واقف تھے۔ جو اراضی افتادہ تھین۔ جہان سوائے ٹیلہ اور کنکر سبزہ نظر نہ آتا تھا اون کو مختلف پانس اور اپنے علم کے ذریعے سے ایسا درست کیا کہ ایک قلیل عرصے مین یہ اوجاڑ مقامات میوہ دار درختون اور سبزہ و شاداب کھیتون سے لہلہانے لگے۔ چانول اور نیشکر روئی اور زعفران۔ انار آڑو اور شفتالو وغیرہ وغیرہ جو اب **اندلس** مین بکثرت ہوتے ہین عربون ہی کی بدولت **اندلس** بلکہ تمام یورپ کو نصیب ہوئے۔ جو زمین جس چیز کی کاشت کے لیئے مناسب معلوم ہوتی تھی وہین وہ چیز بوئی جاتی تھی۔ چنانچہ **اندلوسیہ** و **اشبیلیہ** کے میدانون مین زیتون و خرما کی کاشت ہوتی تھی جہان عربستان اور شام کے عمدہ سے عمدہ زیتون اور خرمے کے درخت منگوا کر نصب کیئے گئے تھے تاریخ سے یہ ثابت ہے کہ ۷۵۵ء مین **فرڈلنڈ اول** نے جب اس صوبہ پر قبضہ کیا یہان زیتون کے لکھوکھا درخت موجود تھے اور تقریباً ایک

[1] "سٹری آف دی سارا سنس" مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳۱ صفحہ ۵۶۶۔ از ابلا اینڈ فرڈنینڈ مصنفہ پرسکاٹ باب ۵ صفحہ ۱۹۰

لاکہہ گرنیان تیل نکالنے کے لیے تیار رہتین **شریش** اور **غرناطہ** اور **مالقہ** انگور کے لیے مشہور تہے۔ چانول کی کاشت **الیوفرہ** مین۔ نیشکر اور روئی **غندیہ** مین پیدا ہوتی تہی۔

معدنیات | زراعت کے ساتہہ عربون نے فن معدنیات کو بہی کمال تک پہونچا دیا تہا۔ علاوہ ریشم اور روئی اور زعفران اور مختلف اقسام کے رنگون کے سونا۔ چاندی۔ لوہا۔ فولاد[1]۔ پارہ۔ کہربا۔ تانبا۔ یاقوت اور نیلم اور موتی وغیرہ بہی بکثرت **اندلس** مین پیدا ہوتے تہے۔

فن تعمیر | **اندلس** کی عمارات کا ذکر مفصل طور پر پہلے ہو چکا ہے اس مقام پر اتنا تحریر کرنا مناسب ہوگا کہ یہان کے عربون نے اس فن کو یونانیون اور رومہ الکبریٰ والون سے حاصل کیا تہا مگر ان مختلف طرزون مین اس قدر تغیر واقع ہوا کہ یہ بظاہر ایک جدید طرز بن گیا۔ یہہ طرز ایسا مقبول اور خوشنما تہا کہ اہل یورپ نے اس کو عربون سے اخذ کیا۔ نوکدار محرابین اور سبک ستون فرانس کی عمارات قدیمہ مین بہی دکہائی دیتے ہین۔ پہلے صرف اینٹ اور پتہر استعمال کیے جاتے تہے۔ اس کے بعد جو جو ترقی فن تعمیر کو ہوتی گئی مصالحہ مین بہی فرق ہوتا گیا۔ مٹی اور چونا اور

[1] طلیطلہ اور غرناطہ کی تلوارین دنیا مین مشہور تہین۔

اور ریتی اور چھوٹے پتھرون سے ایک ایسا مصالحہ عربون نے تیار کیا جو مثل سنگ مرمر کے نہایت صاف مضبوط اور پائدار ہوتا تھا چنانچہ بعض عمارات اور بالخصوص **الحمرا** اور **جنۃ العریف** - **غرناطہ** مین اس ہی مصالحہ سے بنائی گئی ہین جو اس وقت تک بدستور قایم ہین اور جن سیاحون نے ان اعجوبہ روزگار عمارات کو بچشم خود دیکھا ہے بیان کرتے ہین کہ اس وقت تک دیوارون کی چمک اور صفائی اوسی طرح موجود ہے -

تصویر کشی اور سنگ تراشی

یہ اہل یورپ کا اثر تھا کہ عربون نے تصویر[1] کشی اور سنگ تراشی مین بھی مثل اپنے عیسائی ہمسایون کے پوری ترقی حاصل کی تھی **قصر الزہرا** **قرطبہ** مین اور **الحمرا** **غرناطہ** مین عمدہ تصویرون اور نہایت خوشنما ترشی ہوئی مورتون سے آراستہ تھے **الحمرا** کا دارالاسود اس وقت موجود ہے جس کے وسط مین ایک فوارہ ہے اور اس فوارہ کے گرد شیرون کی مورتین پتھر سے ترشی ہوئی قایم ہین - اسی طرح **قصر الحمرا** مین جو نادر چینی[2] کے برتن اور مرتبان جا بجا رکھے ہین - عربون کی صناعی اور دستکاری کی عمدہ دلیل ہے -

---

[1] تمدن عرب ترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۵۷۴ - باب اور ہسٹری آف دی سارا سنس مصنفہ جسٹس امیر علی ایٹ صفحہ ۵۷۷

[2] چونکہ عربون کی تجارت کی وسعت نے ملک چین سے بھی تعلق پیدا کر لیا تھا - غالباً یہ فن انہون نے چینیون سے حاصل کیا ہوگا

علوم وفنون

تمام مورخین بیت النصاریٰ معترف ہین کہ جو ترقی عربون نے علوم وفنون مین کی اور جس مستعدی سے یونانیون اور رومۃ الکبریٰ والون سے بکمال محنت وتحقیق علم حاصل کیا وہ فی الحقیقت حیرت انگیز ہے جس وقت عرب **اندلس** مین داخل اور اوس پر اچھی طرح قابض ومتصرف ہوئے تو انہون نے تمام ملک مین دارالعلوم اور چھوٹے مدارس۔ رصدخانے۔ عظیم الشان کتبخانے کھول دیے جہان تمام سامان علمی تحقیقات کا موجود تہا۔ تعلیم کے دو طریقے جاری تہے۔ چھوٹے شہرون اور قصبون مین چھوٹے مدارس ابتدائی تعلیم مذہبی دینے کی غرض سے بنائے گئے تہے۔ تکمیل تعلیم اور تحقیقات علمی کے واسطے دارالعلوم **قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ مالقہ۔ سرقسطہ۔ لشبونہ۔ جیان۔ طلیطلہ** وغیرہم مشہور شہرون مین قائم کیے گئے جہان طلبہ شوق وذوق علم مین **اطالیہ** اور **فرانس** اور **جرمن** اور **انگلستان** سے آتے تہے۔

اوائل مین عرب ایک زمانہ دراز تک صرف اہل یونان اور روما کے شاگرد اور مقلد بنے رہے اور کسی علم وفن مین جدید تحقیقات نہ کرسکے جس کی اصل وجہ یہ تہی کہ یہ سوائے اپنی زبان کے اور زبانون سے بالکل ناواقف تہے پس سب سے پہلے انہون نے یونانی اور لاطینی اور اسپانش کو ایسی مشقت

اور عرق ریزی سے حاصل کیا۔ جس کی تعریف ممکن نہین۔ یہی زمانہ عربون کے
علمی شوق اور مذاق کے امتحان کا تہا۔ چونکہ یہ فی الواقع جویای علم و ہنر تہے
ان شدید مشکلات نے ان کی ہمت و شوق پر بالکل اثر نہ کیا اور انہون نے
یونانی لاطینی اور اسپانش زبانون مین زبان عربی کے ساتھہ متعدد لغات
لکھڈالے جو اس وقت تک اندلس کے اسکوریل کتب خانے مین موجود
ہین۔ مثل موجودہ زمانہ کے اوس ابتدائی زمانہ تعلیم مین بہی ہر عرب طالبعلم کی
تعلیم یونانی اور لاطینی زبانون کی تحصیل پر موقوف تہی۔ عربون کی جودت طبع اور
حصول علم کے شوق نے ان کو اس محدود دائرہ شاگردی مین بہت روز
رہنے نہین دیا۔ اور انہون نے قلیل عرصہ مین اس اہم مسئلہ کو کہ مشاہدہ اور
تجربہ نادر سے نادر کتاب پر ترجیح رکہتا ہے جس کے سمجہنے مین اہل یورپ نے
صدیان گنوادین دریافت کرلیا[1] باوجود اس کے بعض ناواقف عیسائی مصنف
یہ کہتے ہین کہ عرب محض پیرو ارسطو و افلاطون رہے انہون نے کوئی
جدید تحقیقات اس فن مین نہین کی۔ اگر یورپ کے زمانہ متوسط کی تاریخ پر
کوئی صاحب بینا نظر ڈالے تو معلوم ہوجائیگا کہ یہ الزام اہل یورپ پر عاید ہوتا ہے
نہ کہ عربون پر۔ ایک نہایت واجب التعظیم عیسائی مصنف اس کی نسبت تحریر

[1] ہمبولڈ

کرتا ہے کہ "عربون کا طریقہ تحقیق تجربہ اور مشاہدہ تہا برخلاف اس کے زمانہ متوسط کے یورپ کا طریقہ اساتذہ کے کلام کو پڑہنا اون کی رائی کو بار بار بیان کرنا تہا ان دونون مین بہت ہی اصولی فرق ہے اور بلا اس فرق کو مدنظر رکہے ہوئے ہم عربون کی علمی تحقیقات کی پوری قدر نہین کر سکتے[1]" قوم وملک کی یہ بڑی خوش قسمتی تہی کہ عین عالم شباب خلافت اندلس مین خلفا نے بہی علم کی وہ قدر کی جس کی نظیر دنیا کی تاریخ مین مشکل سے ملے گی - چنانچہ خلیفہ **الحکم** ثانی کے عہد حکومت مین صرف **قرطبہ** کے کتب خانہ مین جہہ لاکہہ کتابین مختلف علوم وفنون کی موجود تہین اور ہر کتاب پر خاص خلیفہ کے ہاتہہ کا حاشیہ تحریر تہا

فن تاریخ | **المقری** اور **ابن حیان**[2] کی تصانیف کے دیکہنے کے قبل مین اقوال اہل یورپ کو صحیح سمجہتا تہا کہ عرب مورخ بلکہ صرف واقعہ نویس تہے اس مین شک نہین کہ فن تاریخ عربون کے زمانہ عروج مین ابتدائی حالت مین تہا اور جس مکمل شکل مین یہ آج مروج اور جو نئے اصول اس علم کی تحقیقات کے لیئے ایجاد کیئے گئے ہین وہ اوس دور مین مفقود تہے - تاہم عربون نے اس فن کو نہایت

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی فصل دوم صفحہ ۴۰۰

[2] اس نے دو تاریخین اندلس کی لکہی تہین - ایک دس اور دوسری ساٹہہ جلدون مین -

عمدہ اصول پر قایم کیا تہا۔ اگر عربی تاریخین یا ان کے ترجمے دیکھے جائین تو معلوم ہوسکتا ہے کہ ان کے مصنفین نے صرف واقعات ہی پر اکتفا نہین کیا بلکہ وہ باتین بہی لکہی ہین جن سے اس قوم کے ذاتی صفات وحالات اور خیالات بہی بہت اچہی طرح معلوم ہوسکین۔ مورخین عرب نے معمولی سے معمولی بات تک تحریر کی ہے۔ چنانچہ **المقری** نے اپنی تاریخ **اندلس** مین ایک مقام پر لکہا ہے کہ جب **موسیٰ ابن نصیر** ملک **فرانس** کے جنوبی حصّہ کو فتح کرتا ہوا آگے بڑہا تو راستہ مین ایک اوجڑا ہوا مقام اوس کو ملا جس کے وسط مین ایک ستون نہایت بلند موجود تہا اور اس ستون کے گرد یہہ عبارت بخط عربی لکہی تہی کہ اگر تم یہان سے آگے بڑہے تو تم ضرور خانہ جنگیون مین مبتلا ہوجاؤ گے اور ملک ہاتہہ سے جاتا رہیگا اس واقعہ عجیب کا جو اثر سپہ سالار کے دل پر ہوا اوس کو بہی اس مورخ نے تحریر کیا ہے۔ اسی طرح **طارق ابن زیاد** فاتح **اندلس** کا جہاز مین آنحضرت صلعم کو خواب مین دیکہنا اور فتح کی بشارت پانا جس کی وجہ سے افسر و فوج کو اس قدر تقویت حاصل ہوئی کہ ان کو یقین کامل ہوگیا کہ ہم ضرور اس ملک کو فتح کرین گے۔ یہ باتین جو بظاہر قصہ اور کہانیان معلوم ہوتی ہین عمدہ ذرایع ہین۔ عربون کے جوش مذہب اور خیالات

کو معلوم کرینگے۔ اس کو ہم تسلیم کرتے ہین کہ اب فن تاریخ نے اس قدر ترقی کی ہے کہ یہ ایک شاخ فلسفہ کی بن گئی ہے۔ مورخ کا کام یہ ہے کہ واقعات پیش شدہ کے اسباب وعلل دریافت کرکے نتائج پند آمیز اور عبرت خیز نکالے اون اسباب وعلل کی غلطی وصحت کا وہ ذمہ دار نہین ہوسکتا بلکہ اکثر اوقات نتائج مستخرجہ سے ان اسباب وعلل کی صحت وغلطی خود بخود ثابت ہوجاتی ہے۔ مورخین یورپ نے تاریخ سے ایک علم علم سیاست پیدا اور اس علم کے قواعد اور اصولون کو تجربہ اور مشاہدہ کی مستحکم بنا پر قائم کیا ہے۔ چنانچہ ایک مشہور انگریزی مورخ کا قول ہے کہ "تاریخ بغیر پولیٹیکل سائنس[1] ایک درخت ہے بغیر جڑون کے" اور پولیٹیکل سائنس "علم سیاست بغیر تاریخ جڑین ہین بغیر پیڑ اور شاخون کے"۔ گو عربون نے اس علم کو اس قدر ترقی نہین دی لیکن جب انہون نے اس کو یونانیون سے حاصل کیا تو نسبت اپنے معاصرین کے بہت کچھ ترقی دی اور آیندہ ترقی کا اہل یورپ کو راستہ بتایا۔

فلسفہ | عربون نے جو ترقی فلسفہ[2] مین کی ہے اوس کی نسبت علمائی یورپ

---

[1] پولیٹیکل سائنس مصنفہ سیلی سابق پروفیسر کیمبرج یونیورسٹی۔

[2] ہم نے اس امر کے دریافت کرنے کی بہت کچھ کوشش کی ہی کہ ممالک شرقیہ مین یونانی علوم کا رواج کب سے ہوا مگر صحیح زمانہ ان علوم کی اشاعت کا معلوم نہ ہوسکا۔ تاریخ سے اتنا ضرور پایا جاتا ہے کہ جس زمانہ مین (دیکھو صفحہ ۲۲۳)

کی رائی دیکھنے کے قابل ہے - انہون نے تمام فلسفہ یونان کی کتابون کا اپنی
زبان مین ترجمہ کرڈالا تہا - فلاسفہ عرب مین یہ نام یورپ مین واجب القدر و تعظیم
خیال کیئے جاتے ہین **ابوبکر محمد بن یحییٰ** جو عام طور پر **ابن باجہ**[1] کے لقب سے
مشہور ہے - یہہ علاوہ فلسفہ کے بے مثل طبیب اور ریاضی دان اور علم ہیئت
مین کامل دستگاہ رکہتا تہا **ابن طفیل**[2] **ابوبکر محمد بن عبدالملک** مثل
ابن باجہ علاوہ تمام علوم مذکورہ شعر و سخن مین کامل تہا - یہہ وادی آش مین
پیدا ہوا تہا **ابوبکر ابن زر**[3] ساکن **اشبیلیہ** جس کو اہل یورپ **اوبن زور**

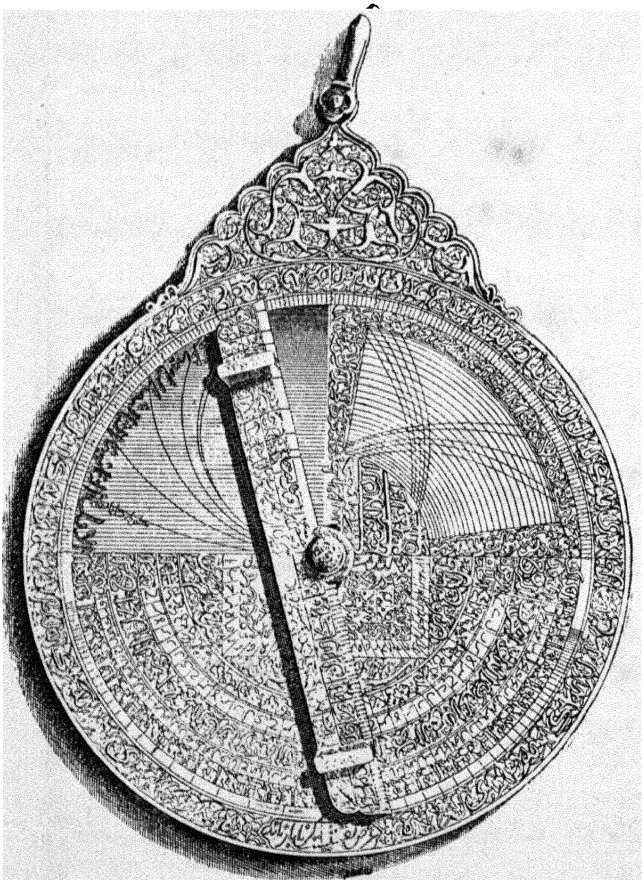
بقیہ صفحہ ۲۲۲ نسطوریہ مدرسہ ادیسہ اور روم سے نکالے گئے تو انہون نے ایک مدرسہ بمقام ایڈیسا قایم کیا - ابتداءً
یونانی علوم نے ایشیا مین انہین کے ذریعے سے اشاعت پائی بعد ازان جب رومی بادشاہ زینو نے ایڈیسا
کو غارت کیا تو شاہان ساسانیہ نے ان لوگون کو ایران بلالیا اور جب بزمانہ جسٹینین انہین و اسکندریہ کے مدارس بند
کردیے گئے تو یہان کے علما رہی دربار ایران مین پناہ گیر ہوئے اور ارسطو وغیرہ فلاسفہ یونانی کا ترجمہ سریانی اور کالدی
مین کرتے رہے - ایران سے یہہ علم عرب آیا - جب عربون نے ایران کو فتح کیا تو انہون نے فلاسفہ یونانی
کی تصانیف کو سریانی وغیرہ سے عربی مین ترجمہ کیا - پس معلوم ہوا کہ یونانی علوم پہلے شام و مصر
اور ان کے بعد ایران مین مروج ہوئے جہان سے ان کو عربون نے اخذ کیا - لیکن عربون نے صرف
ان ترجمون پر اکتفا نہین کیا اور بہت جلد یونانی زبان کو حاصل کرلیا - زینو نے ۴۷۴ء سے لیکر ۴۹۱ء تک
حکومت کی تہی اور جسٹینین نے ۵۲۷ء سے لیکر ۵۶۵ء تک - گبن جلد (۵) باب ۴۰ صفحہ ۹۲ - اور تمدن عرب
مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی کتاب پنجم باب اول فصل اول صفحہ ۳۹۷ -

[1] یورپ مین اس کو "اون پیس" کہتے ہین - [2] اس نے مراکش مین ۵۸۱ھ ۱۱۸۵ء مین انتقال کیا
[3] اس نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۹ء مین انتقال کیا -

کے نام سے موسوم کرتے ہین اور اس کے لایق ہمعصر ابوالولید[1] محمد بن احمد ابن رشد نے اپنے خیالات کی آزادی مین بڑی ناموری حاصل کی۔ اکثر متعصب علمانی ان فلاسفہ کی بہت مخالفت کی اور بعض اوقات عوام الناس کو ان سے ایسا برافروختہ خاطر کیا کہ خلیفہ کو چند روز کے لیئے ان لوگون کو ملک سے خارج کر دینا پڑا۔ یورپ مین اس وقت تک عام خیال یہ ہے کہ عربون نے فلسفہ مین ترقی نہین کی بلکہ صرف فلاسفہ یونان کی کتابون کے ترجمہ اور اون کی شاگردی پر اکتفا کیا۔ لیکن یہ صحیح نہین اس لیئے کہ باوقعت اور نہایت مشہور فلاسفہ یورپ متفق اللفظ ہین کہ عربون نے اس علم مین بہت ترقی کی تہی اور اپنے جدید خیالات کو بلالحاظ نقصان اور مضرت نہایت آزادی کے ساتھ ظاہر کیا کرتے تہے مسیو[2] رینان تحریر کرتا ہے کہ ابن رشد اپنے اوستاد ارسطو پر بہی فوق لے گیا تہا اور اس نے بلاخوف مضرت اپنے خیالات کو ظاہر کیا۔ چنانچہ ابن رشد کو بقای روح اور بعث و نشر سے انکار تہا اور اوسکا یہ قول تہا کہ انسان کو اوس کے اعمال کی سزا یا جزا دنیا مین مل جاتی ہے۔

---

[1] اس کو یورپ مین اویروز کہتے ہین اس نے ۵۹۵ھ مطابق ۱۱۹۸ء مین انتقال کیا۔ یہہ اشبیلیہ اور قرطبہ کا قاضی بہی رہ چکا تہا۔ [2] یہ نہایت مشہور اور معروف فرانس کا فلاسفر گزرا ہے۔



اسطر لاب

آخرت کا وہ قائل نہ تہا۔

عقبیٰ کی نسبت بہی اس کے خیالات بالکل نئے بلکہ بلحاظ مذہب کفر تک پہونچے تہے۔ وہ ان تمام باتون کو قصہ اور کہانی تصور کرتا اور کہتا ہے کہ انسان حظ نفس کو ان ہی کہانیون کی بدولت دونے معاوضہ کی امید پر ترک کرتا ہے اور یہ کوئی قابل تعریف چیز نہین اس واسطے کہ بہت سے ایسے لوگ موجود ہین جو ان کہانیون کو نہین مانتے مگر نیکی مین ان لوگون سے کم نہین ہین

علوم ہیئت و ریاضی

علوم ریاضی اور ہیئت[1] مین بہی جو ناموری اندلس کے عربون نے حاصل کی تہی اوس کی شہادت ان علوم کی تمام کتابین جو یورپ مین شائع ہوئی ہین دے رہی ہین۔ افسوس تو اس امر کا ہے کہ عربون کے عیسائی جانشینون نے عربی کتب خانون کو محض بوجہ تعصب مذہبی نیست و نابود کر دیا لیکن جن مصنفین اہل یورپ نے علم ہیئت کے متعلق کچہ لکہا ہے اونہون نے جا بجا اپنی کتابون کو علمائے عرب کی رائے اور استدلال سے مزین کیا ہے جس سے ہم بہت اچہی طرح دریافت کر سکتے ہین کہ انہون نے اس علم مین اس درجہ ترقی کی تہی کہ انہون نے محققین یونان مثل بطلیموس وغیرہ کی تحقیقات کو غلط اور نامکمل ثابت کر دیا۔

[1] اس علم کی تحقیقات کے لیئے رصد خانہ بنا دئے گئے تہے۔ چنانچہ اشبیلیہ کا گرالڈا اس وقت تک موجود ہے

ابن عبد الرحمن الرزقال۔ اندلس کے ایک مشہور مہندس نے طلیطلہ مین ایک اسطرلاب اور گھڑیان تیار کی تہین۔ جب یہ اشبیلیہ آیا تو یہان کے شاہان بنی عباد نے اس کی بڑی قدر کی۔ چنانچہ معتمد کے زمانہ حکومت مین اس نے ایک کتاب علم ہیئت اور آلات پر جو اس نے بکمال محنت و تحقیق ایجاد کی تہی لکہی تہی الرزقال نے نہایت صحت کے ساتہہ سالانہ استقبال معدل النہار کا پچاس ثانیہ ہونا معلوم کیا تہا جو اس ہمارے زمانہ کی تحقیقات سے بالکل صحیح ثابت ہوا اندلس کے مہندسین نے بقول مسیو سدی بو ملائے بیت النصاری کے قبل یہ دریافت کر لیا تہا کہ سیارون کی حرکت بیضاوی ہے اور زمین آفتاب کے گرد حرکت کر رہی ہے۔

علم جغرافیہ | عربون کو علم جغرافیہ کا شوق اوس زمانہ سے ہوا جبکہ یہہ تجارت مین ترقی کرتے ہوئے اون ممالک مثل چین و ہند وغیرہ تک جا پہونچے جن سے اہل یورپ بالکل واقف نہ تہے اولاً یہ علم سفرنامون کے ذریعے سے بلاد شرقیہ مین پہیلا۔ بڑے بڑے اسفار مثل ابن بطوطہ وغیرہم نے اپنے اپنے سفر کے جو حالات لکہے ہین اون مین وہانکے جغرافیہ کا بہی ذکر کیا ہے اسی طرح رفتہ رفتہ ایک خاص فن بن گیا۔ اندلس کے مشہور جغرافیہ دان کا نام ادریسی ہے اس نے جو مشہور جغرافیہ

۱۱۵۴ھ مین لکھا تہا۔ اوس مین صرف وہ واقعات بہی جو اس کو متقدمین کی تصانیف سے معلوم ہوئے تہے درج نہین ہین بلکہ اس نے جو تحقیقات کہ بذات خود کی تہی اور نیز جو واقعات اس کے ہمعصر سیاحون سے دریافت ہوئے تہے مع متعدد نقشون کے بالتفصیل درج ہین سیکڑون برس علمائے یورپ کا دارومدار اس فن کا اس ہی جغرافیہ پر رہا

فن طب | فن طب نے جو ترقی مشرق مین کی تہی اوس کے اس مقام پر بتانیکی ضرورت نہین پائی جاتی۔ تمام دنیا واقف ہے کہ عربون نے اس فن مین کسقدر کمال حاصل کیا تہا **بوعلی سینا** اور **ابوبکر محمد الرازی** سے مشرق اور مغرب دونون واقف ہین۔ ایک زمانہ دراز تک اہل یورپ ان ہی لوگون کے پیرو رہے اور ان کی تصانیف کو لاطینی اور فرانسیسی وغیرہ زبانون مین ترجمہ کرکے مستفید ہوتے رہے[1] لیکن بعض ناواقف لوگون کے خیالات کو رد کرنے کی غرض جو ترقی کہ **اندلس** کے عربون نے عمل جراحی مین کی تہی تحریر کرنا لازمی سمجھتے ہین۔ عام طور پر یہ خیال پہیلا ہوا ہے کہ عربون نے اس فن مین ترقی نہین کی۔ اس کی تائید مین بیان کیا جاتا ہے کہ مذہب اسلام مین مردے کی

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی۔

چیر پھاڑ قطعاً ممنوع ہے اور جبتک کہ علم تشریح پر کوئی شخص حاوی نہ ہو وہ عمل جراحی مین ترقی نہین کرسکتا۔ اس کی نسبت **مسبولیون** لکھتا ہے کہ "فن جراحی کی بھی ابتدائی ترقی عربون ہی سے ہوئی اور زمانہ حال تک اون ہی کی تصانیف پر یورپ کے مدارس طبیہ کا دارومدار رہا۔ گیارہوین صدی عیسوی مین اون کو موتیا بند کا علاج زجاجیہ کے دبا دینے یا اوس کے نکالنے سے معلوم تھا۔ پتھری کا نکالنا جس کو **البقاسیس** اس وضاحت کے ساتھ لکھتا ہے۔ خون کو شدت پانی سے بند کرنا۔ محرقہ ادویات اور ریشمی ٹانکون کا استعمال اور زخم کا آگ سے جلانا وغیرہ یہ کل معالجات عربون مین جاری تھے۔ بیہوشی کی دوا دینا بھی جو بالکل جدید ایجاد خیال کی جاتی ہے ان سے مخفی نہ تھا۔ وہ لکھتے ہین کہ سخت عملیات جرّاحی سے پہلے مریض کو کوئی منشی دوا دینی چاہیئے جس سے وہ سو جائے اور اوس مین حس و حرکت باقی نہ رہے[1]"

اندلس کے مشہور طبیب اور جراح **ابوالقاسم بن عباس البقاسیس** نے عمل جرّاحی کے آلات ایجاد کیئے تھے اور ایک مبسوط کتاب اس فن مین موسوم بہ "التصریف لمن عجز عن التالیف" جس مین اس نے نہایت

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی فصل دوم علوم طبیہ صفحہ ۴۵۵۔

تحقیق کے ساتھ پتھری نکالنے - بچے جنانے - فتق اور دانت اور آنکھون اور ٹوٹی ہڈی کے درست کرنے وغیرہ وغیرہ پر بحث کی ہے لکھے ہتے - اسی طرح **ابومروان عبدالملک بن زہر** جو **یوسف تاشفین** کے زمانہ مین گزرا اور **ابن رشد** - اندلس کے مشہور فلسفی نے بھی عملیات جراحی پر ایسی کتابین لکھی ہین جنکی آج قدر کی جاتی ہے -

علم حیوانات و نباتات | علم طب کے ساتھ عربون نے علم حیوانات اور نباتات اور فنون واکتشافات مین بدرجہ غایت تحقیق وتدقیق کی تہی - مغربی عرب جنہون نے اندلس کو اپنا وطن مالوف گردانا تہا اپنے مشرقی بہائیون سے ترقی علوم وفنون مین کسطرح کم نہ تہے **قرطبہ** اور **غرناطہ** اور دیگر بڑے شہرون مین خاص اہتمام کے ساتھ باغ تیار کیئے گئے تہے جس مین اقسام کے نادر اور کمیاب درخت علم نباتات کی تحقیق کے لیئے دور دور سے منگا کر لگائے گئے تہے - علم حیوانات مین جو ترقی انہون نے کی ہے اوس کے دریافت کا اگر کسی کو شوق ہو تو **بوعلی سینا** کی تصانیف کی سیر کرے -

کاغذ | علاوہ ہتیار اور دباغت کیئے ہوئے چمڑے کے عربون نے کاغذ ایجاد کیا - کاغذ کی ایجاد چینیون کی طرف منسوب کی جاتی ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ

چینیون نے پہلے ریشم سے کاغذ بنایا تہا۔ اگر ہم اس کو تسلیم بہی کرلین تاہم یہ اچہی طرح ثابت ہے کہ یورپ مین کاغذ سن اور روئی کا بنا ہوا عربون ہی کے ذریعہ سے مروج ہوا اور یہ اوس کے موجد تہے۔ اس وقت **اندلس** کے اسکوریل کتب خانہ مین ایسی دستاویزین اور کتابین موجود ہین جو گیارہوین صدی عیسوی مین لکہی گئی تہین۔ اوس زمانہ مین اہل یورپ چمڑے پر لکہا کرتے تہے۔ اور یہہ کتابین کاغذ پر لکہی ہوئی ہین[1]۔

توپ وبارود

بارود اور توپ ان دونون چیزون کے موجد عرب ہین اور جس طرز سے کہ بعض ہمعصر عیسائی مصنفین نے ان چیزون کی طرف اشارہ کیا ہے اوس سے خود ثابت ہے کہ یہہ لوگ ان سے بالکل ناواقف تہے **ادفونش** یازدہم کی تاریخ مین لکہا ہے کہ "شہر کے مسلمان بہت سی گرجنے والی چیزین اور لوہے کے گولے بہت بڑے سیب کی برابر پہینکتے تہے۔ یہہ گولے اس قدر دور جاتے تہے کہ بعض فوج کے اوس پار ہوجاتی تہے اور بعض فوج مین گرتے تہے"[2]

عربون نے بارود کا نسخہ اور اوس کا استعمال بہی بتایا ہے۔

"اوس سفوف اور اوس کی مقدار کا بیان جو مدفع مین بہرا جاتا ہے۔

---

[1] تمدن عرب۔ [2] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی۔ صفحہ ۴۴۱۔

شورہ دس درم۔ کویلہ دو درم۔ اور گندھک ڈیڑھ درم۔ ان کو نہایت باریک پیسکر مدفع مین تہائی تک بھرنا چاہیئے اور اس سے زیادہ نہین کیونکہ اوس کے پھٹ جانے کا خوف ہے۔ بھرنے کے لیئے مدفع کے منہہ کی برابر ایک لکڑی کا گز بنائین اور اوس سے بارود کو زور سے ٹھوکین اور پھر اوس کے اوپر سے گولہ یا لوہے کا ٹکڑا ڈالین اور اوس کے بعد قتیلے مین آگ دین۔ مدفع کی لمبائی اوس کے سوراخ کے مطابق ہونی چاہیئے۔ اگر سوراخ بڑا ہو اور مدفع اوس کے مطابق نہ ہو تو اوس مین عیب[1] ہوگا۔

تعلیم نسوان | علوم و فنون مین صرف مرد ہی مشہور نہ تھے۔ بلکہ اندلس کی عربی عورتون نے ہر قسم کے علم و فن مین اس درجہ ترقی کی تھی کہ یہ بھی علمائی وقت سے کم نہ سمجھی جاتی تھین۔ عربون کی روشن خیالی کی اس سے عمدہ دلیل نہین مل سکتی کہ انہون نے اپنی عورتون مین بھی حصول علم کا شوق پیدا کیا اور اون کو پوری آزادی یہان تک کہ علمی[2] مباحثون مین اکثر تعلیم یافتہ عورتین بھی شریک رہا کرتی تھین اور جو یا ئی علم و ادب بلا کسی قسم کے خیال اور شرم کے ان سے

---

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۴۴۲ مسیولیون کے اس بیان کی تائید کیوب مین سب سے پہلے عربون نے بارود اور توپ کو استعمال کیا تھا۔ المقری اور ابن خلدون عرب مورخین سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے۔ [2] از ابلائیڈ فرونٹ مصنفہ پرسکاٹ باب صفحہ ۲۱۹ ط ۳

درس لیا کرتے تہے زینب اور حمدا دونون متوطن دار الحمہ۔ زیاد نامی
کتب فروش کی بیٹیان تہین ابن عبا دا اپنی تصنیف تحفۃ القدیم مین تحریر
کرتا ہے کہ باوجود حُسن عصمت اور دولت دنیا کے انہون نے ایسی لیاقت
حاصل کی تہی کہ اوس وقت کے نامی علما، کی مجلسون مین مثل اپنے برابر
والون کے شریک ہوتی تہین مگر کبہی کسی کے منہہ سے ان کی شکایت یا خلاف
تہذیب برتاؤ کا حرف تک نہ نکلا حفصہ نے خوشنویسی مین وہ نام پیدا کیا تہا کہ
اندلس کے مشہور خوش نویس اس سے آکر اصلاح
لیا کرتے تہے ۔ ان عورتون نے صرف ادب اور شعر و سخن پر
اکتفا نہین کیا بلکہ مثل اپنے باپ اور شوہر اور بہائیون کے فلسفہ اور ہیئت ۔
ریاضی اور طب مین بہی کمال حاصل کر لیا تہا۔ العا روضیہ صرف و نحو اور معنی
اور بیان مین بے مثل تہی اور مریم بنت ابو یعقوب الانصاری ساکن اشبیلیہ
شاعری اور ادب اور ام الہنیٰ قانون مین درس دیا کرتی تہین۔ الغرض کوئی
فن ایسا نہ تہا جو عورتون سے چہوٹا ہو۔ تاریخ کے ملاحظہ سے معلوم ہوگا کہ بہ نسبت
ہمارے زمانہ قدیم کے عرب کس قدر آزاد منش اور روشن خیال تہے۔ مجکو ایک
واقعہ اچہی طرح یاد ہے جس کا اظہار اس مقام پر خالی از لطف نہ ہوگا۔ ایک روز

ایکروز ایک صاحب جو فی زمانا عالم سمجھے جاتے ہین میرے پاس بغرض ملاقات
آئے اثنائی گفتگو مین عورتون کی تعلیم و تربیت اور اون کے ساتھہ جو برتاو عمرد
آجکل کرتے ہین ان باتون کا ذکر آیا - ان صاحب نے جو عورتون کے نام پر
بازہایت حقارت سے لیتے تھے کہا کہ خدائی تعالیٰ نے خود ان کو ناقص العقل
کا خطاب دیا ہے یہ صرف اس قابل ہین کہ گہر مین قید رہین اور گہر کا انتظام اور
بچون کی نگرانی اور پرورش کرین - عورتون کا درجہ اسلام مین کنیزون سے کسیطرح
زیادہ نہین ہے - گو پردہ کا مین بہی طرفدار ہون لیکن یہ مذموم کلمے ایک عالم
سے سن کر مجہکو صرف تعجب ہی نہین بلکہ بہت افسوس ہوا - جو بیّن فرق
کہ ان قدیم و جدید خیالات مین ہے اوس کی صراحت و توضیح کی ضرورت نہین
صاف ظاہر ہے کہ مسلمانون کی حکومت و ثروت کے ساتھہ اون کی طرز
معاشرت اور خیالات مین کس قدر تنزل و پستی واقع ہوئی ہے اس کا اصل
باعث یہ ہے کہ آجکل ہمارے علما مین سے زیادہ تر خود اپنی قومی تاریخ سے
بے بہرہ ہی نہین بلکہ اوس سے واقف ہونے کی کوشش تک نہین کرتے
عربی مین صرف و نحو اور فارسی مین گلستان اور بوستان اور اُردو مین قصص و حکایات
پڑہکر اپنے کو وحید عصر تصور کرنے لگتے ہین - اگر کوئی بدقسمت اون کی طرز روش پر

اعتراض کر بیٹھے تو وہ فوراً صرف جاہل ہی نہین بلکہ کافر و جہنمی قرار پا جاتا ہے۔
اس جگہہ ابو الفضل کے یہہ اشعار مصداق اس قول کے ہین ؎

تو خود می نشنوی بانگ دہل را	رموز سر سلطان راچہ دانی
ترا از کاف کفرت ہم خبر نیست	حقائق ہای ایمان راچہ دانی

شجاعت | پانچسو برس قبل اندلس مین عربی عورتین نقاب افگن باہر نکلا کرتی تہین اور علاوہ علمی مباحثون کے کھیل و تماشون کے جلسون کی صدر نشین بنکر اپنے پر تو تہذیب و اخلاق سے ان کو زیب و زینت بخشا کرتی تہین۔
جب نوجوان ہونہار عرب کسی نازنین کے حسن خداداد پر فریفتہ ہوتے تہے تو بمصداق ؎

عاشقی چیست بگو بندۂ جانان بودن	دل بدست دگرے دادن و حیران بودن

عشاق کسی پُر فضا و امن کوہ کے میدان مین جو نہایت اہتمام سے تیار کیا جاتا تہا قسمت آزمائی کے واسطے جمع ہوتے تہے اور یہان اس پری زاد زہرہ تمثال رہزن دین و ایمان کو نظرون کے سامنے جو نقاب افگن لباس فاخرہ در بر تاج مکلل بجواہر بر سر بہزار ناز و انداز رونق افروز بزم ہوتے تہے۔ ایک ایک نشانی اپنے محبوبہ دلنواز کی لیے مسلح و مکمل فن سپہ گری کے جوہرون کو ختم کر دیتے تہے

ان کے چہرون سے جو بے قراری اور پریشانی ظاہر ہو رہی تہی اوس کا اندازہ وہی کر سکتے ہین جو عشق و عاشقی کے لطف سے واقف اور راہ عشق مین اپنی ہستی کو مٹا چکے ہین۔ ان کے کلیجون کی دہک دہک اور دل کے اضطرار سے یہ آشکار تہا کہ کسی ماہ پارہ آفت جان غارت گر دین و ایمان کے شعلہ عشق نے ان کے دل اور جگر کو کباب کر دیا ہے۔

ٹھیر اے دل چھری تلے دم لے — ایسی کیا تجھکو بیقراری ہے
دیر مین جلوہ گر صنم ہو گا — ہان یہی وقت ہوشیاری ہے
بت بیداد گر سے ملنا ہے — شب معراج یہہ ہماری ہے
ہم کو حاذق نے کر دیا بدنام — واہ کیا شرطرازداری ہے

ایک طرف نوجوان خوش وضع عرب زرہ فولادی زیب تن کیے آلات حرب سے آراستہ۔ عربی مرکب پر سوار عاشقانہ اشعار پڑہتا ہوا نظر آتا تہا اس کی سپر آہنی کی پشت پر اس کا دل مضطر ناوک ناز سے زخمی منقش تہا۔

کوئی میرے دل سے پوچہے تری تیر نیمکش کو — یہ خلش کہان سی ہوتی جو جگر کے پار ہوتا

دوسری طرف اس کا مد مقابل ہمن اور ہم مذاق و ہم وضع اپنی ڈہال پر نقشہ ایک کشتی کا جو دریای تلاطم بلا خیز سے تباہ حال نظر آتی تہی نیزہ بدست نازنین صدر

نشین کے اشارہ کا امید وبیم کے جوش واضطراب کے ساتھ منتظر تھا۔

پیداست بے نیازی عشق از فنائی ما	گر زور رفت شکست زد ریا چہ میرود

ان مین سے جو اوس میدان کارزار مین پوری طرح کامیابی حاصل کرتا تھا یہ دولت عظمیٰ اوسی کو نصیب ہوتی تھی۔

الغرض یہ عربون کی شجاعت اور روشن خیالی تھی کہ انہون نے عورتون کو کبھی ذلیل وحقیر نہین سمجھا اور ہمیشہ اون کی توقیر وحفاظت مین اپنی جانون کی پروانہ کی۔ یہ باعصمت ولایق عورتون کی صحبت کا اثر تھا کہ عربون کی تہذیب اور اخلاق اور اون کی حسن معاشرت کی تعریف وتقلید تمام یورپ کرتا تھا[1]۔

عربون کا اثر یورپ پر

اب ہم اس امر کو ثابت کرنا چاہتے ہین کہ عربون کے تمدن وطرز معاشرت کا اثر اندلس پر خصوصاً اور یورپ پر عموماً گیا ہوا تھا۔ کسی قوم مسلطہ کے نیک یا بد اثر کا اقوام مفتوحہ پر معلوم کرنیکے لئے منجملہ دیگر ذرائع کے ایک عمدہ اور موثر ذریعہ یہہ ہے کہ اقوام متاثر کی اون حالتون کا مقابلہ کرین جو حالت ان کی مفتوح

[1] ریناد۔ اس کی نسبت ہسٹری آف دی سارا سنس مصنفہ جسٹس امیر علی باب ۳ صفحہ ۵۷۰۔ اور پرسکاٹ اور کونڈ کی تصانیف بھی پڑھنے کے قابل ہین۔ جہان تک دریافت ہوا ہی اس قسم کی آزادی صرف اندلس کے عربون مین پائی جاتی ہی بعض مصنفین اہل یورپ کا یہ بھی قول ہی کہ شوالری فی یورپ مین انہین عربون کی بدولت رواج پایا تھا۔ چنانچہ ملاحظہ ہو نگارستان قدیم مصنفہ نواب آغا مرزا بیگ خان دبیر الملک بہادر

ہونیکے قبل زمانہ تسلط اور پھر اس اثر کے زایل ہونے کے بعد ہوئی۔ حالت
اول کو ہم پہلے مفصل طور پر تحریر کر چکے ہین۔ حالت دوم کا اندازہ بھی اس
تاریخ کے ملاحظہ سے ہوسکتا ہے۔ مگر اس اخیر باب مین جو واقعات کہ مندرج
ہین بلحاظ اونکی اسلامی تمدن کے زبردست تسلط کا ذکر لازمی سمجھتے ہین۔ اقوال
مصنفین و مورخین یورپ جو ہم نے جا بجا واقعات تاریخی کے ثبوت مین استدلالاً
پیش کیے ہین اون سے ناظرین باتمکین پر کافی طور پر منکشف ہوگیا ہوگا کہ عربونکی
تہذیب و اخلاق اور اون کے نئے تمدن نے اہل یونان اور روما اور نیز
اون وحشی اقوام کو جنہون نے یونان اور روما کی سلطنتون کو تہ و بالا بلکہ نیست
و نابود کر دیا تھا جامہ انسانی پہنایا۔ ان کے علمی ذوق و شوق نے تمام یورپ
کے لیئے ادب و فلسفہ۔ صنعت و حرفت بلکہ تمام علوم و فنون کے جس سے وہ
بالکل بے بہرہ تھا دروازے کھول دیئے تھے اور تقریباً آٹھ سو برس تک عرب
ہر چیز مین اہل یورپ کے اوستاد بنے رہے۔ عربون کے تسلط کے سوا جس
کے اندر اندلس کے عیسائیون کے خیالات و طرز معاشرت مین ایسا تغیر
واقع ہوا تھا کہ جس کی حد و پایان نہین۔ اس سے پہلے تمام یورپ پر جاہلیت کا
اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ علم جو صرف مذہبی کتابون پر منحصر تھا۔ پادریون اور اون کے

مذہبی پیشواؤن تک محدود تہا۔ یہ لوگ انجیل کو پڑھ لیتے تہے اور کسی قدر لکھہ بہی لیتے تہے اور اپنے اثر و وقعت کو قایم رکہنے کی غرض سے عوام الناس کو ان باتون سے صرف منع ہی نہین بلکہ نہایت جبر و زیادتی کے ساتہہ روکتے تہے۔ غرض امیر و غریب سب گویا بے دست و پا تہے اور ذرا سی بے اعتدالی یا عدول حکمی پر پوپ ان کو مذہب سے خارج کر دیتا اور ہر قسم کی جسمانی تکلیف پہونچاتا تہا۔ عرب جب **اندلس** پر مسلط ہوئے تو ان وحشی اور خود غرض پادریونکا اثر بہی بتدریج زائل ہونے لگا اور رفتہ رفتہ عیسائیون کو مذہب وغیرہ مین وہ آزادی حاصل ہوئی اور ان کے خیالات مین وہ تغیر واقع ہوا کہ **عبدالرحمن ثانی** کے زمانہ حکومت مین جب ان کے پیشواؤن نے ان کو اپنا مذہب یاد دلاکر بغاوت پر آمادہ کرنا چاہا تو باستثنائی چند خود غرضون کے امیر و غریب سب نے ان کا ساتہہ دینے سے انکار کر دیا اور یہ جواب دیا کہ جب ہم کو عربون نے ہر طرح کی آزادی دے رکہی ہے اور ہمارے معبدون اور جائیداد کی پوری حفاظت کیجاتی ہے تو محض ہوس حکومت مین ان تمام فوائد اور اپنی جانون کو تلف کرنا عقل و دانش کے بالکل خلاف ہے۔ عیسائی امیرزادون نے اپنی زبان اور علم کو بالکل ترک کر دیا تہا اور نہایت شوق کے ساتہہ ہر چیز مین عربون کی تقلید کرتے

تھے[1] یہہ نہایت محنت و دل دہی کے ساتھہ عربی زبان کو حاصل اور اوسمین نظم و نثر لکھنے کی کوشش بلیغ کرتے تھے۔ فرقہ **قسیسین** آبنائی **قطن** کی یہ حالت دیکھہ کر اپنے دل ہی دل مین کباب ہوتے تھے۔ مگر عربون کا وہ رعب ان پر چھایا تھا کہ زبان سے ایک حرف بھی نہ نکال سکتے تھے۔ ایک پادری **یولوجیس** نہایت تعصب آمیز الفاظ مین کہتا ہے کہ اب عیسائی عربی زبان و تمدن پر اپنی جانین نثار کرتے ہین اور اپنی مادری زبان اور اپنی مذہبی کتابون کو نظر حقارت سے دیکھتے ہین[2]۔

رفتہ رفتہ عربی زبان نے وہ اثر پیدا کیا کہ خاص **اندلس** کی زبان مین بے انتہا عربی الفاظ شریک ہو گئے **مسیو ڈوزی** نے بکمال محنت **اندلس** اور پر **تغال** زبانون کے اون الفاظ کی جو عربی سے مشتق ہوئے ہین ایک خاص لغت تیار کی ہے۔ ایک دوسرا فرانسیسی مصنف عربی زبان کے اثر کے متعلق لکھتا ہے کہ "یہ امر نہایت قرین قیاس ہے کہ عربونہی کی زبان سے جو آٹھوین صدی عیسوی سے بحر متوسط پر قابض تھے فرانسیس اور اطالی زبانون مین اکثر وہ الفاظ اخذ کیے جائین جو جہازرانی اور بحری انتظام سے متعلق ہین۔ اور

---

[1] مورزان اسپین مصنف لینپول باب ۵ صفحہ ۹۰۔ [2] لینپول باب ۵ صفحہ ۹۰۔

قطب نما کا آلہ بھی جو غلطی سے چینیون کی طرف منسوب کیا جاتا ہے انہین کے ذریعے سے یورپ مین آیا۔ یہہ بھی قرین قیاس ہے کہ جس وقت باقاعدہ اور مستقل فوجین یورپ مین قائم ہونے لگین تو افسرون کے نام اور لڑائی مین نعرے کے الفاظ بھی عربون ہی سے لیے گئے اور انتظام مملکت کے متعلق اصطلاحین بھی بغداد اور قرطبہ سے اخذ کی گئین فرانس کے طبقہ ثالث کے سلاطین پوری طرح عربون کے مقلد تھے اور اسی وجہ سے شکار کے متعلق اکثر الفاظ عربی الاصل ہین۔ اسی طرح ٹورنامنٹ کا لفظ جس کو اہل لغت لاطنی سے مشتق کرتے ہین فی الواقع عربی لفظ دوران سے نکلا ہے جو ایک قسم کی فوجی ورزش تھی جس کا ایک جزو دائرہ کے گرد پھرنا تھا لیکن زیادہ تر الفاظ جو ہمین عربون سے ملے ہین وہ علمی اصطلاحات ہین۔ ہمارا علم ہیئت ان اصطلاحون سے معمور ہے۔ اکثر ستارون کے نام بھی عربی ہین اور ریاضی کی اصطلاحات۔ کیمیا کی اصطلاحات اور علم حیوانات اور علم طب کی بہت سی اصطلاحات اور ادویہ کے نام عربی سے اخذ کئے گئے ہین۔ حشیش جو ہماری زبان پر ہے عربی ہے اور اس سے مشتق لفظ اساسن ہے جس کے معنی یورپ کی زبانون مین اوس قاتل کے ہین جو چھپ کر مارے[1]

[1] تمدن عرب مترجمہ مولوی سید علی بلگرامی صفحہ ۴۰۴۔

بہ یک گردشش چرخ نیلوفری	نہ نادر بجا ماند نے تا دری

نہایت عبرت و افسوس کا مقام ہے کہ آن واحد مین خوشنما اور خوبصورت نقشہ بنا ہوا بگڑ گیا اور **غرناطہ** کی دیوارون کے سامنے اوس وسیع و سرسبز و شاداب میدان مین عربون کی حکومت ختم ہوگئی اور **قصر الحمرا** مین عیسائی پھرتے نظر آنے لگے۔ جب عیسائی آٹھ سو برس بعد **اندلس** پر دوبارہ قابض ہوئے تو انہون نے جو فائدہ عربون کی انصاف پروری۔ روشن خیالی سے صدیون اوٹھایا تھا۔ بالکل بھول گئے اور باوجود متعدد معاہدون کے ان کے ساتھہ ایسی بدسلوکی اور بے رحمی اور سنگدلی سے پیش آئے کہ جس کے صرف خیال سے رونگٹے بدن پر کھڑے ہوتے ہین۔ تمام ملک مین انکوزیشن یعنی مذہبی عدالتین قائم ہوگئین جہان ہزارہا مسلمان صرف اس خطا پر کہ انکا دین اسلام تھا جلا دیے گئے۔

یہہ وہ قتل عام تھا جس کی مثال تاریخ کی بھول بھلیون مین ہرگز نہ ملے گی ادہر تو عرب قتل اور خارج البلد ہونے لگے اور ادہر **اندلس** مین اوسی وقت سے تنزل شروع ہوا۔ پادری دوبارہ ملک و قوم پر پھر مسلط ہوگئے۔ اور علوم و فنون۔ زراعت و حرفت وہ تمام چیزین جن پر قوم و ملک کی ترقی و عظمت منحصر ہین بالکل مفقود

ہوگئین دارالعلوم مدارس و رصدگاہین - کہنڈر - بڑے بڑے صنعت و حرفت
کے کارخانے بند - لہلہاتے کھیت - سرسبز و شاداب باغ اوجاڑ ہوگئے
غرض تھوڑے ہی عرصے مین تمام ملک ویران ہوگیا - مدرڈ کی مردم شماری چار
لاکھ سے دو لاکھ رہگئی **اشبیلیہ** کے پندرہ سو کارخانون مین سے جنمین
ایک لاکھ تیس ہزار آدمی روزانہ کام کرتے تھے تین سو کارخانے وہ بھی برائے نام باقی
رہ گئے **قرطبہ طلیطلہ** وغیرہ بڑے بڑے شہر جن کی دنیا مین نظیر نہ تھی ویران
ہوگئے - **طلیطلہ** مین کپڑے کے پچاس کارخانون مین صرف تیرہ رہ گئے اور
ریشمی کپڑے کے کارخانے جن مین چالیس ہزار آدمی کام کرتے تھے بالکل
بند ہوگئے - ملک کی حالت اس قدر تباہ و برباد ہوئی کہ معمولی سے معمولی کام کے
لیئے بھی **فرانس** و **جرمن** وغیرہ سے کاریگرون کو لانا پڑا - وہ مذہبی عدالت
جو مسلمانون اور یہودیون کے قتل و غارتگری مین مصروف تھی اب آبنائی وطن
کی طرف متوجہ ہوئی اور پادریون کے فتون نے عیسائیون کو بھی زندہ جلانا شروع
کیا قوم کی ہمت تباہ اور اس کے خیالات مین ایسی پستی واقع ہوئی تھی کہ غریب
سے لے کر بادشاہ تک کسی مین اتنی لیاقت و جرات نہ تھی کہ وہ ملک و قوم کو ان
آفات سے بچائے چنانچہ اس ہمارے زمانے تک ملک **اندلس** ظلمت و جہل مین مبتلا ہے

ترقی کے اسباب تو ہم نے بیان کر دئے۔ اب تنزل کے وجوہ کی تلاش باقی رہ گئی۔ یہ تاریخ ملاحظۂ ناظرین میں پیش کی جاتی ہے اسی میں سے اون وجوہ کا پتہ مل سکتا ہے کہ یہ عرب اندلس کے اپنے آباواجداد سے کس چیز میں سابق اور کس امر میں مسبوق تھے۔ چونکہ دل نہیں چاہتا ہے کہ ان غربائے اندلس کا مرثیہ خوان بنیے اس واسطے اسی مختصر پر ہم ختم کلام کرتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ[1]

نوشتہ بماند سیہ بر سفید

نویسندہ را نیست فردا امید

---

[1] اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے اور وہی مینہ برساتا ہے اور وہی جانتا ہے جو کچھ کہ ماؤں کے پیٹ میں ہے اور (یہ) کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور (یہ بھی) کوئی نہیں جانتا کہ وہ کون سی زمین پر مرے گا اللہ ہی جاننے والا اور خبر رکھنے والا ہے۔

تقریظ

لجناب قدوة المحققین وزبدة المدققین
راس الفقهاء والمتکلمین استاد الکل فی الکل المسلم عند الکل
سلیل السادة جلیل القادة مولانا ومقتدانا آقائی السید علی شوستری
سلطان العلماء ادیب الدولة سناد الملک بها در مازالت شموس علومه طالعة

الحمد لله الذی لم یوخ ازلیته فلم یزل قدیماً ولم یتسخ ابدیته فلا یزول
باقیا حکیما احکم صنع الفلک الدوار فاولد منه الزمان والادوار وجعل
لکل دورٍ طوراً وابدع فی بستان الحکمة زهراً ونوراً فالازهار کواکبه و
الانوار ربتها سواکبه والارض یرثها من عباده الصالحون ویغنمها
الطالحون ولکنّ الاشیاء تعرف باضدادها والامثال تتشعف
الی انداده وخیر الادوار ما صلحت فیه المعاش والمعاد والاقدار
وهو دور الاول الاخر الباطن الظاهر السامع الناظر خیر من وطی
الارض وخوطب من السماء بطه فلم یبسط الارض الا لکی یطاها وبعد

ذلك بطيبة الطيبة يا وها فافتخرت الارض به على سماها وعلت
منه على ذكاها فيفيها من شرف بنعليه وداس عرشها وفرشه علاها
اذ علاها وله رفع سمكها فسواها والليل اغطش ضحاها فالدعوة
الى الله منتهى مناه ازعن الشرك صفاها وعرف الناس قبلتها ومناها
وسوتها وصفاها وجعلها فى دنياها انموذجة لاخراها محمد المبعوث
من كان مكنا وجل عن الامكان فالاوامر بهم صلى الله عليه صلوة تليق بجلاله وجماله
اما بعد پس چون در علم تاریخ خصوصا تواریخ اسلامیه کثرالله امثالهم فی البریه
من البحریه موجب عبرت الوالابصار وعبرات اشک اعتبار برخسار است وهم
درین تعلیمات عملیه وعلمیه که بصورت خلیه پیشینیان چگونه مقام اعلی را از طلبه بوده اند
پس اگر خلف تقلید سلف کنند هرآئینه گوئی سبقت از همگنان ربایند ونزد از حریفان
برند وفوائد بسیار که در تمدن وسیاست مدن دران دستیاب می شود واضح است
که در دین ودنیا ودار الابتلاء والعقبی هرد وثمر ثمرات است وبلکه موجب برآمدن
حاجات وتعلم در مداخلاب واخراجات هم باحسن وجه درین علم اگر غور شود البته رغبت
بسود شود والمرجا تهم بناء الذین من قبلهم به همین سبب موجب اتمام حجت است
وازهمه برتر مورث ایضاح محجه است که فانظر کیف کان عاقبة للذین من ساء والسوء

وہم طبع عزیزی باستماع سوالف سلف کہ گاہی در مزاج ایشان عمل سلافہ در ہر سالفہ
کند ولامحالہ باعث تنشیط شود ونحن نقص علیک احسن القصص بما اوحینا
الیک ھذا القرآن وان کنت من قبلہ لمن الغافلین اللہ اکبر جای تفکر و
تذکر ست بلکہ موضع تدبر وتحیر ست کہ خطاب اقدس باری تعالی بآن ذات متقدس
ست کہ در تفکر وتذکرش وعدم غفلت وکثرت تدبرش آیہ وافی ہدایہ وما انزلنا
علیک القرآن لتشقی الا تذکرۃ لمن یخشی بس ست ودر استغراقش بوصول
حضوری ودوامی گزشتہ از تذکار کلامی ومرامی ہمین کفایت است کہ سماء الدنیا
قلب آن حضرت ست ونزلہ علی قلبک شاہد این مدعی بولوع در دعوت ست
مع ذلک خدا فرماید وان کنت من قبلہ لمن الغافلین ؎

غفلت از اغیار بودش نی زیار	پوستین بہر دی آمد نی بہار

سمو رتبہ تذکر با خبار خیار سلف وعلو درجہ تفکر بوجوب از برای خلف کہ حاصل قصہ
خوانی وتاریخ دانی ست ہمانا مثل حضرت رب العزت جلت عظمتہ بمثل آنحضرت
واصل بقعاء مرتبہ اتصال بعد الوصول ہمین می شود کہ وان کنت من قبلہ الخ
اخبار غیر از ودر جائیکہ ہمہ اوشدہ کجا تصور غیر کند واز کجا آن را از افراد غیر نماید معلوم ست
کہ از غیر خدا بیغامبر از غافلین ست ولیکن شرف قصص دانی این ست کہ حتی

البتی راخذ المسمّی الغافلین از ان شمارد که کمال استغراق را بهویّت در بر
دارد فاما در صورتیکه برای مثل آن مستغرق بحر وحدت و واحی لسبینه است تصور
کثرت قصص مفید باشد و چهره غفلت بخراشد بالبته بغیر معصوم البته معلوم است
که اکثر لزوماً و جزماً و ادنی وجوباً و حتماً خواهد بود پس باید دانست که از اخبار سوالف
هرگز نباید مخالف شد نه بلکه واجب است که به تثبیت قصص باحتیاط این عبر
و اخبار و سیر موالف گشت فاقتداً باشرف البریه از سیر سیر و سلوک سابقین مطلع
باشند اقلاً موجب عبرت و تعلیم فوت و مروت و حمیت و غیرت خواهد بود پس لازم است
وجود خود را در دنیا عبث ندانسته اند و یادگارها از اخبار سلف در زمانه بیادگار گزاشته تا توانسته اند لاسیما
اخبار بدو اسلام و اسلامیان که توحید ابرطاق بلند گزاشته اند بطور مامون از مشارکت دین قویم امم را
به هزارها قرن راه دور هشته اند این توحید بالذات للذات الی الذات کرا از امم سابقه
نصیب است که این توحید اسلامی از برای علما، ما بغایت عجیب است قال سید
الموحدین وحامی بیضة الدین وماحی الشرک والمشرکین امیرالمومنین
بانکه فرموده اَنَا عَبْدٌ مِنْ عَبِیْدِ مُحَمَّدٍ در توحید می فرماید مَنْ وَحَّدَهُ فَقَدْ کَیَّفَهُ وَمَنْ کَیَّفَهُ
فَقَدْ جَزَّاَهُ وَمَنْ جَزَّاَهُ فَقَدْ ثَنَّاهُ وَمَنْ ثَنَّاهُ فَلَمْ یُوَحِّدْهُ چه خوب می گوید انکه فرموده
و در سفته و در اری آورده و درست آزموده است ـ

فیلک یا عجوبۃ الدھر غدا الفکر علیلا	کلما قرب فکری منک شبرا قد میلا

واقع امرما التراب ورب الارباب پس بقاعدہ معقودہ محمدیہ بایدتمسک جست و ازین ورطہ جست کہ علیکم بدین العجائز وبہین فائز گشت بناء علیہ اول الاسلام نفی الشرک ازان شد کہ قولوا لا الہ الا اللہ تسلموا وچون توحید مسلسل بزنجیر نبوت ست کہ این ذات مستجمع جمیع صفات کمالیہ را باید بپرستش وپرستش نمود واز صفات کمالیہ معنی معبودیۃ است بہ ثبوت پیوستہ بسط الاسلام ودعوت انام بکیفیاتی کہ از ایام متبرکہ آن زمان بعثت تا روز قیامت باید از حالات آن مقتدائے دین وخیر المرسلین وسید صفوت رب العالمین المخاطب فادع الی ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ھی احسن وپس ازان حضرت علیا منقبت کہ سلوک صحابہ وتابعین وتابع التابعین است ہم باید مستحضر شد فذالک انچہ قائع نشر این شرائع والبلاغ این وقائع در صفحہ روزگار شائع وذائع گشتہ معلوم باید نمود فلہذا آفرین بہمت والا نعمت نور حدقہ اصالت ونور حدیقہ لسالت قوت باصرہ شرافت وعزۃ تالیہ نسبت وحضانت ونبالت جناب **نواب ذوالقدر جنگ بہادر** مزاذوالقدر بیگ نام فرزند نواب **شیر جنگ بہادر آغا مرزا بیگ** از تواریخ عربیہ وفارسیہ وانگریزیہ چند ورقی کہ بر صفحہ روزگار بترجمہ بیاد گار

گزاشته وآن را برای ترغیب مسلمانان بخصال سلف خود وسیله اقتدار
وذریعه ابتداء پنداشته بنازم بآن پدر ومادری که چنین فرزند دلبند نبیه وجگربند
علما پسند فقیه برکمال انتباه مغز آگاه بلند خرگاه تربیت نموده که باوجود استغراق اوقات
درکار سرکار فخامتمدار دولت آصفیه ادامها الله بخیریته که صاحب منصب در عدالت
فوجداری بلده حیدرآباد فرخنده بنیاد چینت عن الفتن والفساد هستند واغلب اوقات
خود را که حصه از عمر عزیز است بفیصله مقدمات ومشاجرات ومنازعات بعبادات
ومناداة ومبارات میگزارند لیکن علت غائیه خلقت خود را هم از نظر انور دور
نکرده ونفس فطری فطرة الله التی فطر الناس علیها را در خاطر فیض نظائر نشسته
بلکه آیه کریمه وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ من انباء الرسل ما نثبت به فوادك
وجاءك فی هذه الحق وموعظة للمومنین بذهن خود سپرده که از علم تاریخ
تثبیت فواد ورسوخ اعتقاد صلاحیت بنیاد خواهد شد وامت را لازم است که به هدایت
نبی خود مهتدی شود فبهداهم اهتدوه واقتدا بسلف صالح خود نمایند که
فبهداهم اقتدوه وچون دیدم زحمتی بکمال اشغال کشیده وخود را در زمره متبصرین
اسلامیین اشهد بالله گنجانیده است غیرت اسلامی بجوش آمد که بموجب خواهش آن
یگانه انفس وآفاق وصاحب علیا بالاستحقاق تقریظی نگارش رود تا آنکه غرض اصلی

از جمعتش معلوم شود لذا لک این چند سطر سیاہی بر سفیدی کشیدہ کہ تا بینندگان
ہمچون دیدہ او را دانستہ و دیدہ اعتبار بدیدہ اعتبار در ان نگاہی انداختہ کہ ندید
آن را ندیدہ باشند و غرض اصلی مترجم بود کلمہ منسجم و بسلک دُر غرر منظم گردد و عسی
اللہ ان ینفع بہ الناظرین من العابرین عن العابرین و من الاولین
والاخرین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین وسلام علی المرسلین
وصلی اللہ علی تاج الرسالۃ طوق الرسل خاتمہم - بل زینۃ
لعباد اللہ کلہم وعلی الہ الطیبین وصحبہ المنتخبین والتابعین لہم
باحسان الی یوم الدین وانا الداعی لدوام الدولۃ الاصفیۃ
صنیت بمن خالق البریہ علی ابن الحسن الموسوی الشوستری
من سلطان عصرہ المجری بہ الفلک سلطان العلما ادیب الدولہ سناد الملک

قطعہ تاریخ طبع خلافت اندلس از نتیجہ فکر جناب مولوی عباس علی شریف صاحب المتخلص بہ تصور

جب کبھی آیا خیال اندلس	بڑھگیا حد سے ملال اندلس
ذوالقدر جنگ بہادر نے بغور	سر بسر لکھا ہے حال اندلس
خون بہایا تھا پسینہ کی جگہ	جب ہوا حاصل وصال اندلس

قرطبہ عزناطہ الحمرا کا قصر — تھا عیان جن سے کمال اندلس
کیسی کیسی مسجدین اور خانقاہ — جن سے تھا جاہ و جلال اندلس
کیسے کیسے باغ اور قصر و محل — کرتے تھے ظاہر کمال اندلس
کس طرح تشبیہ اوس کی ہو رقم — جب نہو ممکن مثال اندلس
جنّٰتٍ مِّن تَحتِہَا الاَنہٰرُ کا — قول صادق تھا بحال اندلس
فوقیت رکھتے تھے وہ تہین جبا تین — لاکھہ شیرون پر غزال اندلس
فوج دشمن لاکھہ ہو ہٹتے نہ تھے — وہ قوی دل تھے رجال اندلس
ہر مکان علم و ہنر کی کان تھی — جا بجا تھا قیل و قال اندلس
حکمت و طب ہیئت و ہندسہ نجوم — انتہا پر تھا کمال اندلس
دن وہ تھے کچھہ اور تھے کچھہ وقت اور — اور تھے کچھہ ماہ و سال اندلس
اب کہان ہے وہ زمین و آسمان — کیا ہوا آخر مآل اندلس
خانہ جنگی نے ملایا خاک مین — دولت و علم و جمال اندلس
خانہ جنگی کی ہے یہہ بیّن دلیل — مہر سے روشن زوال اندلس
عبرت آخر ہے درس ماسبق — غور سے دیکھو جو حال اندلس
ہے تصور سے عیان تاریخ طبع — کارگر عبرت ہے حال اندلس

۱۳ ۲۲ ھ

قطعہ تاریخ طبع خلافت اندلس

از نتیجۂ فکر جناب مولوی سید خوندمیر صاحب غفرلہ

کیا کرین اب روایت اندلس
ہے کہانی حکایت اندلس

کیا بتائین کہ قدر طبہ کیا تہا
اور کیا تہی ولایت اندلس

ایک عالم مین دہاک تہی اوس کی
تہی کچہہ ایسی مہابت اندلس

شان و شوکت مین تہی کہین بڑہکر
سلطنت سے سفارت اندلس

اس کا مانے ہوئے تہے سب لوہا
تہی شجاعت شجاعت اندلس

کیسے کیسے ہوئے ہین گردن کش
حلقہ در گوش طاعت اندلس

دوستی کے تہے اس کی سب خواہان
تہی غنیمت حمایت اندلس

میہمان کے لیئے کشادہ تہے
خوانہائے ضیافت اندلس

ایک عالم کو کرتا تہا شاداب
ابر جود و سخاوت اندلس

یان امیر و غریب یکسان ہین
تہا یہ حکم عدالت اندلس

ایک عالم پہ تہا ضیا افگن
آفتاب تجارت اندلس

تہی مربی علم دنیا مین
سب سے پہلے خلافت اندلس

آج تک جس پہ رشک ہے سب کو
تھا وہ فن عمارت اندلس

کیسی کیسی ہوئی ہین ایجادین
آفرین بر فطانت اندلس

ملک وملت کو دن بدن ہو فروغ
تھی یہی گرتھی غایت اندلس

چمن روزگار مین گویا
گل تھا دار الخلافت اندلس

حیف آخر فلک نہ دیکھ سکا
تازگی و نضارت اندلس

اگیا بس زوال مین افسوس!
مہر برج سعادت اندلس

خاک مین مل گیا ہے اب سارا
وہ شکوہ و ایالت اندلس

جس کو منظور ہو کہ کھہ بیٹھے
ق کیجے سیر و سیاحت اندلس

دیکھے **ذوالقدر جنگ** کی تصنیف
نام جس کا خلافت اندلس

خوب تصویر اس کی کھینچی ہے
خوب لکھی ہے حالت اندلس

خوب تفصیل سے بتایا ہے
انقلاب ریاست اندلس

وہ امارت وہ شان وہ شوکت
وہ عروج خلافت اندلس

وہ ترفع وہ دولت وحشمت
وہ وقار و متانت اندلس

وہ فتوت وہ عظمت وجبروت
وہ ظہور جلالت اندلس

وہ نبرد آزمائیان اوس کی
وہ کمال شجاعت اندلس

وہ فتوحات مسلکی و مالی — وہ شکوہ و صلابت اندلس
وہ قوانین اوس کے وہ آئین — وہ اصول سیاست اندلس
وہ تمدن اور اوس کا وہ اخلاق — وہ رسوم ولایت اندلس
وہ ترقی علوم مین اوس کی — وہ فروغ تجارت اندلس
وہ مقامات دلکش و دلچسپ — وہ بہار طراوت اندلس
وہ پہاڑ آبشار وہ صحرا — وہ فضا اور وہ ساحت اندلس
وہ پل و خانقاہ و حمام — وہ شکوہ عمارت اندلس
خاصکر قرطبہ کی وہ مسجد — وہ کمال صناعت اندلس
پھر تباہی اور اوس کی بربادی — وہ زوال خلافت اندلس
الغرض اس کتاب مین مذکور — جزسے تا کل ہے حالت اندلس
منطبع ہوگئی بحسن تمام — بے بدل جب خلافت اندلس
سال ہجری یہہ مین نے لکھا ہے — کیا چھپی ہے خلافت اندلس
۱۳۲۲ھ

الیضاً

کتاب خلافت بصد اہتمام — جو تصنیف ہے ایک فی قدر کی
یہہ چھپی جبکہ کامل سنہ انطباع — لکھا مین نے (تاریخ کامل چھپی)
۱۳۲۲ھ

ایضاً فارسی

بشد طبع چون نسخہ بے بہا — بعون خداوند جن و بشر
سنہ ہجریش گفت ہاتف بمن — بگو (چاپ شد نسخہ نامور)
۱۳۲۲ھ

ایضاً

خلافت کا پہلا چھپا جبکہ حصہ — بصد آب و تاب و بصد زیب و زینت
لکھا سال ہجری یہ مین نے بھی اس کا — چھپا حصہ اوّلین خلافت
۱۳۲۲ھ

ریویو چکیدہ کلاں گھمسلک مجبی و مخلصی مولوی سید ہمایون میرزا اسکوئر بیرسٹر اٹلا

میرے دوست اور پیارے دوست نواب ذوالقدر جنگ بہادر نے اپنی تالیف خلافت اندلس کی نسبت میری رائے طلب کی بظاہر تو یہ ایک چھوٹی سی فرمایش ہے اور اوسکی تعمیل بھی آسان معلوم ہوتی ہے۔ مگر دقت طلب امر یہ ہے کہ اگر مین اپنی رائے کا اظہار بشکل تقریظ کرون جس کا رواج ہند مین چالیس پچاس برس سے پڑگیا ہے۔ جس سے عموماً یہ مقصود ہوتا ہے کہ آنکھین بند کرکے بغیر تصنیف یا تالیف دیکھے ہوئے تصنیف یا تالیف کی مدحت نگاری کی جاے اور لکھنے والا اپنی لیاقت نظم و نثر کا اظہار کرے تو میری دانست مین یہہ ایک فعل عبث ہے۔ مجرد ایک طویل مقفیٰ و مسجّع تقریظ سے کوئی تصنیف یا تالیف قابل وقعت و مفید ثابت نہین ہوسکتی۔ خصوصاً جبکہ یہ معلوم ہے کہ تقریظون مین عموماً جھوٹی تعریفون کی بھرمار ہوتی ہے البتہ کسی تصنیف یا تالیف کی تنقید کرنا جس کا رواج زمانہ دراز سے عرب مین چلا آتا ہے ایک بکار آمد و مفید فعل ہے بشرطیکہ تنقید کرنیوالا پوری صلاحیت و کافی فرصت رکھتا ہو۔ خلافت اندلس ایک ضخیم کتاب ہے جس کی تنقید کرنے

کے لئے ایک تو مدید فرصت درکار ہے دوسرے اندلس کے حالات عہد خلافت کے وسیع و تازہ معلومات کی ضرورت ہے۔ تیسرے صحیح مادہ تنقید کرنے کا ہونا چاہیئے۔ مجھے ان مین سے ایک بات بھی نصیب نہین ہے بقول مولانا حالی۔

جیسا نظر آتا ہون نہ ویسا ہون مین	اور جیسا سمجھتا ہون نہ ویسا ہون مین
اپنے سے ہی ہون عیب چھپاتا اپنے	بس مجھکو ہی معلوم ہے جیسا ہون مین

ایسی حالت مین تنقید کرنا میرے لیئے محالات سے ہے اسلامی دنیا مین بالعموم یہی دو طریقے استعمال مین ہین اور مین ان دونون سے قاصر ہون مگر ان خیالات نے کہ ایک عزیز دوست نے فرمایش کی ہے وہ بھی از راہ قدردانی و محبت گستری اگر اس کی تعمیل نہ کرون تو صرف کفران نعمت ہی نہین ہے بلکہ ایک عزیز کی خاطر شکنی متصور ہے جو کسی طرح جائز نہین ہے۔ بقول خدائی سخن میر انیس مرحوم ؎

خیال خاطر احباب چاہیئے ہر دم	انیس ٹھیس نہ لگ جائے آبگینون کو

مجھکو اپنی رائی ظاہر کرنے پر مجبور کر رکھا ہے اس لئے مین نے ان دونون طریقون کو نظر انداز کر کے انگریزی طریقہ ریویو کرنے کا اختیار کیا قبل طبع ہونیکے

مین نے ایک سرسری نظر ساری کتاب پر ڈالی - اس کتاب کے تین حصے
ہین اور ہر حصہ چند بابون پر منقسم ہے حصہ اول مین مندرجہ ذیل تذکرے ہین -
اسلام سے پہلے کی حالت - عربون کی آمد اور اون کی فتوحات کا آغاز و انجام
اندلس کے تعلقات شام و افریقیہ سے - والیون کا افریقیہ سے مقرر ہوکر آنا -
عبدالرحمن بن معاویہ کا ملک شام سے بھاگ کر اندلس مین داخل ہونا -
جنگ مصارۃ - حصہ دویم مین خلافت اندلس کی بنا کے اور خاندان بنی امیہ کے
عروج و تنزل کے حالات مرقوم ہین - حصہ سیوم مین بیانات طوائف الملوکی
کے - مختلف خاندانون کا یکے بعد دیگرے اندلس پر مسلط ہونے کے - جنگ غرناطہ
کے اور عربون کے اخراج کے مسطور ہین جس جس بادشاہ کے عہد حکومت
مین جو کچھ ترقیان علوم و فنون و تمدن مین ہوئین اون کے کارنامے مناسب
موقعون مین مذکور ہین کسی خاص علم یا فن مین تالیف یا تصنیف کرنیکے لیئے
مؤلف یا مصنف کو مخصوصہ قابلیتون کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً کسی مورخ
کے لیئے جس زبان مین اوس کی تالیف ہو اوس کے لٹریچر (ادب) پر
اوس کو عبور ہونا چاہیئے یعنی اعلیٰ درجہ کا زبان دان ہو - عام معلومات کثیر اور
نظر وسیع رکھتا ہو اوس قوم و ملک کے تاریخی حالات سے جہان کی تاریخ

لکھنے بیٹھا ہے کافی و محققانہ واقفیت رکھتا ہو۔ دل و دماغ اوس کا قوی اور مذہبی تعصب سے مبرا ہو۔ اصول جمع و تدوین سے ماہر ہو۔ طبعی مناسبت و صحیح مذاق تاریخ دانی کا ہو۔ روشن خیال و صائب الرائی ہو۔ جہانتک مجھے معلوم ہے خلافت اندلس کے فاضل مؤلف ان تمام صفتون سے متصف ہین۔ کتاب خلافت اندلس اردو مین لکھی گئی ہے اور مؤلف کی مادری زبان وہ اُردو ہے جس کو تعلق دلّی کے لال قلعہ سے ہے جہانکی شکسالی اور بامحاورہ اردو کی دنیا قائل ہے۔ واضح ہو کہ مؤلف کی والدہ معظمہ خاندان تیموریہ کی ایک رکن رکین ہین پہراون کی اُردو دانی کا کیا کہنا خصوصاً جبکہ انہون نے زباندانی کی تحقیقات مین اپنے وقت عزیز کا کوئی حصہ صرف بھی کیا ہو اور اُردو لٹریچر سے طبعی دل چسپی بھی رکھتے ہون ایک کیمبرج کے ایم۔ اے کی تالیف کا اُردو مین ہونا کافی دلیل طبعی دل چسپی کی ہے تاریخ دانی کی طرف مؤلف کا طبعی رجحان اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دارالعلوم کیمبرج کے بی۔ اے کے ٹرائیٹوس مین انھون نے ہسٹریز آف دی ورلڈ تواریخ عالم لی تھی بعد کامیابی بھی انھون نے تواریخ کا مطالعہ چھوڑا نہین باقی صفتین ایک مورخ کی ان مین بوجہ اعلیٰ درجہ کی مشرقی و مغربی تعلیم پانے کے اور مذاق و

مشاغل علمیہ رکھنے کے موجود ہین اور یہ صفتین صرف انکی ذات ہی تک
محدود نہین ہین بلکہ ان کی تالیف زیر ریویو بھی ان صفتون سے متاثر ہوئی ہے
جہان تک مجھے علم ہے اردو زبان مین ہسپانیہ کی کوئی کامل و مستقل تاریخ
ابتک نہین لکھی گئی۔ ایک آدہ انگریزی زبان کی تاریخ اندلس کا ترجمہ کیا گیا ہے
جو زمانہ کی موجودہ احتیاج کے لئے کافی نہین ہے مین خلافت اندلس کے
قابل مؤلف کو دل سے مبارکباد دیتا ہون کہ انہون نے اس احتیاج کو
محسوس کرکے بڑی جان فشانیون اور سرد ردیون سے کثیر و مفید مواد کتب
عربیہ و انگلشیہ سے لیکر ایک خوش نما پیہتا ہوا زبان اُردو کا لباس پہناکر تاریخ
اندلس کی ترتیب نہایت قابلانہ طریقہ سے دی ہے۔ یہ کوشش مؤلف کی
نہایت بکار آمد و قابل قدر ہے۔ ایک یورپین مدبر کا قول ہے کہ ہم لوگ اپنے
اسلاف کی عظمت و شاندار سرگزشتون سے اپنی آیندہ حالت درست کرسکتے
ہین۔ اگر مسلمان اپنے اسلاف کے کارنامون کو پڑہکر ذرا غیرت و ہمت سے
کام لین تو کیا کچھ نہین کرسکتے ہین۔ تاریخ خلافت اندلس مین ان باعظمت اسلاف
کے کارنامے ہین جو صفحہ ہستی پر ہمیشہ قابل قدر سمجھے گئے اور سمجھے جائین گے۔
ان کے قابل قدر ہونیکی ایک چھوٹی سی دلیل یہ ہے کہ اون کے دشمن بھی بغیر

سے اب نہ رہ سکے پروفیسر بوسورتھ اسمتھ اپنی تصنیف محمد اور اسلام میں اندلس کے عربوں کے متعلق یوں رطب اللسان ہے "ہسپانیہ کی مشعل تعلیم و تعلم نے جاہل و تاریک یورپ کو صدیوں منور کر رکھا تھا وغیرہ وغیرہ" مورس اسٹیفنس تاریخ پرتگال میں اندلس کے عربوں کا اس طرح ثنا خوان ہے "اگرچہ عرب عموماً حرارت و تعصب مذہبی کی وجہ سے مجنون بنے ہوئے تھے لیکن اندلس کے بنی امیہ عرب نہایت روشن خیال حکمران تھے جن کی صابر و متحمل حکومت میں ممالک پرتگال و ہسپانیہ ویسے ہی شاد و آباد تھے جیسے زیر حکومت شاہنشاہان روما علاوہ ان کے متعدد یورپین مصنفوں اور مؤلفوں نے مثل گبن و واشنگٹن آرونگ و اسٹینلی لین پول و گلمن و پرسکوٹ وغیرہ نے صفحے کے صفحے اندلس کے عربوں کی مدح سرائیوں میں سیاہ کر ڈالے ہیں ایسے باعظمت و لائق فخر لوگوں کے تذکرے خلافت اندلس کے مؤلف نے پبلک کے سامنے پیش کئے ہیں مجھے امید ہے کہ پبلک اس تالیف سے مستفید ہوگی تاکہ مؤلف کی محنت ٹھکانے لگے اور دوسرا ایسے کام کیلئے دل بڑھے فقط

الراقم

سید ہمایون میرزا

سڑک کنٹہ گوشہ محل حیدرآباد دکن

محررہ ۲۷ تیر ۱۳۱۴ف